سرورق (Cover Page)

ناول کا نام :

"جب عورت نے عرش چھوڑ کر سٹیج چنا"

مصنف کا نام :

"سردار محمد علی خان"

مصنف کا تعارف

سردار محمد علی :

ایک ایسا قلمکار، جو لفظوں کو صرف لکھتا نہیں، محسوس بھی کرتا ہے

ان کی تحریر محض کہانیاں نہیں، بلکہ روحانی لمس، انسانی مشاہدے، اور معاشرتی حقیقتوں کی آئینہ دار ہوتی ہے

اس ناول

جب عورت نے عرش چھوڑ کر سٹیج چنا

میں انہوں نے عورت کے مقام، اس کے وقار، اس کی غلطیوں، اس کی عظمت اور اس کے کھو جانے کی کہانی

دو زمانوں

ایک قدیم اور ایک جدید

کے تقابلی مشاہدے کے ذریعے پیش کی ہے

ان کے الفاظ میں

عورت آج بھی عزت ہے، نور ہے، عظمت ہے

بس فرق اتنا ہے کہ کچھ نے اپنے آپ کو پہچانا

اور کچھ نے رفتارِ زمانہ میں اپنی قیمت کھو دی

سردار محمد علی کی تحریر کا محور ہمیشہ یہی رہا ہے کہ

جب انسان اپنے اندر کی گمشدگی کو سمجھتا ہے

وہیں سے اس کا روحانی سفر شروع ہوتا ہے

یہ ناول بھی اسی سفر کی لکیریں ہیں

عورت کی خود گم کردہ شناخت سے

اس کی اصل تک واپسی کی داستان

ناول کا خلاصہ (Summary of the Novel)

یہ ناول دو دورانیوں میں عورت کے مقام اور سفر کو پیش کرتا ہے

پرانا دور:

ایسا زمانہ جب عورت کی تربیت باحیا، پردہ دار، اور رب کے قریب تھی

یہاں عورت کا مقام بلند تھا، وہ اپنی عزت کی پاسدار تھی، اور اپنے گھر و معاشرہ میں وقار کی علامت

ماہ نور اس دور کی نمائندہ ہے، جس کی کہانی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کو عزت اور وقار کے ساتھ کس طرح زندہ رہنا چاہیے اور کیسے وہ رب کے قریب رہ کر اپنی زندگی کو بامعنی بناتی ہے

جدید دور:

اس میں عورت کی آزادی اور میڈیا و سوشل میڈیا کے اثرات کو دکھایا گیا ہے

مناہل، آریشہ اور ایمن اس دور کی نمائندہ ہیں، جو اپنی زندگیوں میں بے باکی، لڑکوں کے ساتھ تعلقات، اور یونیورسٹی میں میڈیا اثرات کی وجہ سے اپنی قدر و منزلت کھو بیٹھی ہیں

یہ کہانی دکھاتی ہے کہ کس طرح سٹیج اور میڈیا کے چکر میں عورت اپنی عزت اور مقام کھو دیتی ہے

یہ ناول بنیادی طور پر ایمن کے تجربات اور مشاہدات کے گرد گھومتا ہے، کہ عورت کا اصل مقام کیا ہے اور کہاں اسے غلط راستے پر لے جایا گیا ہے

انتساب (Dedication)

یہ ناول میں ان تمام عورتوں کے نام کرتا ہوں

جو اپنی آزادی یا سماجی دباؤ کی وجہ سے اپنی عزت کھو بیٹھی ہیں

اور جنہوں نے صبر، حیا اور علم کے ذریعے اپنے مقام کو بلند رکھا

خاص طور پر

اُن عورتوں کے نام جو رب کی محبت اور ہدایت میں اپنی زندگی کو با معنی بناتی ہیں

اقتباس (Cover Quote)

عورت کا مقام بلند تھا، مگر سٹیج کے چکر نے اسے خود سے دور کر دیا

یہ کہانی اس سفر کی ہے، جہاں عزت و وقار سے عرش سے سٹیج تک کا فاصلہ طے ہوا

پیش لفظ

یہ ناول صرف ایک کہانی نہیں بلکہ عورت کے مقام اور اس کے حالات پر ایک معاشرتی و روحانی نظر ہے

یہ بتاتا ہے کہ کس طرح قدیم تربیت، حیا، اور مذہبی اصول عورت کو بلند مقام دیتے ہیں، اور کس طرح جدید دنیا کے چکر، میڈیا اور آزادی کے غلط استعمال سے عورت اپنی عزت کھو سکتی ہے

ناول میں دو مرکزی دور پیش کیے گئے ہیں

پرانا دور ماہ نور اور اس کے دوست، جو رب کی محبت اور تعلیم کی روشنی میں زندگی گزارتے ہیں

جدید دور مناہل، آریشہ اور ایمن، جو میڈیا اور یونیورسٹی میں آزادی کی غلط تشریح کی وجہ سے مشکلات اور رسوائی کا شکار ہوتی ہیں

ایمن، ناول کی مرکزی کردار، دونوں دور کا مشاہدہ کرتی ہے، تاکہ قاری کو واضح ہو کہ عورت کا مقام اور اس کی قدر ہمیشہ اس کے اعمال اور تربیت سے جڑا ہوا ہے

مقصدِ تحری

میں، سردار محمد علی، اس ناول کو لکھتے ہوئے صرف ایک مقصد اپنے سامنے رکھے ہوئے تھا

عورت کو اس کے اصل مقام کا آئینہ دکھانا نہ اس کی تذلیل کرنا، نہ اسے پوجنا، بلکہ اسے پہچان کروانا

آج کی دنیا بہت بدل چکی ہے

روشنیوں، رنگوں، آزادیوں، اور خواہشوں کے شور میں

کئی لڑکیاں اپنا مقام خود بھول جاتی ہیں

وہ سمجھ لیتی ہیں کہ روشنیاں عزت دیتی ہیں

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ

جو عورت اپنی روشنی خود کھو دے

اسے دنیا کبھی چراغ کی طرح نہیں

صرف ایک منظر کی طرح استعمال کرتی ہے

میرا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ میں کسی عورت کو کم تر دکھاؤں

یا اس کی غلطیوں کو طنز کا نشانہ نہ بناؤں

میرا کام صرف آئینہ دکھانا ہے

اور آئینہ کبھی اچھا یا برا نہیں ہوتا

وہ صرف سچ دکھاتا ہے

اس لیے

اگر کہیں میرے الفاظ سخت محسوس ہوں

کہیں جملے چبھ جائیں

کہیں کوئی بات تلخ لگے

تو میں دل سے عورت ذات سے معذرت خواہ ہوں

یہ تلخی میری نہیں

اس معاشرے کی ہے

جس کا میں صرف راوی ہوں

میں یہ مانتا ہوں کہ

عورت آج بھی بہت بلند ہے

اس کی قدر، اس کی عظمت، اس کا وقار

آج بھی آسمان سے اوپر ہے

لیکن جب وہ خود کو کم قیمت بنا دے

جب وہ اپنے دل، اپنے جسم، اپنی شناخت کو

بازار کے شور میں گم کر دے

تو زمانہ اسے حقیقی عزت نہیں دیتا

صرف استعمال کرتا ہے

یہ ناول اُن لڑکیوں کے لیے ہے

جو یونیورسٹی نہیں جاتیں

اور باہر کی دنیا کی چکاچوند دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتی ہیں

میرا کہنا یہ ہے

آپ خود کو پہچانیں

اپنی قیمت جانیں

اتنی مضبوط، اتنی قیمتی اور اتنی عظیم بنیں

کہ آپ کا خریدار کوئی نہ ہو

کیونکہ جو عورت خود کو سستا کر دے

وہ کبھی اپنی منزل نہیں پا سکتی

میری دعا ہے

ہر پڑھنے والی

چاہے وہ منال، عریشہ اور ایمن کے جدید دور میں جی رہی ہو

یا ماہ نور، جویریہ اور عائشہ کی پرانی دنیا میں

وہ یہ سمجھ سکے کہ

وقار کبھی فیشن سے نہیں آتا

وہ ہمیشہ کردار سے آتا ہے

یہ ناول دو زمانوں کی کہانی ہے

دو راستوں کی ٹکر

دو عورتوں کی پہچان

اور ایک سچ کا اعلان

جب عورت خود کو پہچان لے

تو دنیا اس کی نہیں رہتی

وہ رب کی ہو جاتی ہے

سردار محمد علی

اہم وضاحت

یہ کہانی فرضی بیانیہ ہے، جو مختلف لڑکیوں کے کردار، اور معاشرتی حالات پر مبنی ہے

ناول میں استعمال ہونے والے تمام نام فرضی ہیں، اور کسی حقیقی فرد کی نمائندگی نہیں کرتے

یہ نام کہانی کی روانی اور رازداری کے پیشِ نظر منتخب کیے گئے ہیں

اور دوسری یہ کہ

میں نے یہ ناول اس لیے لکھنا شروع کیا کہ مجھے محسوس ہوا

زمانے بدل گئے ہیں،

لیکن عورت کی کہانی اب بھی وہی ہے

بس اس کے کردار بدل گئے ہیں، اس کے دائرے بدل گئے ہیں، اور اس کی پہچان دھندلا گئی ہے

یہ ناول کسی ایک عورت کی کہانی نہیں، بلکہ دو زمانوں کی عورت کی عکاسی ہے

ایک وہ جو حیا، وقار اور روحانی بلندی کی مثال تھی،

اور دوسری وہ جو آزادی کے نام پر اپنی حقیقت سے دور جا رہی ہے

میں یہ نہیں کہتا کہ عورت کمزور ہے

بلکہ میں یہ باور کروانا چاہتا ہوں کہ

عورت آج بھی بلند ہے،

آج بھی قیمتی ہے،

آج بھی وہ وہی روشنی ہے جو گھروں کو، نسلوں کو اور دلوں کو منور کرتی ہے

میرا کام تنقید نہیں، آئینہ دکھانا ہے

میں کسی پر حکم نہیں لگاتا، صرف احساس جگاتا ہوں

یہ کہانی اس تضاد کو ظاہر کرتی ہے جو وقت نے عورت کے وجود میں پیدا کر دیا

جہاں ایک طرف ماہ نور کی پردہ دار دنیا ہے،

اور دوسری طرف ایمن، مناہل اور اریشہ کی روشن مگر بے سمت دنیا

میں چاہتا ہوں کہ جو قاری یہ کتاب پڑھیں،

وہ سمجھیں کہ عورت کا مقام کبھی کم نہیں ہوا،

بس اس نے خود کو بازارِ وقت میں سستا کر دیا

میری دعا ہے کہ یہ ناول ہر اس بیٹی، بہن، ماں اور عورت تک پہنچے

جو اپنے رب کے نور سے جڑنا چاہتی ہے

اور آخر میں،

میں ایک بات بڑی عاجزی سے کہنا چاہتا ہوں

اگر میرے کسی لفظ سے، کسی جملے سے، کسی منظر سے

کسی عورت کے دل کو ٹھیس پہنچی ہو

تو میں اپنی ماں، بہن، اور پوری عورت ذات سے معافی مانگتا ہوں

میرا مقصد دکھانا تھا، گرانا نہیں؛

یاد دلانا تھا، الزام نہیں لگانا

میں صرف ایک قلمکار ہوں

جو آئینہ دکھاتا ہے، فیصلہ نہیں کرتا

وضاحت

1 جدید دور کی کہانی :

جب کہانی میں مناہل، آریشہ اور ایمن کے کردار آئیں، تو ہر باب یا سب سیکشن کی ہیڈنگ کچھ یوں ہو سکتی ہے .

ایمن :

(جس طرح محبت کے 40اصولوں میں ایلا بیان ہے)

اس ہیڈنگ سے قاری کو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ یہ جدید دور کی زندگی اور کردار ہیں، اور ایمن اس دور کی لڑکیوں کے مشاہدات کر رہی ہے .

2 پرانا دور کی کہانی :

جب کہانی میں ماہ نور، عائشہ اور جویریہ کے کردار آئیں، تو ہیڈنگ کچھ یوں ہو سکتی ہے

ماہ نور :

(جس طرح محبت کے 40اصولوں میں رومی بیان ہے)

اس سے قاری فوراً سمجھ جائے گا کہ یہ پرانے دور کی زندگی ہے، جس میں عورت کا مقام، تربیت اور وقار بلند تھا

کہانی کی ساخت

ایمن ہمیشہ دونوں دورانیوں کے کرداروں کا مشاہدہ کرتی ہے

جب نئے دور کے کردار ظاہر ہوتے ہیں تو قاری جان لے کہ یہ جدید زمانے کی مثال ہے

جب پرانے دور کے کردار اور حالات دکھائے جاتے ہیں تو قاری جان لے کہ یہ ماضی کی زندگی ہے

کہانی ہر موضوع پر جدید اور پرانے دور کے درمیان سوئچ کرتی ہے تاکہ قاری کو عورت کے مقام، تربیت اور معاشرتی حالات کا موازنہ واضح طور پر نظر آئے

پڑھنے کے لیے ہدایت :

اگر آپ نے الیف شفق کا ناول محبت کے 40اصول پڑھا ہے، تو اس ناول کی فہم آپ کے لیے آسان ہوگی کیونکہ یہاں بھی انسانی جذبات اور معاشرتی اثرات کو گہرائی سے دکھایا گیا ہے

اگر آپ نے وہ ناول نہیں پڑھا، تو بھی کوئی پریشانی نہیں، کیونکہ یہ کہانی مکمل طور پر واضح اور خود مختار ہے، اور آپ کو ہر دور کی تفصیلات مرحلہ وار سمجھ آجائیں گی

نتیجہ

یہ ناول قاری کو ایک منفرد تجربہ دیتا ہے

عورت کے اعلی مقام سے گرنے تک کے سفر کو پرانے اور موجودہ دور میں دکھانا ،

ایمن کے مشاہدات اور کتابی مطالعے کے ذریعے دونوں دور کی زندگیوں کا موازنہ کرنا ،

اور آخر میں یہ سمجھنا کہ عورت کا اصل مقام اور وقار کس چیز سے جڑا ہوا ہے

ایمن

ایمن ایک ایسے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی

جو نہ پورا مذہبی تھا،

نہ پورا دنیا دار

دونوں رنگوں کا تھوڑا تھوڑا اثر

اور دونوں میں سے کوئی بھی مکمل نہیں

گھر میں کبھی نمازیوں جیسا ماحول ہوتا ،

تو کبھی پورا دن ٹی وی کی آواز گونجتی رہتی

باپ صبح سویرے گھر سے نکل جاتا ،

واپس آکر بس اتنا پوچھ لیتا

سب ٹھیک ہے نا ؟

پھر چپ کر کے اپنے خیالوں میں گم ہو جاتا

ماں گھر کو سنبھالنے میں ماہر تھی،

مگر بیٹی کے دل کے اندر کیا چل رہا ہے،

اسے جاننے کی فرصت کبھی نہ ملی

وہ کبھی کبھی کہہ دیتی

بیٹا وقت بدل گیا ہے،

اب بچوں کو خود ہی سمجھنا پڑتا ہے

یہی خود سمجھنے والی بات

ایمن کے اندر ایک عجیب سی خاموشی چھوڑ گئی تھی

وہ نہ تو دین سے بہت دور تھی،

اور نہ بہت قریب

نہ نئی دنیا کی دیوانگی میں گم،

اور نہ ہی پرانے رواجوں کی سختی میں بندھی ہوئی

اس کی الماری میں

ایک طرف دوپٹے، دینی کتابیں اور سادہ چوڑیاں رکھی ہوتیں،

اور دوسری طرف چمکیلے کپڑے، خوشبوئیں اور خوبصورتی کا سامان

کبھی اس کا دل چاہتا کہ پردہ کرے،

اور کبھی سامنے رکھی تصویر کی طرح

چمکتی نظر آئے

اس کے کمرے میں

مصلّٰے بھی پڑا تھا

اور آئینہ بھی

اور دونوں سے جائزہ لیتی ہوئی

وہ اکثر خود سے پوچھتی تھی

میں آخر ہوں کون؟

کس راستے کی عورت؟

؟کس رنگ کی بیٹی

گھر میں اس کے فیصلوں پر پابندی نہیں تھی،

مگر رہنمائی بھی کوئی نہ تھی

وہ جو چاہے کر سکتی تھی

بس یہ نہیں بتایا گیا کہ

کیا کرنا بہتر ہے

اور کیا نہیں

رات کے وقت وہ کبھی دل پکڑ کر بیٹھ جاتی،

اور کبھی کھڑکی کے پاس

سڑک کی آوازیں سنتی رہتی

ایمن کی شخصیت میں

ایک انجانی سی کشمکش تھی—

جیسے وہ دو کناروں کے درمیان کھڑی ہو

ایک کنارا وہ عورتیں تھیں

جنہیں اس نے کتابوں اور بزرگوں سے سنا تھا—

وقار والی، حیادار، مضبوط

اور دوسرا کنارا

وہ عورتیں جنہیں وہ روزمرہ کی زندگی میں دیکھتی تھی—

چمک میں لپٹی ہوئی،

مگر اندر سے خالی خالی

ایمن ان دونوں کے بیچ کہیں ٹھہری ہوئی تھی،

نہ پوری اس طرف،

نہ پوری اُس طرف

اسے لگتا تھا جیسے اس کی زندگی کا کوئی خفیہ دروازہ ہے

جو ابھی تک کھلا ہی نہیں

وہ محسوس کرتی تھی کہ

دنیا اسے اپنی طرف کھینچتی ہے،

اور اس کا دل ایک انجانی روشنی کو پکارتا ہے

مگر اسے سمجھ نہیں آرہی تھی

کہ اس روشنی کی سمت کہاں ہے

ایمن کی اصل تلاش یہی سے شروع ہوتی ہے—

خود کو پہچاننے کی تلاش،

اپنے مقام کی تلاش،

اور اس سوال کی تلاش کہ

عورت واقعی کہاں کھڑی ہے

؟اور اسے کہاں کھڑا ہونا چاہیے

ایمن کا گھر باہر سے دیکھنے میں

بالکل عام سا تھا

دو کمروں کا چھوٹا سا مکان،

سامنے ایک نیم کا درخت ،

اور دروازے کے ساتھ وہی پرانا گھنٹی والا بٹن

جو دبا و تو پکارے،

مگر کبھی کبھار خاموش رہ کر

پریشان بھی کرے

لیکن اس گھر کے اندر

ہر شخص کی اپنی ایک الگ دنیا تھی

ایمن کے والد ⭐

ایمن کے والد کے چہرے پر

زندگی کی تھکن بسی رہتی تھی

وہ کم بولنے والے آدمی تھے—

نہ سخت،

نہ بہت نرم

ایک درمیانی، تھکی ہوئی سی شخصیت

جو صبح جاتے ہوئے بھی خاموش

اور واپس آتے ہوئے بھی خاموش رہتی

کھانا کھاتے ہوئے وہ اکثر

دور کسی خیال میں گم رہتے،

جیسے زندگی نے انہیں

کسی بینچ پر بٹھا کر

آگے بڑھنا بھلا دیا ہو

وہ ایمن سے محبت کرتے تھے،

مگر اظہار نہیں

محبت ان کے لہجے میں نہیں،

صرف ان ہاتھوں میں تھی

جو وہ کبھی کبھی

ایمن کے سر پر رکھتے

بغیر کچھ کہے

ایمن ہر دفعہ سوچتی

ابو شاید مجھے بہت کچھ کہنا چاہتے ہیں

مگر ان کے لفظ جیسے دل تک آتے آتے رک جاتے ہیں

ایمن کی ماں ⭐

ایمن کی ماں سراپا سادگی تھی

نہ زیورات کی شوقین

اور نہ فیشن کی دیوانی

دن بھر گھر کے کاموں اور مصروفیات کے بیچ

اس کا اپنی بیٹی کے ساتھ

وقت بہت کم رہ جاتا تھا

محبت تھی،

بے شمار تھی

مگر رہنمائی نہیں تھی

ماں اسے سکھاتی تو تھی—

لیکن بس اتنا

نرم لہجے میں بات کرنا

کسی کے دل میں جگہ نہ بنانا

اور بس اپنا خیال رکھنا

مگر یہ نصیحتیں

دنیا کی سخت موجوں کے سامنے

بہت کمزور تھیں

ماں خود بھی اندر سے الجھی ہوئی تھی

وہ چاہتی تھی کہ ایمن اچھا کرے

مگر اسے یہ سمجھ نہ آسکا

کہ اچھا کرنا کیسے ہوتا ہے

اکثر ایسا ہوتا کہ

ایمن کچھ پوچھنا چاہتی،

کچھ کہنا چاہتی،

مگر ماں کام میں الجھی ہوتی

اتنا کہ

بیٹی کے دل کا بوجھ

الفاظ میں بدلنے سے پہلے ہی

دھیرے سے ڈوب جاتا

ایمن کا چھوٹا بھائی ⭐

ایمن کا ایک بھائی بھی تھا—

چھوٹا، ضدی، شریر،

مگر دل کا نرم

اسے ایمن کی ہر چیز بہتر لگتی

اس کا لکھنا،

اس کا سلیقہ،

اس کا لہجہ

وہ اکثر کہتا

باچی تم بڑی ہو کر بہت بڑی بات بنو گی

ایمن مسکرا دیتی،

لیکن اس کے دل میں یہ سوال بھی جاگ اٹھتا

کیا بننا ہے ؟

اور کس کے لیے ؟

بھائی اس کی معصومیت کا آخری سہارا تھا،

جس کے سامنے ایمن بچی بن جاتی تھی

گھر کی فضا ⭐

یہ گھر نہ خوشی سے بھرا ہوا تھا

اور نہ غم سے ٹوٹا ہوا—

بس ایک ایسا گھر

جہاں ہر کوئی اپنی اپنی خاموشی میں

زندگی جی رہا تھا

کھانے کی میز پر چار برتن ہوتے،

لیکن باتیں اکثر دو تین جملوں میں ختم ہو جاتیں

صبحیں تیزی میں گزرتیں،

راتیں تھکن میں

اور درمیان میں

ایمن اپنی ذات کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہتی—

ایک اکیلی لڑکی،

ایک خاموش گھر،

اور بے نام رشتے

جو ساتھ تو رہتے تھے

مگر دل سے اتنے قریب نہ تھے

جتنا ہونا چاہیے تھا

ایمن کا احساس ⭐

ایمن اکثر سوچتی تھی

شاید میرے گھر والے مجھے بہت چاہتے ہیں

لیکن کوئی بھی مجھے جانتا نہیں

یہی احساس

اس کے اندر ایک خالی جگہ چھوڑ گیا تھا،

جسے بھرنے کے لیے

وہ اپنے اندر جھانکنے لگی—

خود کو سمجھنے لگی،

عورت کے مقام کو سمجھنے لگی،

اور اپنے گھر کی خاموشیوں میں

اپنا راستہ تلاش کرنے لگی

ایمن

ایمن بظاہر خاموش مزاج لڑکی تھی،

لیکن اس کے دل کے اندر کہیں

تعریف کی ایک ہلکی سی خواہش چھپی ہوئی تھی

وہ خواہش جو اسے خود بھی کبھی پوری طرح سمجھ نہ آتی

گھر میں اسے زیادہ توجہ نہیں ملتی تھی،

نہ اس کے جذبات پر بات ہوتی،

نہ کسی نے بتایا کہ اس کی خوبی کیا ہے

شاید اسی لیے

وہ تعریف

وہ پسند کیے جانے کی تمنا

ایمن کے اندر کسی خاموش پیاس کی طرح جگہ بنا چکی تھی

اسی پیاس نے اسے

آہستہ آہستہ

سوشل میڈیا کی طرف دھکیل دیا

اس کے پاس انسٹا اور ٹک ٹاک کے حساب ضرور تھے،

مگر وہ اپنا چہرہ ظاہر نہیں کرتی تھی

اسے ڈر بھی لگتا تھا،

اور شاید شرم بھی

لیکن پھر بھی وہ چاہتی تھی

کہ لوگ اسے دیکھیں،

اسے سنیں،

اس کی کوئی بات

کوئی کیفیت

کسی کے دل کو چھو لے

وہ چھوٹے چھوٹے کلپ بناتی

کبھی روشنی کے عکس،

کبھی کھڑکی کے پاس بیٹھے اس کے ہاتھ،

کبھی اداس آنکھیں جنہیں وہ حد سے زیادہ قریب لا کر ریکارڈ کرتی،

کبھی اپنی ڈائری کے لفظ،

کبھی بارش کے قطرے،

اور کبھی اپنی آواز میں کوئی نرم سی لائن

اور پھر وہ دیر تک بیٹھ کر

تبصرے پڑھتی رہتی

اچھا بنایا

خوبصورت !

دل چھو لیا

یہ چھوٹے چھوٹے جملے

اس کے دل کے کسی خالی حصے میں

آہستہ سے جگہ بھر دیتے

مگر ان تعریفوں کے باوجود

اسے اپنی ذات کے اندر

کوئی ٹھہراؤ نہیں ملتا تھا

ہر پسند کیے گئے ویڈیو کے بعد

اس کے اندر ایک اور پیاس جاگتی

کاش میں مزید بہتر بن جاؤں

کاش مجھے زیادہ لوگ دیکھیں

کاش میں بھی کسی کی نظر میں خاص بن جاؤں

وہ کبھی کبھی خود سے شرمندہ بھی ہوتی

یہ کیا ہے مجھ میں ؟

میں کیوں چاہتی ہوں کہ لوگ مجھے سراہیں

مگر جواب اسے خود بھی نہ ملتا

وہ بس اتنا جانتی تھی کہ

گھر کی خاموشی میں

اس کے کلمپس پر آنے والی تعریفیں

اسے کچھ دیر کے لیے

اپنی جگہ کا احساس دیتی تھیں

ایمن کو یہ بھی پتا تھا

کہ وہ پوری طرح غلط نہیں،

مگر پوری طرح صحیح بھی نہیں

وہ اس پیچ کی دنیا کی لڑکی تھی

جو اپنا چہرہ چھپائے رکھتی تھی

مگر دل چاہتا تھا

کہ کوئی اسے پہچان لے

یہی کشمکش

ایمن کے سفر کو

اور اس کے کردار کو

دنیا کی ہر اس لڑکی سے جوڑ دیتی ہے

جو نظر نہیں آتی

لیکن چاہتی ہے

کہ اسے محسوس ضرور کیا جائے

ایمن

ایمن نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی کا ایک فیصلہ
اسے اپنے گھر کی خاموشیوں سے نکال کر
ایک نئی دنیا کے دروازے پر لا کھڑا کرے گا

جب اس نے کامسیٹس اٹک میں داخلہ فارم بھرا
تو اس کے دل میں کوئی بہت بڑا خواب نہیں تھا
بس ایک ہلکی سی خواہش تھی
کہ شاید یہاں جا کر
وہ خود کو سمجھ سکے

جس دن داخلے کی فہرست لگی
گھر میں کوئی خاص جشن نہیں ہوا
باپ نے بس ایک لمحے کو چہرہ اٹھایا،
اور اتنا سا کہا

ٹھیک ہے بیٹا، اللہ بہتر کرے گا

ماں نے خوش ہو کر اسے گلے تو لگایا،

مگر جاتے ہوئے بس یہ دعا دی

خدا تمہیں اچھے لوگوں کے درمیان رکھے

ایمن کے لیے یہ لفظ

اچانک بہت بھاری لگنے لگے

جب وہ پہلی بار کامسیٹس اٹک کے دروازے سے اندر داخل ہوئی

تو دھوپ کچی اینٹوں پر بکھری ہوئی تھی،

لان میں بیٹھے طلبہ کی آوازیں،

کتابوں کا شور،

اور ہر چہرے پر کسی نہ کسی منزل کی دوڑ

ایمن ایک پل کے لیے رک گئی

اب وہ اس لڑکی جیسی نہیں رہی تھی

جو گھر کی کھڑکی کے پاس بیٹھ کر

چپکے چپکے اپنی آواز ریکارڈ کرتی تھی

یہاں ہر طرف چہرے ہی چہرے تھے

اور وہ انہی میں سے ایک چہرہ تھی

پر اسے یہ بھی احساس تھا

کہ اس کا اپنا چہرہ

وہ اب بھی کسی کو نہیں دکھاتی

داخلہ پورا ہونے کے بعد

جب وہ کلاسوں کے درمیان چلتی

تو اسے لگتا جیسے

ہر طرف دو دنیائیں چل رہی ہیں

ایک طرف روشن خیال لڑکیاں،

جو بلند آواز میں ہنس رہی تھیں،

جنہیں کسی چیز کا ڈر نہ تھا

اور دوسری طرف

وہ چند خاموش لڑکیاں

جن کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں،

جن کے دلوں میں شاید وہی سوال تھے

جو ایمن اٹھائے پھر رہی تھی

ایمن نہ پوری طرح ادھر تھی

نہ ادھر

وہ درمیان میں چلنے والی لڑکی تھی،

جو چاہتی تو تھی

کہ کوئی اس کا نام لے کر پکارے،

مگر یہ بھی چاہتی تھی

کہ اس کی پہچان راز ہی رہے

کامسیٹس اٹک کے پہلے چند دن

اس کے لیے حیرتوں سے بھرے ہوئے تھے

کینٹین کی کھڑکی سے آتی ہوا

اس کے چہرے پر پڑتی تو اسے لگتا

جیسے کوئی نئی دنیا

اسے خاموشی سے خوش آمدید کہہ رہی ہو

وہ کئی بار

لان میں بیٹھ کر لوگوں کو دیکھتی رہتی

ہر لڑکی میں اسے کچھ نہ کچھ

اپنی کمی نظر آتی

کوئی بے خوف تھا،

کوئی بے باک،

کوئی ضرورت سے زیادہ آزاد

اور کوئی اندر سے گرے ہوئے اعتماد کو

ہنسی کے رنگوں میں چھپا رہا تھا

ایمن ان سب کو دیکھ کر سوچتی

کاش میں جان سکتی

کہ میں ان میں سے کون ہوں

دوپہر کو جب وہ بس اسٹاپ تک پہنچی

تو ہوا نرم تھی

اور اس کے ہاتھ میں داخلے کی پرچی

اب بھی رکھی ہوئی تھی

اسے لگا

کہ شاید یہ کاغذ

اس کا پہلا قدم ہے

کسی بڑی تبدیلی کی طرف،

کسی ایسے سفر کی طرف

جو اسے خود تک لے جائے گا

ایمن

کامسیٹس اٹک میں ایمن کی پہلی پہچان

مناہل تھی

مناہل ایک روشن چہرے والی،

ہنستی بولتی،

اور ہر وقت ہوا میں گھلتی خوشبو جیسی لڑکی تھی

اس کی آواز میں ایک عجیب سی خوداعتمادی تھی،

جیسے دنیا اس کے قدموں میں ہو

اور اسے کسی روک ٹوک کا خوف نہ ہو

ایمن کے برعکس،

مناہل کی زندگی میں

کسی بھی چیز پر پردہ نہیں تھا

اسے اسٹیج بہت پسند تھا

روشنیوں میں کھڑے ہو کر

رقص کرنا ،

گانا سنانا ،

سامعین کی تالیاں سننا

یہ سب اس کے لیے زندگی کی سانسوں جیسا تھا

اس کا تعلق ایک ایسے گھرانے سے تھا

جہاں آزادی کو

زندگی کی بنیاد سمجھا جاتا تھا

نہ کوئی سختی،

نہ پابندی،

نہ اصول

جو دل چاہا

وہی کر لیا

مناہل کے لیے

لڑکوں کے ساتھ گھومنا

کوئی بڑی بات نہیں تھی

اس کے گھر میں

یہ نہ معیوب سمجھا جاتا تھا

نہ غلط

بس وقت کے ساتھ چلنے کی بات تھی

اس کے ایک کے بعد ایک تعلق بنتے بھی رہے

اور ٹوٹتے بھی رہے

اور ہر بار

وہ ہنستے ہوئے کہتی

چلو خیر زندگی تو آگے بڑھتی رہتی ہے

ایمن حیرت سے اسے دیکھتی رہتی

یہ سب اس کے لیے

کسی اَن کہی دنیا جیسا تھا

ایک ایسی دنیا

جو اس نے صرف سنا تھا

دیکھی کبھی نہیں تھی

مناہل کے پاس

باتوں کی لہریں تھیں،

مسکراہٹوں کی کھنک،

اور ایسی بے فکری

جو ایمن کو کبھی نصیب نہ ہوئی

ایمن اکثر سوچتی

یہ اتنی بے خوف کیسے ہے ؟

اسے کیا نہیں لگتا

کہ دنیا میں حدیں بھی ہوتی ہیں؟

یا یہ سب سچ میں

اتنا ہی آسان ہے جتنا یہ دکھاتی ہے

مگر مناہل کا رویہ

کبھی سخت یا تلخ نہیں ہوتا تھا

وہ ایمن کے ساتھ

بہت محبت اور نرمی سے پیش آتی

شاید اسی لیے

ایمن اس کی طرف کھنچتی گئی

جیسے روشنی اندھیرے کو

اپنی طرف بلاتی ہے

دونوں کی دوستی

رفتہ رفتہ مضبوط ہونے لگی

مگر اس دوستی کے پیچھے

ایک خاموش فرق بھی تھا

ایمن اپنے دل میں

احتیاط کا چراغ جلائے رکھتی،

جبکہ مناہل کے قدموں کو

دنیا کی ہوا ہلکا سا دھکا دیتی

اور وہ آگے بڑھ جاتی

ایمن نے پہلی بار

کسی لڑکی میں

اتنی بے لگام آزادی دیکھی

اسے اچھا بھی لگتا،

ڈر بھی لگتا،

اور کہیں نہ کہیں

اسے حیرت بھی ہوتی

کہ کیا عورت کا مقام

واقعی اتنا بدل چکا ہے

مناہل کی آزاد زندگی

ایمن کے دل میں

پہلا سوال بن کر اترنے لگی

آزادی اور بے احتیاطی میں کیا فرق ہوتا ہے؟

اور عورت اپنا مقام کھوتی کہاں ہے

ایمن

ایمن کی زندگی میں دوستی آسانی سے نہیں آتی تھی

وہ لوگوں کو دور سے دیکھتی،

پر دل میں جگہ کسی کو کم ہی دیتی

کلاسمیٹس کے ابتدائی دنوں میں مگر

ایک لڑکی ایسی آئی

جو خود چل کر ایمن کی دنیا میں داخل ہو گئی

مناہل

مناہل کی شخصیت میں روشنی جیسی تیزی تھی

وہ چلتی تو لگتا جیسے ہوا اس کے قدموں میں الجھتی ہو،

بات کرتی تو آواز میں ایک بے فکری کی کھنک محسوس ہوتی

اس کے چہرے پر ہمیشہ ایک ہنسی بکھری رہتی تھی،

جیسے زندگی نے اسے کبھی اداس ہونا سکھایا ہی نہ ہو

مناہل کو اسٹیج بے حد پسند تھا

چمکتی روشنیوں میں کھڑے ہو کر

رقص کرنا ،

ترنم سے گانا سنانا ،

اور سامنے بیٹھے لوگوں کی تالیاں

اس کے لیے کسی خواب کی طرح تھیں

وہ کہتی

زندگی اگر دکھانی ہی ہے

تو پوری شوخی کے ساتھ دکھاؤ

مناہل کا تعلق ایسے گھرانے سے تھا

جہاں آزادی کو زنجیر نہیں سمجھا جاتا تھا

نہ باپ کچھ کہتا،

نہ ماں روک تھام کرتی

وہ جب چاہتی باہر چلی جاتی،

دوستوں کے ساتھ گھومتی،

رات کو دیر سے لوٹتی

اور گھر میں کبھی کوئی سوال نہیں ہوتا

لڑکوں کے ساتھ گھومنا

اس کے لیے عام سی بات تھی

نہ اسے یہ غلط لگتا

نہ اس کے گھر والوں کو

وہ کہتی

رشتے تو بنتے ٹوٹتے رہتے ہیں،

ان پر اتنا سوچنا کیسا

ایمن یہ سب دیکھ کر

خاموش حیرت میں ڈوب جاتی

مناہل کی بے فکری

اسے کبھی بھلی لگتی،

کبھی خوف دلاتی،

اور کبھی یوں محسوس ہوتا

جیسے مناہل ایک ایسی دنیا میں رہتی ہے

جہاں کوئی حد، کوئی روک،

کوئی خوف نہیں ہوتا

مگر مناہل کی ایک خوبی

ایمن کو اس کے قریب لے آئی

وہ دل کی بہت صاف تھی

اس کا لہجہ، اس کی ہنسی، اس کی دوستی

سب سچی لگتی تھی

ایمن سوچتی

یہ لڑکی اتنی بے خوف کیسے ہے؟

اسے کیا نہیں لگتا

کہ عورت کے قدموں کے لیے

زمین ہمیشہ ہموار نہیں ہوتی

مناہل کے رویوں میں

وہ پہلی بار

عورت کے بدلتے ہوئے قدموں کی آواز سن رہی تھی

وہ محسوس کر رہی تھی

کہ کچھ عورتیں آزادی میں آگے بڑھ رہی ہیں

مگر شاید وہ نہیں جانتیں

کہ کس موڑ پر راستہ بدل جاتا ہے،

اور کب انسان اپنا مقام کھو بیٹھتا ہے

مناہل کی آزاد زندگی

ایمن کے دل میں

ایک گہرا سوال جگانے لگی

آزادی کہاں تک اچھی ہے

اور کہاں سے نقصان بن جاتی ہے

ایمن

دن کا پہلا وقفہ تھا

کلاس ختم ہو چکی تھی

اور ہال کے باہر ہلکی دھوپ پھیلی ہوئی تھی

طلبہ گروپوں کی صورت ہنس بول رہے تھے،

مگر ایمن حسبِ عادت

ایک طرف کھڑی

اپنی کتابیں سینے سے لگائے

خاموشی سے راستہ دیکھ رہی تھی

اسی وقت

پیچھے سے ایک چمکیلی سی آواز اُبھری

ہلکی، شوخ، اور بے فکری سے بھری ہوئی

تم اکیلی کھڑی ہو؟

میں تمہارے ساتھ بیٹھ جاؤں

ایمن نے چونک کر پیچھے دیکھا

وہ مناہل تھی،

جس کا چہرہ روشنی سے بھرا ہوا

اور آنکھوں میں چنچل مسکراہٹ تھی

ایمن نے آہستہ سے کہا

جی بیٹھ جائیں.

دونوں قریب بیٹھ گئیں

ایک لمحے کو خاموشی رہی،

پھر مناہل نے بات شروع کی

تم بہت کم بولتی ہو

مجھے لگا شاید تم نئی ہو

یا ڈرتی ہو

ایمن نے نرمی سے کہا

نہیں ڈرتی نہیں ہوں

بس زیادہ لوگوں سے گھل ملنے کی عادت نہیں

مناہل ہنس پڑی

یہاں تو سب جلدی گھل جاتے ہیں

تم بھی ہو جاؤ گی

بس ایک دو دن کی بات ہے

ایمن نے اس کی ہنسی سنی

اور پہلی بار محسوس کیا

کہ یہ لڑکی واقعی بے فکری کی مورت ہے

مناہل نے اس کی سادگی کو دیکھا

تو ہلکی آواز میں بولی

تمہیں کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ لیا کرو

میں نئی نئی جگہوں پر

اکیلی گھومنے میں بھی نہیں گھبراتی

تم ؟

ایمن نے کتاب کے کونے کو چھوا

اور دھیرے سے کہا

میں زیادہ کچھ نہیں کرتی

بس اپنی راہ پر رہتی ہوں

مناہل نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا

بالکل بے تکلفی سے

اچھا؟

لیکن یہ جگہ ایسی نہیں ہے

جہاں اکیلے چلا جائے

دوست ہوتے ہیں تو راستے آسان ہو جاتے ہیں

تم چاہو تو

میں تمہاری پہلی دوست بن سکتی ہوں

ایمن نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا

کسی نے اس سے یوں دوستی کی خواہش

کبھی ظاہر نہیں کی تھی

دوست ؟

ایمن نے ہلکی آواز میں دہرایا

مناہل نے مسکرا کر کہا

ہاں !

کیوں ؟

تمہیں لگتا ہے ہم دوست نہیں بن سکتیں ؟

تم سستی ہو

میں تھوڑی شوخ

تم خاموش

میں بولتی بہت ہوں

لیکن فرق دوستوں کو دور نہیں کرتا

ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے

ایمن کے دل میں

ایک نرم سی گرمی اُتری

جیسے کوئی چادر

اس پر آہستہ سے ڈال دی گئی ہو

ٹھیک ہے

ہم دوست ہو سکتے ہیں

مناہل نے خوشی سے انگلی چٹکی

بس!

پھر طے

اب جو بھی ہو گا

میں تمہیں دکھاؤں گی،

سکھاؤں گی،

اور تم

اپنی خاموشی سے مجھے حیران کرتی رہنا

اسی دن

کلاس کے دروازے میں کھڑے

دونوں نے ایک دوسرے کو الوداع کہا

تو ایمن نے محسوس کیا

یہ لڑکی اس کی زندگی میں

صرف دوستی لے کر نہیں آئی

بلکہ ایک ایسا راستہ بھی

جس کے دونوں سرے

ایک دن اسے خود تک لے جائیں گے

ایمن

اس دن ہلکی بارش ہوگئی تھی

کامسیڈس کے لان میں بھیگی مٹی کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی،

دیواروں سے ٹپکتی بوندوں کا شور

دل کو ایک عجیب سا سکون دے رہا تھا

ایمن اور مناہل مرکزی راہداری میں

کھڑکی کے پاس کھڑی تھیں

لوگ دوڑتے ہوئے اپنے اپنے کمروں کی طرف جارہے تھے،

مگر دونوں اپنی جگہ خاموش کھڑی رہیں

مناہل نے آسمان کی طرف دیکھا

اور گہری سانس لی

آزادی کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے،

بارش میں بھیگنا

جو دل چاہے کرنا

کسی کو جواب نہ دینا،

بس اپنی مرضی کی مالک ہونا

ایمن نے آہستہ سے پوچھا

آزادی یا بے فکری

مناہل نے اس کی طرف دیکھا،

ہنسی روک کر بولی

تمہارے لہجے میں سوال ہے

پوچھ لو کھل کر

ایمن نے چند لمحے سوچا،

پھر دھیرے سے کہا

کیا عورت کی زندگی میں

ہر فیصلہ صرف دل کے مطابق ہونا چاہیے؟

یا کچھ حدود بھی ضروری ہیں

مناہل نے ہلکا سا قہقہہ لگایا،

مگر آواز میں غرور نہیں،

بس اپنی سوچ پر اعتماد تھا

حدود؟

کس چیز کی حدود؟

زندگی صرف ایک بار ملتی ہے، ایمن

میں کیوں اپنی خواہشوں کو دیواروں کے پیچھے بند رکھوں

ایمن نے نگاہ نیچی کر لی

لیکن اگر خواہش انسان کو کہیں غلط لے جائے؟

اگر راستہ پھسلتا ہوا نکل جائے

اور عورت اپنا مقام کھو دے

مناہل لمحہ بھر کے لیے خاموش ہوئی

پھر اس نے اپنی بھیگی پلکیں جھپکائیں

اور سخت، مگر سچی آواز میں بولی

دیکھو ایمن،

میں غلط نہیں کہتی

غلط وہ لوگ ہوتے ہیں

جو عورت کو قید کر دینا چاہتے ہیں

میں بس

اپنی زندگی اپنے ہاتھ میں چاہتی ہوں

چاہے وہ محبت ہو،

یا دوستی،

یا میری خواہشیں

ایمن نے آہستہ کہا

لیکن محبت میں بھی تو حد ہوتی ہے

قربت میں بھی،

بات کرنے میں بھی،

ملنے ملانے میں بھی

مناہل نے سنی

لیکن اس کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا

ایمن،

تم بہت اچھی لڑکی ہو،

لیکن بہت ڈرتی ہو

پتہ ہے؟

مجھے وہ لڑکیاں پسند نہیں

جو ہر قدم رکھتے وقت

معاشرے سے اجازت لیتی ہیں

میں خود قدم رکھتی ہوں

اور خود راستہ بناتی ہوں

بس

ایمن نے کھڑکی کے پار بھیگتی زمین کو دیکھا

اور ایک لمحے کو محسوس کیا

کہ یہ لڑکی اس سے

بالکل مختلف دنیا کی ہے

اس نے دھیرے سے پوچھا

اور اگر کبھی تمہارا قدم

غلط جگہ پڑ جائے ؟

تم پیچھے مڑ کر دیکھو گی ؟

یا بس آگے بڑھتی رہو گی

مناہل نے مسکرا دیا

وہ مسکراہٹ جس کے پیچھے

آزادی بھی تھی

اور ایک انجانا خوف بھی

آگے بڑھوں گی، ایمن

میں کبھی پیچھے نہیں دیکھتی

کیونکہ جو عورت پیچھے دیکھنے لگے

وہ آگے بڑھ نہیں سکتی

اسی وقت ہوا کے جھونکے نے

دونوں کے دوپٹے اڑا دیے

بارش کی ٹھنڈی بوندیں

ان کی انگلیوں پر گریں

دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑی تھیں

ایک حدود پر یقین رکھنے والی،

اور ایک حدوں کو چھُونے والی

یہ وہ لمحہ تھا

جب ایمن کے دل میں پہلا بڑا سوال پیدا ہوا

کیا واقعی آزادی ہی عورت کی کامیابی ہے

یا آزادی کے بغیر ملنے والی خوشی

صرف دھوکا ہے

اور یہی گفتگو

ان کی دوستی کی بنیاد بھی بنی

اور اگلے آنے والے فاصلے کی پہلی لکیر بھی

ایمن

وقفے کے دوران لان میں بیٹھے

ایمن کتاب کے صفحے پلٹ رہی تھی

جب مناہل اچانک اس کے پاس آئی،

چہرے پر پرانی شوخی اور قدموں میں تیزی

چلو، آج میں تمہیں اپنی ایک خاص دوست سے ملواتی ہوں

تم دونوں ایک جیسی نہیں،

مگر شاید ایک دوسرے کو سمجھ لو

ایمن نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا

مناہل ایسے ہی تھی

بغیر سوچے کسی کو زندگی کی نئی گلی دکھا دیتی

دونوں چلتے ہوئے مرکزی دروازے کے پاس پہنچیں

جہاں ایک لڑکی کھڑی تھی

چہرہ نقاب میں ڈھکا ہوا،

اور ہاتھ میں موٹی کتابیں

مناہل نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

یہ ہے عریشہ

باہر یہ ایسی دکھتی ہے

اور اندر میں تمہیں دکھاتی ہوں کہ کیسی ہے

عریشہ نے دھیرے سے نقاب اتارا

اور فوراً کندھے پر ڈال لیا

اس کے چہرے پر

شرم اور بے فکری

اکٹھے رقص کر رہے تھے

مناہل نے ہنستے ہوئے کہا

گھر میں سختی ہے

اس لیے آتے وقت پورا پردہ،

اور جاتے وقت بھی

لیکن اندر

اندر تو یہ مجھ سے بھی آگے ہے

عریشہ نے شرمندگی اور شرارت کے ملا جلا انداز میں کہا

کیا کروں؟

گھر والے سمجھتے ہیں

کہ میں بہت نیک اور حجاب میں رہنے والی لڑکی ہوں

اور میں بھی انہیں یہی یقین دلاتی رہتی ہوں

ڈانٹ بہت ہے وہاں،

مگر یہاں

میں اپنی مرضی کی سانس لیتی ہوں

ایمن نے اس کی بات سنی

اور اس کی آنکھوں میں

ایک عجیب سی اداسی دیکھ لی

وہ اداسی جو دو زندگیوں کے درمیان

سانس لینے والوں میں ہوتی ہے

مناہل بے تکلفی سے بولی

چلو، تم دونوں ایک دوسرے کو سمجھو

ایمن تمہیں قیود سمجھائے گی،

اور تم ایمن کو آزادی سکھاؤ گی

عریشہ ایمن کے قریب آ بیٹھی

چہرے سے نقاب ہٹایا ہوا،

لیکن دل میں اب بھی کچھ پردے باقی تھے

میں جانتی ہوں

کہ میں دو طرح کی زندگی گزارتی ہوں

مگر کیا کروں

باہر کی ہوا اچھی لگتی ہے،

اور گھر کا خوف اتارنے نہیں دیتا

ایمن نے پہلی بار

اپنے دل میں اس لڑکی کے لیے

نرمی محسوس کی

یہ بہت مشکل ہوتا ہے،

ایمن نے آہستہ سے کہا

اندر کچھ ہونا

اور باہر کچھ دکھانا

عریشہ نے گہرا سانس لیا

ہاں، مشکل تو ہے

لیکن

یہ آزادی نہ ملے

تو میں گھٹ جاؤں

اور پردہ نہ کروں

تو گھر ٹوٹ جائے

اس لمحے

مناہل نے ہاتھ تالی کی طرح بجایا

بس یہی وجہ ہے

کہ مجھے تم دونوں پسند ہو!

ایک حدود سے بنی،

ایک آزادی میں ڈوبی،

اور ایک

دونوں کے درمیان حیران کھڑی

تینوں ہنس پڑیں

یہ ہنسی

تین مختلف زندگیاں

ایک ہی لمحے میں مل جانے کی ہنسی تھی

ایمن نے محسوس کیا

کہ اس دوستی میں

دو ایسے آئینے شامل ہو گئے ہیں

جن میں عورت کا تین طرح کا چہرہ دکھائی دے رہا ہے

پوری طرح آزاد، بے روک **مناہل**

دو زندگیاں ساتھ اٹھائے ہوئے **عریشہ**

تلاش میں، پر سکون مگر الجھی ہوئی **ایمن**

اسی دن

ایمن ان دونوں کے ساتھ

نئے راستوں میں قدم رکھتی چلی گئی

اور اسے اندازہ بھی نہ تھا

کہ یہ دوستی

اس کی سوچ کو بدلنے والی تھی،

بلکہ شاید

اس کی پوری کہانی کا رخ بھی

ایمن

دن کا آخری پیریڈ ختم ہو چکا تھا

ہوا میں شام کا سکون گھل رہا تھا،

اور کیمپس کی روشنیوں نے آہستہ آہستہ جاگنا شروع کر دیا تھا

ایمن، مناہل اور عریشہ تینوں لان میں بیٹھیں تھیں

مناہل حسبِ عادت کچھ نہ کچھ بول رہی تھی،

اور عریشہ ہلکی ہلکی ہنسیوں کے ساتھ اس کی باتوں کا ساتھ دے رہی تھی

ایمن خاموشی سے دونوں کو دیکھتی رہی

اسی دوران

مناہل نے اچانک موبائل نکالا

اور زور سے ہنسی

ارے واہ !

یہ دیکھو!

عریشہ کی آج کی وڈیو پھر بہت آگے نکل گئی

ایمن نے حیرت سے سر اٹھایا

کون سی وڈیو؟

عریشہ کی

عریشہ گہرا سانس لیتے ہوئے

آہستہ سے بولی

مناہل چھوڑو نا

تم ہر جگہ میری بات کیوں کر دیتی ہو

مگر مناہل کہاں رکنے والی تھی؟

اس نے موبائل ایمن کے ہاتھ میں تھما دیا

دیکھو،

یہ ہے تمہاری نئی دوست

وہ جسے تم آج تک صرف نقاب، نرمی اور شرم میں دیکھ رہی تھی

یہ ہے اس کی اصل دنیا

ایمن نے موبائل ہاتھ میں لیا

اسکرین روشن ہوئی

اور اس میں ایک لڑکی دکھائی دی

چمکتی ہوئی،

پُر اعتماد،

مکمل میک اَپ میں،

نرم روشنی میں کھڑی

اور خوبصورتی سے بات کرتی ہوئی

اس کی آنکھوں میں وہی چمک،

وہی انداز،

اور وہی لب و لہجہ تھا

جو صرف بڑی شخصیات میں ہوتا ہے

ایمن بے اختیار بول اٹھی

یہ یہ تو عریشہ ہے

مناہل نے فخر سے کہا

ہاں !

یہ وہی عریشہ ہے

جو گھر سے نقاب میں نکلتی ہے،

اور یونیورسٹی کے دروازے پر

چہرہ کھول دیتی ہے

لیکن تم نہیں جانتی تھیں

یہ لڑکی لاکھوں لوگوں کی پسند ہے

اس کے چاہنے والے

ملین میں ہیں

ہر کلپ پر ہزاروں تبصرے

اور ہر لفظ پر دل جیت لیتی ہے

ایمن کے ہاتھوں سے موبائل کانپ سا گیا

اس کی آنکھوں میں حیرت کا دروازہ کھل گیا تھا

عریشہ

تم اتنی مشہور ہو؟

یہ سب تم نے مجھے کبھی بتایا کیوں نہیں

عریشہ نے دھیرے سے نقاب اپنی گود میں رکھا

اور ایک ایسی مسکراہٹ دی

جس میں تھوڑا فخر،

اور تھوڑی شرمندگی

دونوں تھے

اس لیے

کہ میں نہیں چاہتی تھی

کہ تم مجھے غلط سمجھو

تم

میری دونوں دنیاؤں میں سے

کسی ایک دنیا کی طرح نہیں ہو

میں نے سوچا

ہو سکتا ہے تم مجھے قبول نہ کرو

ایمن نے موبائل دوبارہ دیکھا

عریشہ کے وڈیو میں لائکس،

محبت بھرے تبصرے،

اور چاہنے والوں کی تعداد

ایک سیلاب کی طرح بہہ رہی تھی

ایمن کے دل میں کچھ ٹوٹا بھی

اور کچھ نیا بنا بھی

تو یہ ہے وہ عریشہ

جو گھر کی دیواروں میں سمٹ کر رہتی ہے ؟

اور باہر

دنیا کی روشنیوں میں

تارے کی طرح چمکتی ہے

عریشہ کی آواز کانپ گئی

ہاں

یہ دونوں میں ہوں

اور سچ کہوں

مجھے نہیں پتا

میں اصل میں کون ہوں

گھر کی پابندی؟

یا دنیا کی روشنی؟

میں بس

بیچ میں چل رہی ہوں

مناہل نے کہا

اور یہی وجہ ہے

کہ لوگ اسے پسند کرتے ہیں

دو چہرے،

دو زندگیاں،

ایک لڑکی

ایمن خاموش رہی

اس کے دل پر پہلی بار

عورت کے مقام کا سوال

شدت سے اترنے لگا تھا

اگر ایک عورت کو دو زندگیاں جینا پڑیں

تو کیا اس نے اپنا مقام بدل لیا،

؟ یا زمانے نے اس سے چھین لیا

یہ سین

ایمن کی سوچ میں

گہری دراڑ ڈال چکا تھا

ایمن

دن گزرتے گئے،

اور ایمن رفتہ رفتہ

مناہل اور عریشہ کی دنیا میں

کھو جانے لگی

پہلے پہل وہ صرف تماشائی تھی

خاموش، حیران،

ہر چیز کو دور سے دیکھنے والی

مگر وقت نے اسے آہستہ آہستہ

ان دونوں کی راہ پر کھڑا کر دیا

ایک شام عریشہ نے ایمن کا ہاتھ پکڑا

اور ہنستے ہوئے کہا

بس آج تم اپنا پہلا کلپ بنا رہی ہو

یہ دنیا تمہیں پسند آنے والی ہے

ایمن ہچکچائی

میں ؟

نہیں، میں ایسا کچھ نہیں کرتی

عریشہ نے اس کی بات کاٹی

تم صرف کیمرے کی طرف دیکھو

بات نہ کرو،

بس خاموشی سے رہو

تمہاری آنکھیں بات کر لیں گی

عریشہ نے فون سامنے رکھا،

روشنی ٹھیک کی،

اور کہا

تیار

ایمن کے دل میں عجیب سی دھڑکن دوڑ گئی

ڈر بھی،

شوق بھی،

اور ایک چھپی ہوئی خواہش بھی

جسے اس نے کبھی نام نہیں دیا تھا

کلپ ریکارڈ ہوا

صرف چند لمحوں کا

ایمن کی آنکھیں،

ہلکی سی ہوا،

اور اس کی چادر کا نرم سا جھٹکا

عریشہ نے ویڈیو دیکھا

اور خوشی سے بولی

سبحان اللہ، ایمن!

تمہاری آنکھوں میں اتنی کہانی ہے

کہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑیں گے

صرف ایک دن

اور تم دیکھنا

ایمن کے دل میں

ایک انجانی گرمی اتر گئی

وہ جانتی تھی

کہ یہ قدم وہ اپنی مرضی سے نہیں چلی

بلکہ خواہش نے،

اور شاید تنہائی نے اسے آگے دھکیلا تھا

دوسرے دن مناہل اسے لے کر

ادبی کمیونٹی کے ایک کونے میں بیٹھ گئی

ایک جگہ جہاں چند لڑکیاں

چائے کے کپ لیے

گھرے اور ہلکے گیت گنگنا رہی تھیں

مناہل نے ایمن کو کہنی مارتے ہوئے کہا

بس کرو ایک سُر ہی لگا دو

اتنا بھی مشکل نہیں

تمہاری آواز اچھی ہے

میں نے سنی ہے

جب تم کتاب پڑھتی ہو

ایمن شرما کر بولی

میں گاتی نہیں

مجھے آتا ہی نہیں

مناہل نے آنکھیں گھمائیں

ہر کسی کو آتا ہوتا ہے،

بس ہمت نہیں ہوتی

لو شروع کرو

ایمن نے ہلکی سی آواز میں

ایک مصرع گنگنایا

صرف ایک

مگر اس میں

دل کی وہ دھڑکن شامل تھی

جو کبھی کسی کو سنائی نہیں دی تھی

مناہل نے تالیاں بجائیں

کیا بات ہے!

یہ تو میں جانتی ہی نہیں تھی

کہ تم اتنی نرم آواز رکھتی ہو

دوسری لڑکیاں بھی چونکیں

کسی نے تعریف کی،

کسی نے مسکرا کر کہا

ایمن، تم آئندہ ہمارے ساتھ ہی بیٹھی کرو گی

ایمن نے پہلی بار

تعریف کو محسوس کیا

ایسا محسوس

جیسے برسوں سے کوئی چیز

دل کے اندر سو رہی تھی

اور آج آنکھ کھول رہی ہو

ایمن گھر لوٹتی

تو کھڑکی کے پاس بیٹھ کر

لمبے وقت تک سوچتی رہتی

یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے ؟

میں کیوں ان کی طرف کھنچ رہی ہوں ؟

میں کون سا راستہ اختیار کر رہی ہوں ؟

کیا یہ میں ہوں

یا یہ دونوں مجھ میں کچھ بدل رہی ہیں

مگر ہر بار

اس کے دل میں ایک ہی جواب اٹھتا

مجھے شاید ہمیشہ

دیکھے جانے کی خواہش تھی

بس میں نے اسے خود سے چھپا رکھا تھا

عریشہ نے اس خواہش کو روشنی دی،

اور مناہل نے اسے آواز دے دی

اب ایمن

وہ خاموش لڑکی نہیں رہی تھی

جو بھیڑ میں دب جانے سے نہیں ڈرتی تھی

اب اس کے قدم

روشنیوں والی دنیا کی طرف

ہلکے ہلکے بڑھنے لگے تھے

ایمن

عریشہ نے وہ ویڈیو اپ لوڈ کیا تھا

اور ایمن نے اس لمحے کو

بس ایک اتفاق سمجھ کر بھلا دیا تھا

وہ رات خاموشی سے گزر گئی؛

ہوا کھڑکی سے آتی رہی،

اور ایمن اپنے دل کے معمولی سے دھڑکنے کو

محسوس کرتی رہی

مگر اگلی صبح

دن نے ایمن کو

بدلنے کے لیے آنکھ کھولی

فون مسلسل بج رہا تھا

نوٹیفکیشن کی آواز

ایک کے بعد ایک

دل میں ٹکراتی جا رہی تھی

ایمن نے حیرت سے موبائل اٹھایا

اسکرین روشن ہوئی

اور آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

ہزاروں کی تعداد میں پسندیدگیاں

سینکڑوں تبصرے

شیئرز

اور اس کا نام

وہ نام جسے کبھی کسی نے نہیں دیکھا تھا

ہر طرف گونج رہا تھا

موبائل کی روشنی

اس کی آنکھوں میں ایسی پڑی

جیسے کسی نے اچانک

اندھیرے میں چراغ جلا دیا ہو

مناہل نے فوراً کال کی

اٹھو جلدی دیکھو !

تم تو راتوں رات چھا گئی ہو !

یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا

عریشہ نے پیغام بھیجا

میں نے کہا تھا نا

تمہاری آنکھیں دل جیت لیتی ہیں

ایمن کے ہاتھ کانپ رہے تھے

اس نے تبصرے کھولے

خوبصورت !

دل کو چھو لینے والی نظر

یہ لڑکی کون ہے ؟

نام تو بتاؤ !

بس ایک نگاہ اور میں بے قرار

ہر جملہ

ایمن کے دل کی سنجیدگی میں

ایک نیا رنگ بھر رہا تھا

اس نے خود کو آئینے میں دیکھا

وہی آنکھیں،

وہی چادر،

وہی سیدھے سادے نقش

مگر آج کچھ بدل چکا تھا

یہ وہی ایمن تھی

جو کبھی خود کو

عام لڑکی سمجھتی تھی

اور آج

دنیا اسے

تبصروں میں

دعاؤں میں

اور چاہتوں میں

اپنی آنکھوں کا مرکز بنا رہی تھی

ایمن نے آہستہ سے خود سے پوچھا

کیا واقعی

لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں؟

مجھے

پہلی بار

ایمن نے اپنے اندر

ایک انجانی تپش محسوس کی

یہ وہ احساس تھا

جو تعریف سے بھی آگے تھا،

اور خواہش سے بھی زیادہ

اس کا دل دھیرے سے کہنے لگا

میں بھی کسی کے دل تک پہنچ سکتی ہوں

میں بھی کسی کے پسند کی وجہ بن سکتی ہوں

ایمن نے موبائل سینے سے لگا لیا

آسمان صاف تھا

اور ہوا تھوڑی تیز

اس لمحے

اسے لگا

کہ وہ بھی کسی نئے سفر کے قریب ہے

وہ سفر

جو روشنیوں میں شروع ہوتا ہے

مگر اس کے انجام کا کوئی پتہ نہیں ہوتا

ایک ویڈیو نے ایمن کو

اس دنیا میں دھکیل دیا

جسے وہ دور سے دیکھتی تھی

اور آج وہ خود اس روشنی کے درمیان کھڑی تھی

ایمن

مناہل اس وقت کیفے میں بیٹھی تھی

سامنے گرم چائے،

میز پر بکھری کتابیں،

اور ہاتھ میں موبائل

نوٹیفکیشن کی آوازیں

اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں،

مگر آج وہ آوازیں

اس کے لیے حیران کن تھیں

کیونکہ ہر جگہ ایک ہی ویڈیو

ایک ہی چہرہ

ایک ہی نام گردش کر رہا تھا

ایمن

وہ ایمن

جو پہلی دن کلاس کے دروازے کے پاس

سہم کر کھڑی تھی

وہ ایمن

جو ایک لفظ بولنے سے بھی پہلے

سوچ لیتی تھی

آج اس کا چہرہ

پورے شہر کے نوجوانوں کے موبائلوں پر تھا

مناہل نے جلدی سے ایمن کو کال ملائی

ہاں؟ ایمن؟

میری جان!

تم نے دیکھا کیا ہو رہا ہے

ایمن کی آواز تھوڑی ہلکی اور گھبرائی ہوئی تھی

مناہل میں سمجھ نہیں پا رہی

اتنے لوگ کیوں دیکھ رہے ہیں

مناہل نے چائے کا کپ رکھ کر زور سے کہا

کیوں نہیں دیکھیں گے ؟

تم لاجواب ہو !

میں کہتی تھی نا ؟

تم میں کچھ ہے

ایک کشش ایک خاموش جادو

اب دیکھو، بس ایک ویڈیو

اور سب تمہیں جاننے کو تڑپ رہے ہیں

ایمن نے ہلکی سانس لی

لیکن یہ سب تھوڑا عجیب نہیں ؟

مجھے ڈر لگ رہا ہے

مناہل نے ہنستے ہوئے کہا

ڈر ؟

جسے لوگ پسند کریں،

جس پر اتنے دل ٹھہریں

اسے ڈر کیسا؟

یہ شہرت ہے ایمن،

اور شہرت قسمت والوں کو ملتی ہے

جو لوگ قسمت سے کھیلتے ہیں

وہ بہت آگے جاتے ہیں

تم بس آگے بڑھو

روکو مت

پھر ایک لمحے کو

مناہل کی آواز میں کچھ اور ٹوٹا

جیسے حسد نہیں،

مگر ایک عجیب سا چبھتا ہوا احساس

بس خیال رکھنا، ٹھیک ہے؟

یہ سب

میرے سامنے بھی کبھی نہیں ہوا

میں کوشش کرتی رہی،

گاتی رہی

محنت کی

لیکن لوگ

مجھے اتنا دھیان نہیں دیتے تھے

جتنا تمہیں دے رہے ہیں

ایمن خاموش ہو گئی

مناہل کے لفظوں میں

ایک درد چھپا تھا

جسے وہ سمجھ گئی تھی

مگر اگلے ہی لمحے

مناہل نے مصنوعی چمک سے بات بدلی

چلو! آج تمہاری پارٹی بنتی ہے!

میں کلاس چھوڑ کر تمہارے پاس آ رہی ہوں،

ہم جشن منائیں گے

اب تم میں بھی روشنی آ گئی ہے ایمن

اور میں چاہتی ہوں

کہ تم اس روشنی میں خود کو کھو دو

ڈرو نہیں

کال کٹ گئی

ایمن نے فون ہاتھ میں تھامے رکھا

مناہل کی آواز نے

اس کے دل میں ایک عجیب سا نقش چھوڑ دیا تھا

خوشی بھی،

حسد بھی،

اور وہ دوستی بھی

جس کا رنگ اب پہلے جیسا نہیں رہا تھا

آج پہلی بار ایمن کو لگا

کہ شہرت صرف خوشی نہیں لاتی

بلکہ رشتوں میں بھی

نئے دراڑیں ڈال دیتی ہے

ایمن

اُس رات ایمن کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی

فون مسلسل بج رہا تھا،

نوٹیفکیشن کی لڑی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی

مگر اس کے دل میں

ایک عجیب سا بوجھ اتر آیا تھا

وہ سوچ رہی تھی

کیا میں صحیح کر رہی ہوں ؟

یہ راستہ واقعی میرا ہے

اس نے آہستہ سے پردہ ہٹایا

اور لاؤنج کی طرف دیکھا

اس کے والد

کرسی پر نیم دراز

آنکھیں بند کیے ہوئے تھے

پورا دن محنت کرنے کے بعد

ان کے پاس

گھر والوں کو دیکھنے کی بھی ہمت نہیں بچتی تھی

ایمن نے ایک لمحے کو چاہا

کہ جا کر بیٹھے،

ان سے پوچھے

؟ابا میں ٹھیک کر رہی ہوں نا

مگر اگلے ہی لمحے

وہ خاموش ہو گئی

باپ کا چہرہ

دنیا کی تھکن سے بھرا ہوا تھا

وہ جانتی تھی

کہ اس کے دل کا بوجھ

وہ نہیں سن پا رہے

دوسری طرف

اس کی بڑی بہن

صوفے پر بیٹھی

کان میں ہینڈ فری لگائے

مسلسل موبائل پر ہنستی جا رہی تھی

کبھی کسی کی تصویر دیکھ کر،

کبھی کسی پیغام پر،

کبھی کسی دوست کی کال پر

زندگی اس کے لیے

صرف موبائل کی اسکرین تھی

ایمن نے ہمت جمع کی

اور آہستہ سے کہا

آپی میں آپ سے کچھ کہوں

بہن نے بغیر سر اٹھائے کہا

ہاں ہاں بولو

میں بس ذرا بز ی ہوں

ایمن رک گئ

دل کی پوری بات

گلے میں ہی اٹک کر رہ گئ

اس نے سمجھ لیا

یہ وہ بات نہیں تھی

جو اسے ایک مصروف ہنسی سن سکتی تھی

ٹی وی کی روشنی

کمرے میں پھیلی ہوئی تھی

ایمن کی ماں

آنکھیں گول گول کیے

ڈرامے کے کرداروں میں گم تھی

ہر چند منٹ بعد

وہ افسوس کرتی،

صدمہ لیتی،

یا جذباتی ہو کر کہتی

ہائے بہت ظلم ہو گیا نام بیچاری پر

ایمن نے ماں کی طرف دیکھا

اور دل میں سوچا

کاش امی ایک دن

ان ڈراموں کے بجائے

میری کہانی بھی سن لیتیں

لیکن آج نہیں

ابھی نہیں

اور شاید کبھی نہیں

وہ چپ چاپ اپنے کمرے میں واپس آ گئی

دروازہ بند کیا

اور آہستہ سے بستر پر بیٹھ گئی

فون پر پیغاموں کی بارش جاری تھی

مگر ایمن کے دل میں

ایک خاموش خلا بڑھ رہا تھا

سب مجھے دیکھ رہے ہیں

سب مجھے پسند کر رہے ہیں

لیکن کیا میں خود سے بھی نظر ملا سکتی ہوں ؟

یہ سب ٹھیک ہے

یا میں غلط راستے پر ہوں

آنسو اس کی پلکوں پر آ گئے

نہ چیخ تھی،

نہ کوئی سوال رکھنے والا

محبت، شہرت، آزادی

یہ سب اس کے ہاتھ میں آ رہے تھے

مگر اسے سنبھالنے والا

کوئی نہیں تھا

اس نے خود سے پھوٹتی ہوئی سرگوشی سنی

کاش کوئی ایک شخص

صرف ایک شخص

مجھے بتا دیتا

کہ میں غلط نہیں ہوں

لیکن اس رات

اسے کوئی جواب نہیں ملا

صرف خاموشی

اور اس خاموشی میں

ایمن خود کو مزید کھوتی چلی گئی

ایمن

رات بہت گہری ہو چکی تھی

گھر سو چکا تھا،

اور کھڑکی سے آنے والی ہلکی ہوا

کمرے میں عجیب سی خاموشی بکھیر رہی تھی

ایمن بستر پر لیٹی

اپنا موبائل ہاتھ میں پکڑے

تبصروں کا شور دیکھ رہی تھی

مگر اسی شور میں

اچانک ایک نیا پیغام آیا

پہلے تو اس نے دھیان نہیں دیا

پھر وہ پیغام بار بار آنے لگا

مجھے تم سے بات کرنی ہے

تم ویڈیو میں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں

اگر چاہو تو میں تمہیں ماڈل بنا سکتا ہوں

میرا ایک اسٹوڈیوُ ہے

مل کر بات کرتے ہیں؟

تمہیں زندگی بدلنے کا موقع دوں گا

ایمن کا دل ایک دم بیٹھ گیا

جسم میں خوف کی سرد لہر دوڑ گئی

اس نے فوراً پروفائل کھولا

تصاویر عجیب تھیں،

لکھائی نمایاں،

اور اس کے تبصرے بھی بہت لڑکیوں کے نیچے موجود تھے

ایمن کا سانس رکنے لگا

اسی وقت ایک اور پیغام آیا

ڈرو نہیں

میں بہت لڑکیوں کے ساتھ کام کر چکا ہوں

تم چاہو تو

ایک ملاقات کر لیتے ہیں

کپڑے نہ لانا،

سب کچھ میں رکھ لیتا ہوں

یہ جملہ پڑھ کر

ایمن کے ہاتھ کانپنے لگے

اسے لگا جیسے اس کا پورا وجود

کسی نے نوچ لیا ہو

اس کا دل کہہ رہا تھا

یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے

میں نے خود اپنے لیے دروازہ کھولا ہے

میں نے خود اس دنیا میں قدم رکھا ہے

مگر اس کے اندر کی ایک کانپتی ہوئی آواز نے کہا

نہیں یہ میری غلطی نہیں

یہ لوگ غلط ہیں

ان کے ارادے غلط ہیں

لیکن اس تسلی میں بھی خوف شامل تھا

ایمن نے ڈری ہوئی آواز میں موبائل بند کیا،

مگر جیسے ہی اس نے اسکرین بجھائی،

ایک اور نوٹیفکیشن آیا

یہ پیغام پہلے سے بھی زیادہ بھیانک تھا

مجھے تمہارے گھر کا پتا بھی ہے

ڈرامت

بس ایک ملاقات

اور زندگی بدل جائے گی

ایمن کا جسم لرز اٹھا

سانسیں بے قابو ہو گئیں

وہ بستر سے اٹھی،

دروازے کے قریب گئی،

اپنے والد کے کمرے کو دیکھا

دروازہ بند تھا،

وہ گہری نیند میں تھے

وہ اپنی بہن کو دیکھتی،

مگر وہ بھی موبائل میں ڈوبی تھی،

اپنی دنیا میں گم

اس کی ماں

ڈرامے کے آخری سین میں رو رہی تھی

ہائے بیچاری لڑکی کے ساتھ کیا ہو گیا

ایمن نے آنکھیں بند کیں

اور سوچا

کاش یہ ڈرامہ میری ماں کی نہیں،

میری بات سمجھ پاتا

اس کے اندر چیخ اٹھی

لیکن ہونٹ بند رہے

وہ اپنے کمرے میں واپس آ گئی،

دروازہ بند کیا

اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

یہ سب کس لیے ؟

مجھے کیا چاہیئے تھا ؟

لوگوں کی پسند ؟

یا اپنی پہچان ؟

اور بدل میں مجھے کیا ملا ؟

خوف شرمندگی اور خطرہ

اس نے موبائل مضبوطی سے پکڑا

اور آہستہ سے کہہ دیا

مجھے اس سے نکلنا ہے

ورنہ میں خود کو کھو دوں گی

مگر دل کے اندر

ایک اور آواز بھی تھی

جو اسے روک رہی تھی،

جو اسے ورغلا رہی تھی

لوگ تمہیں پسند کرتے ہیں

یہ شہرت یوں نہیں چھوڑنی چاہیے

ایمن دونوں آوازوں کے درمیان

پوری طرح پھنس چکی تھی

جو آگے ہونے والا تھا

وہ اسے یا تو توڑ دے گا،

یا بدل کر رکھ دے گا

ایمن

اگلے دن صبح

ایمن کا دل اب بھی ڈرا ہوا تھا

رات کے بھیانک پیغامات

اس کے ذہن میں گونج رہے تھے

وہ پورا راستہ

موبائل مضبوطی سے پکڑے

اداس اور سہمی ہوئی

خاموشی میں چلتی رہی

مناہل ہمیشہ کی طرح

ہوشیار، شوخ

اور بھرپور اعتماد کے ساتھ

اسے دور سے دیکھ کر دوڑی آئی

اوئے ایمن!

تم تو لگ ہی نہیں رہا کہ وائرل ہوئی ہو!

ایسی کیوں لگ رہی ہو؟

ایمن نے دھیرے سے کہا

مناہل مجھے ایک بات کہنی ہے

رات مجھے ایک عجیب سا پیغام آیا تھا

بہت غلط

بہت ڈرانے والا

مناہل نے پہلے حیران ہو کر دیکھا،

پھر کندھے مار کر ہنس پڑی

بس؟

اتنی سی بات؟

ہاہاہا ایمن، یہ تو ہوتا رہتا ہے

ایمن نے چونک کر اسے دیکھا

ہوتا رہتا ہے؟

تم سمجھ نہیں رہیں

اس نے کہا کہ

وہ مجھے ماڈل بنائے گا

پھر

مناہل نے فوراً بات کاٹی،

جیسے اس سب کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو

ارے چھوڑو!

یہ لوگ سب لڑکیوں کو لکھتے ہیں

خاص طور پر ان لڑکیوں کو

جو اچھی لگتی ہیں

یہ تعریف ہوتی ہے

ڈرنے والی بات نہیں

ایمن کے چہرے پر خوف

اور بھی گہرا ہو گیا

لیکن اس نے میرے گھر کا بھی

مناہل نے ہنستے ہوئے ہاتھ ہلایا

بس کرو ایمن !

اتنا بھی مت سوچو

یہ سب جھوٹ بولتے ہیں

ایسے سینکڑوں پیغام مجھے بھی آئے ہیں

تم نئی ہو اس لیے ڈر گئی

عادی ہو جاؤ گی

ایمن کی آنکھوں میں

ایک لمحے کو نمی چمکی

عادی ؟

میں ایسے چیزوں کی عادی کیسے ہو جاؤں ؟

یہ غلط ہے مناہل

میں بہت ڈر گئی ہوں

مناہل نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا

مگر اس بار وہ لمس

دوستی والا لمس نہیں تھا

یہ ایک ایسی ٹھنڈک تھی

جس نے ایمن کے دل کی حرارت کم کر دی

ایمن،

اگر تم نے ایسی ہر بات سے ڈرنا شروع کیا

تو آگے کبھی کچھ نہیں کر پاؤ گی

شہرت کے ساتھ یہ سب تو ملتا ہے

بس آگے بڑھو

اور ہاں

وہ پیغام ڈیلیٹ کر دو

اپنی سوچ صاف رکھو

بس

مناہل نے مسکراتے ہوئے

سیلفی کھینچنے کے لیے موبائل اٹھایا

اور بات بھی بدل دی

ایمن اس کے پاس کھڑی تھی،

مگر پہلی بار

اسے لگا جیسے دونوں کے درمیان

ہزاروں کوس کا فاصلہ ہے

جو بات ایمن کے لیے زہر تھی،

وہ مناہل کے لیے صرف مذاق تھا

جو خوف ایمن کے دل پر بوجھ تھا،

وہ مناہل کے لیے شہرت کی قیمت تھی

ایمن کے دل میں

ایک تلخ جملہ اُٹھا

اگر یہ سب نارمل ہے

تو پھر میرے اندر کچھ نہ کچھ ضرور ٹوٹ رہا ہے

وہ خاموشی سے پیچھے ہٹ گئی،

اور مناہل نے

اس کے چہرے کی لرزش

شاید دیکھ بھی نہیں پائی

ایمن

اس نے موبائل کھولا،

پیغامات دوبارہ دیکھے

اور دل میں خود کو سمجھایا

اگر سب کو ایسے ہی پیغام آتے ہیں

تو پھر میں کیوں ڈروں؟

شاید میں ہی کچھ زیادہ حساس ہوں

مناہل کے لفظ

اس کے ذہن میں بار بار گونجے

یہ سب نارمل ہے،

عادی ہو جاؤ گی

اور حیرت انگیز طور پر

ایمن نے خود کو

بالکل اسی راہ پر چلتے محسوس کیا

اس نے اپنا فون میز پر رکھا،

بالوں کو تھوڑا سا سنبھالا،

چادر کو خوبصورتی سے لپیٹا،

اور ویڈیو ریکارڈ کی

آج پہلی بار

اس کی آنکھوں میں ڈر نہیں تھا،

تھا صرف جذبہ

اس نے مسکرا کر ویڈیو بنائی

ایک نرم نظر،

ایک ہلکا سا جھکاؤ،

اور روشنی کے سامنے

اپنا چہرہ ٹھیک زاویے سے رکھا

ویڈیو مکمل ہوتے ہی

دل میں ایک عجیب سا اعتماد اُبھرا

میں یہ کر سکتی ہوں

اور شاید مجھے یہ پسند بھی ہے

نوٹیفکیشن بارش کی طرح آنے لگے

ہزاروں کی تعداد میں پسندیدگیاں،

تبصرے،

شکریے،

تعریفیں

ہر جملے نے

اس کے دل سے ایک ایک کر کے

تمام خوف مٹا دیا

وہ پچھلے دو ہفتے کی لڑکی نہیں رہی تھی

اب

اسے تبصروں میں چھپے اشارے برے نہیں لگتے تھے

تعریفیں اسے نشہ دینے لگی تھیں

شہرت کے ذائقے نے اس کی سوچ بدل دی تھی

توجہ اسے خود کی ضرورت لگنے لگی تھی

اس نے مزید ویڈیوز بنائیں

پہلے دن میں ایک،

پھر دو،

پھر تین

اور ہر ویڈیو پچھلی سے زیادہ اعتماد سے بھری ہوئی

مناہل ہنستی اور کہتی

شاباش!

یہی تو کہتی تھی میں

ڈرنے کی نہیں

چھا جانے کی ضرورت ہے

ایمن بھی ہنس پڑتی

وہ ہنسی

جو کبھی اس کے اندر نہیں تھی،

اب روز اس کے چہرے پر آتی

وہ لڑکی

جو کل تک گھر والوں کے چہرے سے

خوف محسوس کرتی تھی،

آج اپنے کمرے میں بیٹھ کر

روشنیوں کی دنیا میں

گم ہونے لگی تھی

اس کے دل نے آہستہ سے کہا

یہ دنیا بُری نہیں

بس میں ہی دیر تک ڈرتی رہی

اب ایمن کو نہ پیغام بُرے لگتے تھے،

نہ تبصرے تکلیف دیتے تھے

ہو گئی تھی وہ اس سب کی **عادی**

دل میں جو کپکپاہٹ تھی

وہ ختم ہو گئی

اور اس کی جگہ

گرم جوشی،

جذبہ

اور شدید توجہ کی خواہش نے لے لی تھی

ایمن اب وہ ایمن نہیں رہی

وہ اب شہرت کی روشنیوں کی طرف

ٹھیک قدموں سے چلنے لگی تھی

ایمن

سمیسٹر کے نتائج آنے والا دن تھا

کلاس کے باہر شور تھا،

لڑکیاں قطار بنائے کھڑی تھیں،

ہر ایک کے چہرے پر بے چینی،

امید اور گھبراہٹ ملی جلی تھی

ایمن ذرا پیچھے کھڑی تھی

خاموش،

جیسے وہ خود سے بھی کچھ چھپا رہی ہو

اچانک نوٹس بورڈ پر ہجوم بڑھا،

اور ایک لڑکی نے اچھل کر کہا

ایمن ایمن!

تم ٹاپ کر گئی ہو

پوری کلاس ایک لمحے کے لیے

ایمن کی طرف مڑ گئی

ایمن کے چہرے پر

ایک حیران مسکراہٹ پھیل گئی

تصور نہیں تھا

کہ اتنی بے چینی اور بدلاؤ کے باوجود

وہ پڑھائی میں

اتنی مضبوط رہی ہو گی

مناہل نے اسے گلے سے لگا لیا

یہ ہوتی ہے اصل شہرت !

یہ ہوتی ہے اصل کامیابی !

واہ ایمن

تم تو کمال نکلی ہو

عریشہ نے تھوڑی دیر سے مگر

مسکرا کر کہا

مبارک ہو واقعی بہترین ہو تم

ایمن کے دل میں

ایک عجیب سا سکون اُترا

شاید پہلی بار

اسے لگا کہ

وہ واقعی کچھ ہے

شام کو گھر میں داخل ہوتے ہی

ایمن کو پتا چل گیا

کہ خبر اس سے پہلے ہی پہنچ چکی ہے

اس کی ماں

اسے دروازے پر ہی تھام کر بولی

اللہ تیرا بھلا کرے!

کتنا فخر دیا ہے تو نے ہمیں

بہن نے بھی

اسے پہلی بار دل سے مبارک دی

اور باپ

جو ہمیشہ خاموش رہتے تھے

آج ان کے چہرے پر

روشنی اور محبت

واضح تھی

شاباش بیٹی

ہمیں تو پتا تھا

کہ تم سب سے آگے نکل جاؤ گی

ایمن نے آنکھیں نیچی کر لیں

مگر دل میں

ایک نرم سی لہر دوڑ گئی

مگر اگلے ہی لمحے

صورتحال بدلی

بہن نے موبائل ہاتھ میں لیے کہا

اچھا سنو

تمہارے یہ ویڈیو

یہ کب سے چل رہے ہیں ؟

؟ اور یہ تم ہو نا

ایمن کے دل میں

ایک دم خوف نے دستک دی

گلا خشک ہو گیا

سانس رکنے لگی

ماں نے حیرت سے موبائل دیکھ کر کہا

یہ کیا ہے ایمن ؟

یہ یہ سب کیا بنا رہی ہو

چند لمحے

پورا گھر جیسے سنّاٹے میں ڈوب گیا

ایمن کو لگا

سب کچھ ٹوٹ جائے گا

وہ محنت،

وہ عزت،

وہ خوشی

اور شاید

گھر والوں کی نظر میں

اس کی پاکیزگی بھی

اس نے آہستہ سے آنکھیں بند کیں

مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی،

اس کے والد بول پڑے

اس کے والد نے موبائل بہن کے ہاتھ سے لیا،

چند سیکنڈ تک سکرین دیکھی،

اور پھر ایمن کی طرف دیکھ کر

نرمی سے کہا

بیٹا

آج کل زمانہ بدل گیا ہے

یہ سب چلتا ہے

جب تک پڑھائی میں تم صحیح ہو

اور اپنا دھیان رکھ رہی ہو

ہمیں کوئی اعتراض نہیں

ایمن نے حیرت سے

اپنے والد کو دیکھا

؟ابا آپ ناراض نہیں

وہ مسکرا کر بولے

نہیں بیٹا

نہ مجھے غصہ ہے

نہ تکلیف

بس یہ سمجھ لو

کہ تمہاری کامیابی

ہماری عزت ہے

جب تم منزل پر ہو

تو راستے کی چھوٹی باتوں کی فکر نہیں کرتے

ایمن کے اندر

ایک لمحے کو

گہرے سکون نے گھر کیا

اور دوسری طرف

ایک عجیب سا بوجھ بھی آیا

تو کیا واقعی

یہ سب صحیح ہے؟

کیا میں کچھ غلط نہیں کر رہی ؟

ابا کو بھی برا نہیں لگا

آج وہ لڑکی

جو پہلے ہر قدم پر لرزتی تھی،

ہر خوف میں جیتی تھی

اب وہ مزید مضبوط ہو گئی

اس نے دل میں فیصلہ کیا

اگر ابا کو برا نہیں لگا

تو مجھے کسی چیز سے ڈرنے کی ضرورت نہیں

میں اب کھل کر سب کچھ کروں گی

اسی رات

ایمن نے

پہلی بار

ایک بہترین، مکمل،

اور سب سے زیادہ پُر اعتماد ویڈیو

اپ لوڈ کیا

اور تبصروں کی بارش

اسے آگ کی طرح

مزید اپنی طرف کھینچنے لگی

ایمن

وہ دوپہر قدرے خاموش تھی

کلاس ختم ہونے کے کچھ دیر بعد

ایمن اپنی کتابیں سنبھالتی ہوئی

راستے سے گزر رہی تھی

کہ پیچھے سے آواز آئی

ایمن ؟

ذرا رُکنا بیٹی

کامسٹیڈس لیٹریچر اور ڈیبیٹ سوسائٹی کی ہیڈ تھی جو اک سید زادی ہیں

نرم لہجہ،

مضبوط شخصیت،

اور آنکھوں میں وہ سنجیدگی

جو انسان کو خود سے سیدھا رکھ دیتی ہے

ایمن فوراً رک گئی،

کتابیں سینے سے لگائیں

اور ادب سے بولی

جی

معلمہ نے مسکراتے ہوئے کہا

ایک بہت بڑا پروگرام ہونے جا رہا ہے

ملک کی مختلف جامعات سے

بہت قابل طلبہ آ رہے ہیں

مسابقت سخت ہو گی

لیکن ہم نے فیصلہ کیا ہے

کہ ہماری نمائندگی تم کرو گی

تم نے تقریر کرنی ہے

ایمن کا دل دھڑک اٹھا

یہ وہی تقریب تھی

جس کا چرچا وہ ہفتوں سے سنتی آ رہی تھی

جہاں بیٹھنے کی جگہ بھی

عام طلبہ کو نصیب نہیں ہوتی تھی

اور آج

وہ حصہ لینے جا رہی تھی

اس نے بے اختیار پوچھا

میم موضوع کیا ہے ؟

میں تیاری شروع کر دوں گی

میم نے تھوڑا جھک کر

کاغذ اس کے ہاتھ میں دیا

اور کہا

تمہارا موضوع ہے

'جب عورت نے عرش چھوڑ کر اسٹیج کو چُنا

اس پر تمہیں بولنا ہے

گہرائی چاہیئے

احساس چاہیئے

اور سچائی بھی

ہمیں تم پر اعتماد ہے

ایمن نے کاغذ پڑھا،

مگر اس ایک جملے نے

اس کے ذہن کو جیسے روک دیا

جب عورت نے عرش چھوڑ کر اسٹیج کو چُنا

اسے اس موضوع کی پوری سمجھ نہیں آرہی تھی

یہ صرف ایک جملہ نہیں تھا

یہ ایک مکمل دنیا تھی

ایک ایسی دنیا جس کے دروازے

وہ ابھی تک پوری طرح نہیں کھول پائی تھی

مگر جوش اس ک قدر تھا

کہ وہ کچھ بھی سوچنے کے بجائے

صرف خاموشی سے بولی

میں تیاری کروں گی مام

میں پوری کوشش کروں گی

گھر آتے ہی

وہ سیدھی اپنے کمرے میں چلی گئی

دروازہ بند کیا

اور کاغذ نکال کر دوبارہ پڑھا

جب عورت نے عرش چھوڑ کر اسٹیج کو چُنا :

وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی

یہ جملہ

اس میں کتنی دنیا چھپی ہے؟

میں اس کی گہرائی کیسے سمجھوں؟

یہ عورت کون تھی؟

عرش کیا تھا؟

اسٹیج کس چیز کی علامت ہے؟

اور کس لمحے میں یہ سب کچھ ہوا

یہ وہ سوال تھے

جو اس کے ذہن میں گونج رہے تھے

ایمن نے کچھ دیر سوچا

پھر اپنے آپ سے کہا

مجھے اس سب کی سمجھ نہیں آ رہی

مجھے مدد لینی ہو گی

اس نے موبائل اٹھایا

لمحے بھر کو رکی،

پھر آہستہ سے سرچ کھولا

اور لکھ دیا

جب عورت نے عرش چھوڑ کر اسٹیج کو چنا

تقریر کی تیاری

اگلے چند منٹ

وہ مختلف تحریریں پڑھتی رہی،

لیکن کوئی بات دل میں نہ اتری

آخرکار

اسے ایک ہی راستہ دکھائی دیا

وہ راستہ جس پر

ایمن پچھلے دنوں چل پڑی تھی

وہی جس نے اس کے خوف مٹا دیئے تھے،

جس نے اسے شہرت کا ذائقہ چکھایا تھا

ایمن نے آہستہ سے کہا

چلو

دیکھتے ہیں

یہ کیا کہتا ہے

اور پھر اُس نے

اپنی پوری تقریر

چند ہی گھنٹوں میں

تیار کر لی

لفظ بہ لفظ،

جذبات،

دلیلیں،

تشبیہیں

سب کچھ اسے جیسے

کسی اور دنیا سے مل رہا تھا

تیاری مکمل ہونے کے بعد

ایمن نے خود کو آئینے میں دیکھا

اس کی آنکھوں میں

خوف کی لہر نہیں تھی

تھی صرف **اُمنگ**

اسے لگا جیسے یہ موضوع

صرف اس کا نہیں

بلکہ اس کا اپنا سفر بھی ہے

ایمن

یونیورسٹی میں ہلچل تھی ہر طرف

ہر سمت رنگ ، بینرز ، قہقہے اور آوازوں کی گونج

یوں لگتا تھا جیسے ہر طالب علم اپنی شناخت لکھنے آیا ہو

ادبی و مباحثی انجمن کلایڈز کے زیرِ اہتمام

تقریری مقابلے کا اعلان ہوا

مختلف جامعات کے طلبہ اپنی نشستوں پر موجود تھے

اور اسٹیج پر موجود میزبان نے

ایک ایک کر کے مقررین کے نام اور موضوعات پکارنے شروع کیے

کمسٹس واہ سے جنید :

موضوع <u>**اللہ کی نعمتوں کا شکر اور انسانی قدر شناس**</u>

'یونیورسٹی آف ہری پور سے حسن موضوع <u>**نمبروں کی دوڑ اور بچے کی شخصیت پر اثرات**</u>

کمسٹس ایبٹ آباد سے جویریہ موضوع <u>**استاد کی کارکردگی اور اخلاقی احتساب**</u>

ایجوکیشن یونیورسٹی اٹک سے **طلحہ** موضوع **کل کا دن آج سے بہتر ہو گا**

اور آخر میں کمسٹس اٹک سے **ایمن** موضوع جب عورت نے عرش چھوڑ کر اسٹیج چنُا

پورا ہال لمحہ بھر کو ساکت ہو گیا

کچھ چہروں پر حیرت، کچھ پر تجسس

اور ایمن کے دل میں ایک دھڑکن سی جاگ اٹھی

اسے علم نہ تھا کہ آج کی تقریر

اس کی زندگی کا سب سے گہرا سوال بن جائے گی

اور آنے والے دنوں میں

وہ خود اس سوال کا جواب تلاش کرنے نکلے گی

کہ آخر عورت نے کب، کیوں، اور کیسے عرش چھوڑ کر اسٹیج کو چنُا

ایمن

ہال میں موجود روشنیوں کا رنگ ذرا مدھم کیا گیا، میزبان نے مائیک کے قریب آکر نرمی سے اعلان کیا

سامعینِ کرام، اب ہم دعوتِ خطاب دیتے ہیں **کمسٹڈس واہ** کے نمائندہ مقرر جناب **جنید** کو، جن کا موضوع

ہے **اللہ کی نعمتوں کا شکر اور انسانی قدر شناسی**

تالیوں کی گونج ابھری، مگر جنید کے قدموں کی چاپ خاموش تھی

،وہ آہستہ آہستہ منبر کے قریب آیا، مائیک کے سامنے کھڑا ہوا

اور لمحہ بھر کے توقف کے بعد یوں بولا

اللہ کی نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ہم اپنی زندگی کے ہر لمحے میں اُن کے احسان تلے دبے ہوئے ہیں، اور ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا انسان کے بس میں نہیں ذرا غور کریں، ہم دن رات سانس لیتے ہیں، اور اس عمل کو اتنی عادت بنا چکے ہیں کہ کبھی سوچتے بھی نہیں اگر ہمیں صرف ایک دن کے لیے وینٹیلیٹر پر زندگی گزارنی پڑے تو لاکھوں روپے خرچ ہوں گے لیکن جو سانسیں ہم سالوں سے بلا تعطل لے رہے ہیں، کیا ان کا شکر ادا کرنے کے لیے ایک سجدہ بھی نہیں بنتا؟ یہ سانسیں جو بغیر کسی قیمت کے ہمیں مل رہی ہیں، درحقیقت خدا کی عطا کردہ عظیم ترین نعمتوں میں سے ہیں

آنکھوں کی روشنی کو لیجیے، ایک آنکھ میں آٹھ ہزار بلبوں کے برابر روشنی کی طاقت ہے، اور دونوں آنکھیں مل کر سولہ ہزار بلبوں کی روشنی دیتی ہیں ہم اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی بغیر دیکھے تصور نہیں کر سکتے ، لیکن کیا کبھی ہم نے اس پر غور کیا کہ ہماری آنکھوں کے لیے کبھی کوئی بل نہیں آیا ؟ ہماری بینائی، جو زندگی کے رنگوں کو دیکھنے کا وسیلہ ہے، اُس کا شکر ایک سجدہ بھی پورا نہیں کر سکتا

پھر ہمارے کان ہیں، جو ہمیں سننے کی صلاحیت دیتے ہیں، اُن کی بدولت ہم اپنی دنیا کی ہر آواز، ہر پیغام کو سن سکتے ہیں کبھی سوچا ہے کہ اگر ہمیں سننے کے لیے کوئی آلہ استعمال کرنا پڑتا تو اُس کا خرچ کیا ہوتا ؟ لیکن اللہ نے یہ سماعت بغیر کسی قیمت کے ہمیں عطا کی ہے کیا اس نعمت کا بھی شکر نہیں بنتا ؟

ہمارے ہاتھ ہیں جو دن رات ہمارے کام آتے ہیں، ہمیں پکڑنے، لکھنے، کام کرنے اور چھونے کی صلاحیت دیتے ہیں ان ہاتھوں کے بغیر زندگی کا تصور ہی محال ہے کبھی سوچا کہ اگر ان ہاتھوں کو چلانے کے لیے ہمیں کوئی مصنوعی مشینیں لگوانی پڑتیں تو کیا ہوتا ؟ لیکن اللہ نے ہمیں یہ کام کرنے کے قابل بنایا ہے، وہ بھی بغیر کسی معاوضے کے

ہمارے پاؤں، جو ہمیں چلنے کی طاقت دیتے ہیں، ہمیں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں اگر ہمیں مصنوعی پاؤں لگوانے پڑتے یا ویل چیئر پر گزارا کرنا پڑتا تو ہماری زندگی کتنی مشکل ہو جاتی لیکن اللہ نے یہ سب ہمیں بغیر کسی شرط کے عطا کیا، اور ہم پھر بھی اس کا شکر ادا نہیں کرتے

پھر ہماری زبان ہے، جو ہمیں بولنے اور اظہار کرنے کی صلاحیت دیتی ہے اس زبان سے ہم اپنے دل کی بات کہہ سکتے ہیں، دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں، لیکن کیا ہم کبھی سوچتے ہیں کہ اس زبان کی نعمت کے بغیر زندگی کتنی خاموش ہو جاتی؟ اللہ نے یہ نعمت ہمیں عطا کی، اور اس کا شکر بھی ہم پورا نہیں کرتے

خدا ہمیں دن میں پانچ بار بلاتا ہے، کہ آؤ میری طرف، میری بارگاہ میں جھکو، میں تمہیں معاف کر دوں گا، تمہیں نوازوں گا وہ ہمیں مسلسل اپنی طرف بلا رہا ہے، مسجدوں سے اذانوں کے ذریعے پکار رہا ہے، اور ہمیں انتظار کرتا ہے کہ ہم اُس کے بندے اُس کے پاس آئیں لیکن ہم دنیا کی مصروفیات میں اتنے کھوئے ہوئے ہیں کہ اُس کی پکار پر کان نہیں دھرتے اس کے باوجود، اللہ ہم سے منہ نہیں موڑتا وہ بار بار اعلان کرواتا ہے کہ میرا بندہ کھو گیا ہے، اُس کو بلاو، وہ واپس آئے، میں اس کا انتظار کر رہا ہوں

اللہ کی رحمت، محبت، اور درگزر کا کوئی حساب نہیں وہ ہمیں وہ سب کچھ عطا کرتا ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے، بغیر کسی مطالبے کے کیا یہ تمام نعمتیں، یہ مہربانیاں، یہ عطائیں، ایک سجدہ بھی نہیں مانگتیں؟ کیا ہم اس بات پر

کبھی غور کرتے ہیں کہ اللہ کی بے حساب نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہمارا فرض ہے؟ ہر سانس، ہر قدم، ہر نظر، اور ہر احساس کے لیے اللہ کا شکر ادا کرنا ہم پر لازم ہے

ایمن نے سامنے بیٹھے ہوئے جنید کے چہرے کو دیکھا

اس کی آنکھوں میں عجب روشنی تھی

جیسے اس نے بات ختم نہیں کی

بلکہ آغاز کر دیا ہو

ایمن

ہال میں ایک بار پھر خاموشی چھاگئی، میزبان نے نرمی سے مائیک تھاما اور پر تاثّر انداز میں کہا

محترم سامعین، اب ہم دعوتِ خطاب دیتے ہیں **ایجوکیشن یونیورسٹی اٹک** کے نمائندہ مقرر **طلحہ** کو، جن کا موضوع ہے

کل کا دن آج سے بہتر ہو گا

تالیوں کی گونج میں خوش آمدید کہیں، جناب طلحہ کو

ہال میں طلحہ منبر کی طرف بڑھا، اس کی نظریں سامعین پر پڑیں، ایک گہرا سانس لیا اور بولنا شروع کیا

کل کا دن آج سے بہتر ہو گا

کل کا دن آج سے بہتر ہو گا، کیونکہ کل کی صبح نئی امیدیں لے کر آئے گی، جیسے تاریک رات کے بعد روشنی کی کرنیں آسمان کو روشن کر دیتی ہیں آج کے دن اگر کوئی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے، تو کل کا دن وہ موقع فراہم کرے گا جہاں ہم اپنے خوابوں کو نئی توانائی کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کریں گے

کل کا دن آج سے بہتر ہو گا، جیسے موسم بہار کے بعد آنے والی بارش، جو زمین کو تازگی سے بھر دیتی ہے آج اگر کچھ کام ادھورے رہ گئے ہیں، تو کل کا دن ان کاموں کو مکمل کرنے کا موقع فراہم کرے گا، جیسے کسان اپنی فصل کاٹنے کے بعد اگلی فصل کے لیے زمین تیار کرتا ہے

کل کا دن آج سے بہتر ہو گا، جیسے رات کے بعد آنے والی صبح، جو ہر طرف روشنی اور سکون لے کر آتی ہے آج اگر کوئی رشتہ میں دوریاں آگئی ہیں، تو کل کا دن ان دوریوں کو مٹانے کا موقع فراہم کرے گا، جیسے سردیوں کے بعد بہار کا موسم ہر درخت کو پھر سے ہرا بھرا کر دیتا ہے

کل کا دن آج سے بہتر ہو گا، کیونکہ کل کا دن ہمیں آج کی غلطیوں سے سبق سیکھنے کا موقع دے گا، جیسے دریا کی تیز بہاؤ کے بعد پر سکون پانی کا منظر دیکھنے کو ملتا ہے آج اگر ہم نے کسی کو ناراض کر دیا ہے، تو کل کا دن ہمیں اس سے معافی مانگنے اور رشتہ کو دوبارہ مضبوط بنانے کا موقع دے گا

کل کا دن آج سے بہتر ہو گا، جیسے تھکے ہوئے مسافر کو منزل کے قریب پہنچنے پر ملنے والا سکون کل کا دن نئی شروعات، نئی کامیابیاں اور نئے خوشیوں کا دن ہو گا، جیسے زمین پر گرنے والے پتے، جو نئے پودوں کو جگہ دینے کے لیے جگہ خالی کرتے ہیں

کل کا دن آج سے بہتر ہو گا، کیونکہ کل کا دن ہمیں وہ مواقع دے گا جن کی ہمیں ضرورت ہے، اور وہ خوشیاں فراہم کرے گا جن کا ہم نے خواب دیکھا ہے جیسے رات کی تاریکی کے بعد صبح کا اجالا ہر طرف پھیل جاتا ہے، ویسے ہی کل کا دن ہماری زندگی کو روشن اور خوشیوں سے بھرپور بنا دے گا

ایمن

ہال میں ہلکی سی تالیوں کی گونج ابھری، میزبان نے مسکراتے ہوئے مائیک اپنے قریب کیا اور خوش لہجے میں اعلان کیا

سامعینِ کرام، اب ہم دعوتِ خطاب دیتے ہیں **یونیورسٹی آف ہری پور** کے نمائندہ مقرر **حسن** کو، جن کا موضوع ہے

'نمبروں کی دوڑ اور بچے کی شخصیت پر اثرات

خوش آمدید کہیں، جناب حسن کو

ہال میں حسن منبر کی طرف بڑھا، اس کی نظریں سامعین کے ہر چہرے پر پڑیں، ایک لمحے کے لیے خاموش ہوا، پھر بولنا شروع کیا

ریسرچ کے مطابق جو بچہ 80% سے زیادہ نمبرز حاصل کرتا ہے، اس کی شخصیت اور ذہنی تربیت کو گہرائی سے سمجھنے کی ضرورت ہے معاشرتی اور تعلیمی نظام میں کامیابی کو عام طور پر صرف نمبروں اور درجات سے ماپا جاتا ہے، لیکن یہ پیمانہ اکثر بچے کی مجموعی شخصیت اور جذباتی نشوونما کو نظرانداز کر دیتا ہے

ایک بچہ جو مسلسل اعلیٰ نمبروں کی دوڑ میں شامل رہتا ہے، اس کا زیادہ تر وقت نصابی کتب کو یاد کرنے اور امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے پر مرکوز ہوتا ہے وہ غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے پاتا، جیسے کھیل کود، فطرت کا مطالعہ، یا تخلیقی سرگرمیاں، جو شخصیت کی متوازن نشوونما کے لیے بے حد ضروری ہیں فطرت کے قریب رہ کر بچہ سوچنے، سمجھنے اور نئی چیزیں دریافت کرنے کے عمل کو سیکھتا ہے، لیکن جب ایک بچہ صرف نمبروں کی دوڑ میں لگا رہتا ہے، تو وہ ان تمام تجربات سے محروم رہتا ہے

اس بچے کے والدین عموماً خود کسی احساس کمتری یا سماجی دباؤ کا شکار ہوتے ہیں اور اپنے بچوں پر غیر ضروری تعلیمی دباؤ ڈالنے لگتے ہیں یہ والدین اپنے بچے کی ذہنی صلاحیتوں اور دلچسپیوں کو سمجھنے کے بجائے، اس سے بس اعلیٰ نمبرات کی توقع رکھتے ہیں ایسے بچوں کو بچپن سے ہی یہ سکھایا جاتا ہے کہ کامیابی کا واحد معیار امتحانات میں اچھے نمبرز ہیں، جبکہ اس عمل میں وہ اپنی دیگر صلاحیتوں جیسے قائدانہ، تخلیقی یا سماجی ہنر سے محروم ہو جاتے ہیں

ایک ایسا بچہ جو بچپن سے لے کر جوانی تک صرف تعلیمی نمبروں پر فوکس کرتا ہے، جنونیت کی حد تک کامیابی کا متلاشی ہوتا ہے وہ اپنے جذبات اور سوچ میں توازن پیدا نہیں کر پاتا، کیونکہ اس نے کبھی اپنی دلچسپیوں، شوق، یا اپنے ارد گرد کی دنیا کو دیکھنے کا موقع نہیں پایا اس کی زندگی میں کتابوں کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا اور وہ

معاشرتی تجربات سے دور رہتا ہے ایسے بچے اکثر غیر نصابی بکس نہیں پڑھتے، جو کہ انسان کے ذہن اور خیالات کو وسعت دیتی ہیں اور دنیا کو مختلف زاویوں سے دیکھنے کا موقع دیتی ہیں

جب ایسے بچے بڑے ہو کر کسی اہم یا اعلیٰ پوسٹ پر آ جاتے ہیں، تو ان میں لچک اور انسانیت کی کمی ہوتی ہے وہ سخت گیر اور بے حس ہو سکتے ہیں، کیونکہ انہوں نے زندگی میں صرف مقابلہ دیکھا ہوتا ہے اور ہمیشہ بہتر ہونے کی جستجو میں رہتے ہیں ان کی زندگی کا مرکز صرف کامیابی ہوتا ہے اور وہ زندگی کی چھوٹی چھوٹی خوشیوں یا دوسروں کی ضروریات کو نظرانداز کرتے ہیں ایسے لوگ اکثر اپنی زندگی کی محرومیوں کا بدلہ عوام سے لیتے ہیں چونکہ ان کی پرورش متوازن اور محبت بھرا ماحول نہیں ہوتا، وہ اپنی ذمہ داریوں کو احساس سے نہیں، بلکہ طاقت اور جبر سے نبھانے کی کوشش کرتے ہیں

سول سروسز جیسے شعبے میں، جہاں انسانوں کے ساتھ براہِ راست تعلق ہوتا ہے، ایسے افراد خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں ان کی جذباتی ناپختگی اور جنونیت کی وجہ سے وہ عوام کے ساتھ غیر ہمدردانہ اور سخت رویہ اپنانے کا امکان رکھتے ہیں اس لیے یہ ضروری ہے کہ صرف نمبروں کو معیار نہ بنایا جائے، بلکہ ان کی شخصیت، جذبات اور معاشرتی رویوں کو بھی پرکھا جائے تاکہ وہ کسی اعلیٰ عہدے کے قابل سمجھے جا سکیں

یوں کہا جا سکتا ہے کہ جو بچے صرف نمبروں کی دوڑ میں شامل رہتے ہیں، ان کی شخصیت کے کئی پہلو نظر انداز ہو جاتے ہیں، اور وہ سماجی خدمات کے لیے موزوں نہیں سمجھے جا سکتے، کیونکہ ان کی جنونیت اور اندرونی محرومیاں ان کے فیصلوں پر منفی اثر ڈال سکتی ہیں

ایمن

ہال کی فضا میں وقار اور تجسس کی

لہر دوڑ گئی میزبان نے ایک لمحے کے توقف کے بعد مسکراتے ہوئے مائیک اپنے قریب کیا، لہجے میں احترام اور فخر نمایاں تھا

اور اب، محترم سامعینِ کرام، وہ لمحہ جس کا سب کو انتظار تھا

ہم دعوتِ خطاب دیتے ہیں **کمسیٹس یونیورسٹی اٹک** کی نمائندہ مقررہ، باصلاحیت اور پُر اثر خطابت کی حامل ،**ایمن** کو

'جن کا موضوع ہے **'جب عورت نے عرش چھوڑ کر اسٹیج چنا**

خواتین و حضرات، پُر جوش تالیوں کے ساتھ خوش آمدید کہیں، ایمن کو

ایمن نے چند لمحے سامعین کی جانب دیکھا، گہری سانس لی، اور نرم مگر سنجیدہ انداز میں بولنا شروع کیا

محترم حاضرین، آج میں آپ سے ایک ایسے موضوع پر بات کرنا چاہتی ہوں جو شاید بہت سے لوگوں کے دلوں میں چھپا ہوا ہے مگر جس پر کھل کر گفتگو کم ہی ہوتی ہے یہ کہانی ہے ایک عورت کی جو اپنی عزت و وقار کا

تاج پہن کر معاشرے میں ایک بلند مقام رکھتی تھی، مگر پھر ایک دن اس نے اپنے اصل عرش کو چھوڑ کر اسٹیج کا انتخاب کیا ایک ایسا انتخاب جس کے نتیجے میں اس کی زندگی کی راہیں بدل گئیں، اور اس کا مقام گرا

یہ انتخاب در حقیقت ایک انتباہ ہے یہ ہمیں سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ عورت کا مقام کیا ہے؟ کیا وہ صرف ایک ظاہری نام و نشان ہے؟ یا وہ حقیقت جو کردار، حیا، اصولوں اور مستقل مزاجی سے جڑی ہو؟

عورت کا اصل مقام اس کی ذات کی روشنی ہے، جو اس کے کردار کی مضبوطی، اخلاق کی بلندی اور اپنی ذات سے وفاداری پر منحصر ہے وقتی شہرت، سوشل میڈیا کی چمک دمک، یا اسٹیج کی گلیمرز ہمیں بہکا سکتی ہیں، لیکن وہ ہمیں ہماری اصل شناخت سے دور لے جاتی ہیں

ہمیں یہ سوالات اٹھانے ہوں گے کیا ہم اپنی عزت کے لیے قربانیاں دینے کو تیار ہیں؟ کیا ہم صرف لمحاتی توجہ کے لیے اپنے اخلاق، حیا اور وقار کو قربان کر دیں گے؟ یا ہم اپنی روشنی کو برقرار رکھیں گے؟

میں چاہتی ہوں کہ آپ دل سے جواب دیں کیا مقام صرف وہ ہے جو لوگ دیکھتے ہیں؟ یا وہ ہے جو اندر سے محسوس ہوتا ہے؟

یہاں ایک اور اہم پہلو ہے جب کوئی عورت اپنے مقام سے نیچے گرتی ہے، تو صرف وہی نہیں گھٹتی بلکہ اس کا اثر اس کے خاندان، اس کے چاہنے والوں اور پورے معاشرے پر پڑتا ہے ایک مثال جب گرتی ہے تو اس کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا، اور معاشرہ رہ جاتا ہے ایک خلا کے ساتھ

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ مقام کو قائم رکھنا زیادہ مشکل ہوتا ہے بنسبت اسے حاصل کرنے کے اور مقام وہی ہے جو آزمائشوں میں قائم رہے، جو مخالف حالات میں بھی اصولوں پر ڈٹے

جب عورت نے عرش چھوڑ کر اسٹیج چنا' کا مطلب یہ نہیں کہ ہر اسٹیج برا ہے، بلکہ اگر وہ اسٹیج آپ کی عزت، ' وقار اور اصل مقصد کے خلاف ہو، تو وہ آپ کے لیے زہر قاتل ہے

آخر میں، میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ اپنے دل کی آواز سنیں، اپنے اصولوں سے کبھی سمجھوتہ نہ کریں، اور اپنے مقام کو کبھی عارضی چمک دمک کے لیے نہ چھوڑیں کیونکہ جو مقام اصول، عزت اور خدمت سے حاصل ہوتا ہے، وہی حقیقی مقام ہے اور وہی قائم رہتا ہے

ہم سب کو چاہیے کہ ایسے فیصلے کریں جو ہمارے لیے، ہمارے خاندان کے لیے اور ہمارے معاشرے کے لیے باعث فخر ہوں

ایمن نے اپنی بات مکمل کی، کچھ لمحوں کے لیے سامعین کی طرف دیکھا، وہاں گہری خاموشی تھی، مگر وہ خاموشی اس کی باتوں کی گہرائی اور اثر کی گواہ تھی

ایمن

ہال میں ایک بار پھر خاموشی طاری ہوئی، مدھم روشنیوں نے ماحول کو پُر سکون بنا دیا میزبان نے مسکراتے ہوئے مائیک تھاما اور نرمی سے کہا

خواتین و حضرات، اب ہم دعوتِ خطاب دیتے ہیں **کامسیٹس ایبٹ آباد** کی نمائندہ مقررہ محترمہ جویریہ کو، جن کا موضوع ہے

استاد کی کارکردگی اور اخلاقی احتساب

برائے کرم پُر عزم انداز میں خوش آمدید کہیں

جویریہ نے منبر کے سامنے قدم رکھا اور گہری سانس لی اس کی نظریں حاضرین پر تھیں، لیکن دل ایک الگ چیز میں کھویا ہوا تھا

کچھ عرصے سے میری سوچیں ایک خاص رُخ پر مرکوز ہو گئی ہیں، اور دل میں سوالات کا ایک طوفان اُٹھ رہا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ میں جا کر تمام پروفیسرز سے یہ سوال کروں، کیا آپ کے پاس انسانیت کی بھی کوئی ڈگری ہے؟ آپ تو ہمیں علم سکھا رہے ہیں، لیکن کاش آپ نے انسانیت پر بھی تحقیق کی ہوتی، اس پہ بھی کچھ سوچا ہوتا آپ ہمیں اخلاق اور کردار کی باتیں سکھاتے ہیں، لیکن کیا آپ کے اپنے عمل میں وہ انسانیت ہے جو آپ

تدریس میں شامل کرنا چاہتے ہیں؟ انسانوں کو سلیقہ سکھانے والے، کیا خود سلیقے سے جیتے ہیں؟ اور کیا صرف علم دینے سے انسان کا کردار نکھر آتا ہے؟ یہ سوالات میرے دل میں ہیں

دوسرا سوال جو مجھے ہمیشہ پریشان کرتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اساتذہ جو دن بھر میں اکثر صرف چند گھنٹے کلاس لیتے ہیں، پھر باقی وقت میں کسی محفل یا کھانے کی محفلوں میں مصروف رہتے ہیں، کیا ان کے لیے وہ تنخواہ جو آخر میں ملتی ہے، حلال ہے؟ کیا اس وقت کی حقیقت اور محنت کے بغیر وہ اس رقم کے مستحق ہیں؟ آخر کار وہ بھی تو ہمارے جیسے انسان ہیں، اور ہر انسان کے لیے محنت کی اہمیت ایک جیسی ہونی چاہیے کیا یہ اصول اور ضوابط صرف طلباء کے لیے ہیں؟ اگر استاد اپنے ذاتی مفادات اور سفارشات کی بنیاد پر طلباء کو فیل کر دیتے ہیں، تو کیا یہ زیادتی نہیں؟ کیا اس کا کوئی حساب نہیں لیا جائے گا؟ اور کیا اساتذہ کے لیے، جو اس مقام پر براجمان ہیں، معیار اور اخلاق کی ذمہ داری نہیں بنتی؟ کیا یہ منصفانہ ہے کہ جو استاد خود تدریسی معیار پر پورا نہیں اُترتے، وہ ہمارے مستقبل کی تعمیر کر رہے ہوں؟ کیا ان کی یہ غیر سنجیدہ روش معلمی کے درخشاں منصب کے ساتھ انصاف کرتی ہے؟

میرے دل میں یہ خیال بھی اُبھرتا ہے کہ کیا کبھی ایسی میٹنگ نہیں ہونی چاہیے جس میں ہمارے والدین کو بلا کر ہمارے اساتذہ کی کارکردگی کو سامنے رکھا جائے؟ جیسے ہمارے گریڈز اور نتائج کا حساب والدین کو دیا جاتا ہے، ویسے ہی اساتذہ کی کارکردگی بھی سامنے آنا چاہیے یہ احتساب کے عمل کو کتنا مؤثر بنائے گا؟ کیا ادارے

کے پاس کوئی مفتی یا کسی قسم کا اخلاقی معیار ہے جس سے یہ جانچ سکیں کہ ان کی تنخواہ حلال ہے یا نہیں؟ کیا انہیں اس بات کا خوف نہیں کہ جو کام وہ کر رہے ہیں، اس کا اثر صرف ہم طلباء پر نہیں، بلکہ خود ان کی زندگیوں ؟پر بھی پڑے گا

پھر وہ استاد، جو تدریس کے اصل معیار پر پورا نہیں اُترتے، محض تعلقات اور اثر ورسوخ کے بل بوتے پر ہمارے مستقبل کی تشکیل کر رہے ہیں کیا یہ معلمی کے معتبر منصب کے ساتھ انصاف ہے

میں یہ نہیں کہتی کہ سب اساتذہ اس طرح ہیں، لیکن جن کا یہ طرز عمل ہے، ان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قیامت میں ان سے بھی یہ سوالات کیے جائیں گے اس دن کا حساب ایک سید کے قول کے مطابق، خدا انہیں وہی مقام دے گا جس کا وہ حق دار ہوں گے، اور ان کے اعمال کے مطابق جواب ملے گا اس دن کی پکڑ میں، ہم سب کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا

میرے دل میں یہ خواہش بُری طرح اُتر آئی ہے کہ جو اساتذہ ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ اگر ہماری حاضری مکمل نہ ہو تو ہمیں امتحان دینے کا حق نہیں ملتا، تو قیامت کے دن اگر وہی استاد اپنی حاضری نہ پوری کریں تو کیا خدا بھی ان سے یہ نہیں کہے گا کہ تمہاری حاضریاں مکمل نہیں ہیں، تم جنت میں نہیں جا سکتے ؟ کیا وہ اس دن بھی اسی انداز میں اللہ کے سامنے اپنے اعمال کا حساب دینے جائیں گے، جیسے وہ ہمیں ہمارے چھوٹے چھوٹے معاملات پر

جکڑ کر کہتے ہیں کہ یہ اصول ہیں، اور اس میں کوئی لچک نہیں ہے؟ قیامت کے دن جب وہ خدا سے یہی التجائیں کریں گے کہ ہاں، یہ اصول بدل دو، تو کیا خدا ان کی بات سنے گا؟ خدا تو اپنی سلطنت میں کسی کے لیے بھی اصول نہیں بدل سکتا وہی اصول جو ہم پر سختی سے نافذ کیے گئے تھے، وہی اصول قیامت کے دن ان پر بھی لاگو ہوں گے

اور قیامت کے دن، جب ہم ان سے جواب طلب کریں گے، کیا وہ جواب دے سکیں گے؟ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ وہ اساتذہ جو اپنی انا کی خاطر ہمیں چھوٹی سی غلطی پر فیل کر دیتے ہیں، قیامت کے دن جب خدا ان سے حساب لے گا تو وہی سوال ان سے بھی کیا جائے وہی اصول جن پر وہ ہمیں چلانے کی کوشش کرتے ہیں، جب خدا ان پر عمل کرے گا تو ان کو کیا جواب ہوگا؟ جب ہم اپنے چھوٹے سے مناصب پر بیٹھ کر ہر کام میں اصولوں کی سختی برتتے ہیں تو کیا خدا کے اصول بھی اتنے سخت نہیں ہوں گے؟ وہ وقت کیسا ہوگا جب یہ اساتذہ، جو خود کو ہر حال میں درست سمجھتے ہیں، قیامت میں یہی سنیں گے کہ تمہارے پاس اختیار تھا، تم خدا بننے کی کوشش کرتے تھے، لیکن تمہاری باتوں کا کوئی اعتبار نہیں تھا

دل چاہتا ہے کہ جس طرح وہ ہم پر پابندی لگاتے ہیں، ہمیں ہمارے حاضر و غائب کا حساب دیتے ہیں، قیامت کے روز خدا بھی ان سے یہی سوال کرے جب ہم سے کہا جاتا ہے کہ حاضری پوری نہ ہوئی تو جنت نہیں ملے گی، تو کیوں نہ قیامت میں خدا بھی کہے کہ تمہاری حاضریاں پوری نہیں ہیں، اس لیے تمہیں جنت نہیں ملے گی

وہ لمحہ کیسا ہوگا جب یہ التجائیں کریں گے، خدا اسے رحم کی بھیک مانگیں گے، اور خدا فرمائے گا، تم خود جب حاکم بنے بیٹھے تھے تو تمہارے اصول سخت تھے، آج میرے اصول بھی ویسے ہی ہیں

مجھے یاد آتا ہے وہ بات جو ایک سید نے کہی تھی، سر آپ ہمیں یہاں خوار کرتے ہیں، قیامت میں خدا آپ کو وہاں خوار کرے گا یہ جملہ میرے دل میں گھر کر گیا ہے مجھے یقین ہے کہ دنیا میں ہر چیز کا حساب کتاب ہے، لیکن قیامت کے دن تو وہ دن آئے گا جب سچ اور جھوٹ کا فیصلہ خدا خود کرے گا وہ جو ہر حال میں دوسروں کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں، وہی قیامت میں حساب دیں گے اور ان کی سچائی اور کردار سامنے آئے گا

ایمن

تقریب ختم ہو چکی تھی

ہال ابھی تک تالیوں کی گونج میں ڈوبا ہوا تھا

طلبہ گروپ بنا کر ایمن کے پاس آ رہے تھے،

کوئی اس کی ہمت کی تعریف کر رہا تھا،

کوئی اس کے لہجے کی نرمی کا ذکر کر رہا تھا،

اور کوئی اس کے لفظوں کی گہرائی پر حیران تھا

لیکن ایمن خود حیران تھی

یہ سب وہ کیسے کر گئی

اسی لمحے

پیچھے سے معلمہ نے اسے اشارے سے بلایا

ایمن ادب سے آگے بڑھی

معلمہ نے اسے اتنے فخر سے دیکھا

جیسے وہ کوئی قیمتی ہیرا ہو

ایمن

آج تم نے صرف ایک تقریر نہیں کی،

تم نے سوچ کو جھنجھوڑ دیا ہے

یہ موضوع بہت بڑا ہے

اس پر تحقیق کی جا سکتی ہے

بدل سکتی ہیں اس سے

ایمن چونکی

زندگیاں ؟

وہ کیسے مام

معلمہ چند لمحے خاموش رہیں،

پھر اپنے بیگ میں ہاتھ ڈال کر

ایک پرانی سی کتاب نکالی

کتاب کے سرورق پر لکھا تھا

دادی کی باتیں

یہ کوئی موٹی کتاب نہیں تھی،

لیکن اس کی جلد میں زمانوں کا وزن تھا

معلمہ نے کتاب اس کے ہاتھ میں رکھی

اس کو پڑھو

اس میں وہ عورتیں ہیں

جن کے ہاتھ میں تقدیر تھی،

جو عرش پر تھیں

اور وہ بھی

جو اپنی غلطیوں سے خود نیچے آ گئیں

تمہارا موضوع اسی کتاب کی روح میں ہے،

اسے پڑھو گی

تو اپنے سوالوں کے جواب خود سمجھ لو گی

ایمن نے کتاب اپنے سینے سے لگائی،

جیسے کوئی خزانہ مل گیا ہو

میم

کیا واقعی اس سے میں سمجھ پاؤں گی

کہ عورت نے عرش کیوں چھوڑا؟

اور اسٹیج کیسا تھا

معلمہ نے مسکرا کر کہا

ہاں بیٹی

یہ کتاب تمہیں دکھائے گی

کہ عورت کن فیصلوں سے بلند ہوتی ہے

اور کن بھولوں سے گر جاتی ہے

تمہارا راستہ بھی اسی میں کہیں چھپا ہوا ہے

بس پڑھنا

سچائی سے

ایمن نے سر ہلایا

دل میں جیسے ایک نئی دنیا جاگ گئی ہو

گھر جاتی ہوئی

وہ بار بار کتاب کے صفحے چھوتی رہی

یوں لگ رہا تھا

جیسے وہ پہلی بار

اپنے اندر کی عورت کو جاننے جا رہی ہو

وہ سوچ رہی تھی

شاید

یہ کتاب مجھے بتائے گی

میں کون ہوں؟

میں کہاں سے آئی ہوں؟

اور کیا واقعی

میں عرش سے دور جا رہی ہوں

کمرے میں پہنچ کر

اس نے دروازہ بند کیا

اور پہلی بار

روشنی مدھم کر کے

کتاب کا پہلا صفحہ کھولا

اس صفحے پر صرف ایک جملہ لکھا تھا

بیٹی

عورت جب گرتی ہے

تو وہ پہلے اپنی نظر سے گرتی ہے

ایمن کا سانس رک گیا

یہ جملہ

اس کے دل کی دیواروں سے ٹکرا کر

واپس اس کے وجود میں اتر گیا

وہ لمحہ تھا

جب ایمن نے فیصلہ کیا

وہ یہ کتاب پوری پڑھے گی،

اور اس موضوع کی گہرائی تک اترے گی

اسے معلوم نہ تھا

کہ یہی کتاب

اس کی پوری زندگی کا رخ بدل دے گی

ایمن

کتاب اس کے بیگ میں تھی

صفحات کھولتی تھی،

پڑھتی بھی تھی

لیکن الفاظ اس کے دل تک اتر نہیں رہے تھے

وہ جملے جن میں عورت کی تاریخ تھی،

دانائی تھی،

جو اصولوں کی روشنی تھے

ایمن انہیں بس آنکھوں سے پڑھتی،

دماغ سے سمجھتی،

مگر دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا تھا

وہ اکثر دو تین صفحے پڑھ کر رک جاتی،

لمحے بھر سوچتی،

پھر خود سے کہتی

میم نے پوچھ لیا تو کیا کہوں گی؟

چلو تھوڑا اور پڑھ لیتی ہوں

بن گئی تھی، اس کے لیے کتاب بس ایک ذمہ داری

نہیں کوئی سچائی

اور اس پورے وقت

اس کا دل مسلسل کہہ رہا تھا

زندگی کتابوں میں نہیں

وہاں ہے جہاں روشنی، ہجوم اور مزہ ہے

شام کے وقت

ایمن کے موبائل پر مناہل کا پیغام آیا

آج رات 8 بجے تیار رہنا!

ایک خاص جگہ چل رہے ہیں

مزا آئے گا

ایمن نے فوراً جواب دیا

کہاں

مناہل نے مسکراتا سا وائس نوٹ بھیجا

سرپرائز ہے

بس تیار رہو

آریشہ بھی جا رہی ہے

تم آؤ گی تو رنگ مکمل ہو جائے گا

ایمن نے کتاب بند کر دی

دل میں دھڑکن تیز ہو گئی

شاید باہر کوئی نیا تجربہ ہو

شاید یہ وہ چیز ہے

جو میں دنیا سے چھپ کر چاہتی ہوں

رات ہوئی تو مناہل اپنی گاڑی میں

ایمن اور آریشہ کے گھر کے قریب آ گئی

گاڑی کے اسپیکر میں بلند موسیقی چل رہی تھی

شیشے کھلے ہوئے تھے،

اور ہوا میں رات کا جوش گھُلا ہوا تھا

ایمن گاڑی میں بیٹھی

تو آریشہ نے ہنستے ہوئے کہا

آج تو تمھیں اصل دنیا دکھائیں گے،

کتابوں سے باہر والی دنیا

مناہل نے گاڑی تیز کی

اور بولی

ایمن، تم نے پڑھائی میں ٹاپ کیا ہے،

تقریر میں سب کو حیران کیا ہے

آج زندگی کا مزہ بھی چکھ لو

ایمن کے چہرے پر

ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی

اسے لگا جیسے

وہ واقعی کچھ بن گئی ہو

گاڑی ایک بڑے میدان کے سامنے رُکی

روشنیوں کا طوفان تھا،

ہزاروں لوگ،

موسیقی کی دھڑکن،

چمکتی ہوئی اسکرینیں،

اور دیوانہ وار شور

ایمن نے اندر قدم رکھا

تو اسے لگا جیسے

دنیا اچانک بدل گئی ہو

مناہل نے اس کا ہاتھ پکڑا

آج رات تم وہ ایمن نہیں رہو گی

جو کل تک کتابوں میں کھوئی تھی

آج تم اس دنیا میں ہو

جہاں سب جیتے ہیں

جہاں سب آزاد ہیں

آریشہ نے ہنستے ہوئے کہا

آج کوئی روک ٹوک نہیں

آج ہم تینوں

صرف اپنے لیے ہیں

ایمن نے آنکھیں بند کیں،

اور محسوس کیا

دل میں جو خوف تھا،

وہ دھڑکنوں میں بدل گیا ہے

جو سوال تھے،

وہ روشنیوں میں کھو رہے ہیں

اور جو ہچکچاہٹ تھی،

وہ موسیقی کے شور میں بہہ رہی ہے

آج ایمن واقعی

اس دنیا میں داخل ہو رہی تھی

جس نے اسے آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچا تھا

کتاب بیگ میں پڑی رہی

خاموش، بھولی ہوئی، بے اثر

اور ایمن

اسٹیج کی طرف

ایک نئے قدم کے ساتھ بڑھنے لگی

ماہ نور

ایمن شام کی خاموشی میں

اپنے کمرے میں واپس آئی تو

میم کی دی ہوئی وہ پرانی کتاب

اب بھی اس کے بیگ میں تھی

کتاب کے کور پر

ہاتھ سے لکھی ہوئی ایک لائن تھی

<u>دادی کی باتیں :</u>

ایمن نے عجیب سی کشش کے ساتھ کتاب اٹھائی،

چائے کا کپ میز پر رکھا،

اور آہستہ سے جلد کو کھولا

پہلا صفحہ کھلتے ہی

یوں لگا جیسے کاغذوں سے

کسی پرانی دنیا کی خوشبو اٹھ رہی ہو

صفحے پر بڑا اور نمایاں عنوان درج تھا

دادی کی باتیں

نیچے لکھا تھا

ہر بیٹی کی زندگی میں

ایک روشنی ہوتی ہے

کبھی ماں،

کبھی دادی،

کبھی استاد،

کبھی دین

یہ کہانی انہی روشنیوں کے نام ہے

ایمن کی آنکھوں میں ایک چمک آئی

تو یہ کہانی

کسی دادی کی زبانی ہے

اس نے ایک اور صفحہ پلٹا

جیسے ہی صفحہ بدلا،

ایک بڑا، خوبصورت، موٹا لفظ سامنے آیا

ماہ نور:

ایمن نے چونک کر کتاب کو مضبوطی سے تھاما

تو اب اصل کہانی شروع ہو رہی ہے

اس نے پاس پڑی کاپی پر

ایک نوٹ :

نوٹ جہاں 'ماہ نور' بطور ہیڈنگ آئے

وہ پرانے دور کی کہانی ہے جو ایمن کتاب میں پڑھ رہی ہوں

یہ حصہ ایمن کی زندگی نہیں

بلکہ ماہ نور، عائشہ اور جویریہ کی دنیا ہے

ایمن نے خود کو ذہنی طور پر تیار کیا

جیسے وہ ایک دروازے سے گزر کر

کسی اور زمانے میں داخل ہونے والی ہو

جوں ہی اس نے پڑھنا شروع کیا،

لفظوں نے جیسے اس کے سامنے

ایک نئی دنیا کی تصویر بنانی شروع کر دی

کچی مٹی کے گھر

- کھلی فضائیں
- دادی کا پیار
- قرآن کی آواز
- حیا اور تربیت کا ماحول
- بچیوں کے چہروں پر سادگی

ایمن نے دل میں سوچا

یہ

یہ تو بالکل مختلف دنیا ہے

کتنا سکون، کتنا نور

کتنی محبت

اسے لگا جیسے یہ کتاب صرف کہانی نہیں

بلکہ ایک آئینہ ہے

جس میں دو زمانے دکھائی دیتے ہیں

ایک ماہ نور اور اس کی سہیلیوں کا

اور ایک

اسی کتاب کے سامنے بیٹھی ایمن کا

ایمن نے کتاب بند نہیں کی

بلکہ اور زیادہ غور سے تھام لی

اب پڑھنے والے سمجھ جائیں

جب بھی 'ماہ نور' کی ہیڈنگ آئے گی

کہانی اب اُس کتاب کے اندر والے دور میں ہو گی

اور جب وہ ہیڈنگ نہیں ہو گی

تو کہانی واپس **ایمن** کی دنیا میں ہو گی

یہ وہ لمحہ ہے

جب ناول کی **دو متوازی کہانیاں**

باضابطہ طور پر شروع ہو گئیں

ایمن کا حال

ماہ نور کا ماضی

ایمن نے گہری سانس لی

اور صفحہ دوبارہ پلٹا

اب پھر وہی لفظ کھڑا تھا

ماہ نور

ایمن نے سر جھکایا

اور پرانے دور کی کہانی میں داخل ہو گئی

ایمن

کنسرٹ پورے زور پر تھا
روشنیوں کے پھوارے فضا میں بکھر رہے تھے،
موسیقی کی دھڑکن زمین کے اندر تک اتر رہی تھی،
اور ہجوم ایک بے قابو دریا کی طرح موج میں تھا

مناہل اور آریشہ تو پہلے ہی
اس شور اور آزادی میں گھل چکی تھیں
ہنسی، آوازیں، تصویریں،
اور بے فکری کا عالم

ایمن بھی ان کے ساتھ
بھیڑ میں داخل ہو گئی،
مگر اس کے دل میں
ایک ہلکا سا اضطراب تھا
جو اسے مسلسل کہہ رہا تھا

یہ جگہ مجھے پہلی بار عجیب لگ رہی ہے

لیکن وہ خاموش رہی

موسیقی تیز ہوئی

تو بھیڑ تھوڑا اور قریب آگئی

لوگ ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے،

کسی کا کندھا،

کسی کا بازو،

کسی کا ہاتھ

سب کچھ بے ترتیب

ایمن نے اچانک محسوس کیا

کہ کوئی اسے مسلسل دیکھ رہا ہے

اس نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا،

اور پھر

بائیں طرف ایک لڑکا کھڑا نظر آیا

آنکھیں اس پر جمی ہوئی،

بغیر پلک جھپکے،

ایک ایسی نظر

جس میں احترام نہیں

صرف خواہش تھی،

اور وہ خواہش ایسی

کہ جس سے دل بیٹھ جائے

ایمن نے فوراً نظریں پھیر لیں،

مگر اس کا دل بے چین ہو گیا

اس نے آگے بڑھنے کی کوشش کی،

مگر بھیڑ کی وجہ سے

راستہ آسان نہیں تھا

مناہل اور آریشہ آگے نکل گئیں تھیں

ایمن ان دونوں کو پکار بھی نہ پائی

اسی لمحے

اس نے پھر وہی نظر محسوس کی

اس بار پیچھے سے

وہی لڑکا

اب کچھ قدم کے فاصلے پر تھا

اس کا انداز

اس کی آنکھوں کا رنگ

اور اس کی نظر کا بوجھ

سب ایمن کو اندر تک لرزانے لگا

ایمن نے گہری سانس لی

نہیں میں مناہل کو ڈھونڈتی ہوں

مگر قدم اٹھانے ہی لگی تھی

کہ پیچھے سے آواز آئی

وہ تم ہی ہو نا

ویڈیو والی ؟

ایمن کا دل دھک سے رہ گیا

اس نے مڑ کر دیکھا

وہی لڑکا

اس کا چہرہ مسکراہٹ سے بھرا تھا

مگر وہ مسکراہٹ

ایسی تھی جیسے کسی نے

شکار دیکھ لیا ہو

میں نے پہچان لیا تھا

تمہیں سامنے دیکھ کر ہی

ویسے حقیقت میں

اور بھی خوبصورت ہو

ایمن پیچھے ہٹی

دل میں شدید خوف

پیشانی پر پسینہ

سانس بھاری

اسے لگا

جیسے کوئی نادیدہ ہاتھ

اس کے کندھے کو تھامنے والا ہو

مجھے جانا ہے

ایمن نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا

لڑکا ہنسا

ڈر کیوں رہی ہو؟

میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا

بس مل لو

بات کر لو

تم جیسی لڑکی کوئی چھوڑتا ہے کیا ؟

ایمن کا دل چیخ رہا تھا

آواز بند تھی

بھیڑ اتنی تھی

کہ وہ دو قدم بھی آگے نہیں جا سکتی تھی

موسیقی اتنی بلند

کہ اگر وہ چیختی

تو بھی کسی کو سنائی نہ دیتا

اس لمحے

ایمن نے پہلی بار

خود کو مکمل طور پر **بے بس** محسوس کیا

جیسے ہجوم میں ڈوبتی ہوئی

کوئی تنہا لڑکی

مناہل آریشہ کہاں ہو تم دونوں ؟

دل چیخ رہا تھا

مگر زبان خاموش

اور اس لڑکے کی آنکھیں

وہ اب بھی اس پر جمی تھیں،

ایسی نظر

جو کسی بھی لڑکی کی روح تک کو زخمی کر دے

ایمن کی آنکھوں کے سامنے

روشنی دھندلی ہونے لگی

جسم ہلکا کانپا

قدم لرز گئے

اس نے خود سے کہا

یہ وہ دنیا نہیں تھی

جس کا میں نے خواب دیکھا تھا

اس کے دل میں

پہلی بار

گہری ٹوٹ پھوٹ ہوئی

ماہ نور

ہوا میں نیم گرم صبح کی ٹھنڈک تھی مشرق سے اُبھرتے سورج کی سنہری روشنی گاؤں کے کچے صحن میں ایسے بکھر رہی تھی جیسے اللہ اپنے نور سے ہر چیز کو گود میں لے رہا ہو

اپنی دادی کے سامنے آکر بیٹھ گئی — اسی روشنی کے بیچ ایک چھوٹی سی بچی— **ماہ نور**

دادی جنتی سفید دوپٹہ اوڑھے زمین پر بچھی دری پر بیٹھی تھیں، ہاتھ میں تسبیح، چہرے پر نور وہ نور جسے دیکھ کر لگتا تھا کہ یہ عورت دنیا میں رہ کر بھی کہیں اور ہے

پھر دیر کر دی؟ دادی نے مسکرا کر پوچھا

ماہ نور شرما گئی،

امی کہہ رہی تھیں کہ پہلے وضو کر لو میں نے آدھا پانی گرا دیا تھا

دادی کے ہونٹوں پر محبت کی مسکراہٹ پھیل گئی

چلو، ٹھیک ہے آؤ، آج قرآن کی پہلی آیت پھر سے پڑھتے ہی

ماہ نور نے اپنے ننھے ہاتھوں سے قرآن کو چُو ما

اس کے ہاتھ ابھی بہت چھوٹے تھے، مگر شوق بہت بڑا

اس کے چہرے پر ایک ایسی معصومیت تھی جو شیشے پر پڑی پہلی بوند کی طرح شفاف ہوتی ہے

"پڑھو بیٹی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچے کی آواز میں ایک عجیب سا سوز تھا، جیسے دل سے نکلی ہوئی ہر چیز خوبصورت ہو جاتی ہے

دادی نے آیت سنی، ہونٹ کانپے انہوں نے سر جھکا کر کہا

یا اللہ اس بچی کے دل کو اپنے نور سے بھر دینا

ماہ نور کچھ بھی نہ سمجھتے ہوئے مسکرا دی

ایسے ہی تو بچپن ہوتا ہے سمجھ کم، روشنی زیادہ

ماہ نور کا گھر عجیب طرح کا سادہ مگر پرسکون تھا

صبحوں میں قرآن کی آواز، دوپہروں میں چائے کی خوشبو،

اور راتوں میں دادی کی سنائی ہوئی کہانیاں

حضرت فاطمہؓ کی حیا،

حضرت خدیجہؓ کا وقار،

حضرت عائشہؓ کی علمیت

یہ گھر صرف چھت اور دیواروں کا نام نہیں تھا،

یہ تاریخ اور تربیت کا ایک چھوٹا سا خزانہ تھا

ماہ نور ان کہانیوں کو سنے بغیر کبھی نہیں سوتی تھی

ایک رات اس نے دادی سے پوچھا

دادی حیا کیا ہوتی ہے

دادی نے اپنی تسبیح کے دانے روک دیے،

ماہ نور کو اپنے قریب کیا اور کہا

بیٹی، حیا ایک خوشبو ہے

جس عورت کے پاس یہ ہو، وہ بے پردہ ہو کر بھی باپردہ رہتی ہے

اور جس کے پاس یہ نہ ہو، وہ پردہ کر کے بھی بے پردہ رہتی ہے

ماہ نور کے ننھے دل میں جیسے کوئی چراغ جل گیا

ماہ نور اکثر سرخ اینٹوں والے صحن میں بیٹھ کر چڑیاں دیکھا کرتی

وہ ان سے پوچھتی

تم اتنی آزادی سے کیوں گھومتی ہو

اور دادی پیچھے سے جواب دیتیں

کیونکہ ان کے ذمے کبھی بے حیائی کا بوجھ نہیں رکھا گیا

ان کا پر کھلتا ہے، عورت کا وقار

چڑیا اپنی حد سے نکلے تو بس اُڑتی ہے،

عورت اپنی حد سے نکلے تو ٹوٹتی ہے

ماہ نور ہر لفظ اپنے دل میں بٹھا لیتی

ایک دن محلے کی دو لڑکیاں صحن کے باہر کھڑی کہنے لگیں

اتنی چھوٹی ہو کر دوپٹہ کیوں لیتی ہو

ماہ نور نے دوپٹہ مضبوطی سے تھام لیا

دادی فوراً باہر آئیں اور نرم مگر مضبوط آواز میں کہا

دوپٹہ عمر سے نہیں، نظر سے پہنا جاتا ہے

اور ماہ نور کی نظر صاف ہے، اس کا دل بھی صاف ہی رہے گا

لڑکیاں خاموش ہو گئیں

ماہ نور نے پہلی بار محسوس کیا کہ دادی اس کی ڈھال ہیں

شام ڈھلے جب چراغ جلتے،

ماہ نور دادی کی گود میں سر رکھ کر کہتی

آج کون سی کہانی

دادی کہتے

آج حضرت مریمؑ کی کہانی سنو گی

وہ عورت جس نے تنہا دنیا کا مقابلہ کیا

مگر حیا کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا

ماہ نور کی آنکھیں بھیگ جاتیں

دادی کہتیں

اگر تم نے حیا کو تھام لیا، تو اللہ تمہیں کبھی زمین پر نہیں گرے گا

بیٹی، عورت حیا چھوڑ دے تو دنیا اسے تماشا بنا دیتی ہے

اور عورت حیا پکڑ لے تو اللہ اسے تاج پہنا دیتا ہے

ماہ نور کے بچپن کے یہ جملے

اس کی پوری زندگی بننے والے تھے

وہ زندگی جسے بعد میں ایمن پڑھ کر بدل جائے گی

ماہ نور سو رہی تھی، مگر دادی جاگ رہی تھیں

انہوں نے ایک نظر اپنی پوتی پر ڈالی اور آسمان کی طرف دیکھا

یا اللہ

اس بچی کی روشنی کبھی مدھم نہ کرنا

اسے دنیا کی چمک نہ بہکائے،

اسے اپنی چادرِ رحمت میں رکھنا

وہ نہیں جانتی تھیں کہ

سالوں بعد ایک ایمن نامی لڑکی

اسی ماہ نور کی کہانی پڑھ کر

اپنی پوری زندگی بدل دے گی

ایمن

میدان سے باہر نکلتے ہوئے

موسیقی کی گونج اب بھی ان تینوں کے کانوں میں دھڑک رہی تھی

ایمن کے قدم ابھی بھی لرز رہے تھے

ابھی ابھی اس نے جو سب محسوس کیا تھا

اس کا خوف پوری طرح اترا نہیں تھا

وہ باہر آکر ہلکی سی ہوا میں کھڑی ہوئی

اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کی

اسی دوران مناہل نے فون نکالا

اور جلدی جلدی کسی کو پیغام بھیجا

چند لمحوں بعد

مناہل کے چہرے پر ایک چمک سی آئی،

جیسے اسے وہ لمحہ مل گیا ہو

جس کا وہ انتظار کر رہی تھی

آؤ چلتے ہیں

مناہل نے بے فکری سے کہا

ایمن نے حیرت سے پوچھا

؟ کہاں؟ یہ رات کو کہاں جا رہے ہیں

مناہل نے آنکھ ماری

نے بلایا ہے میرے دوست

میں روز جاتی ہوں

بس آج تم بھی ساتھ چل رہی ہو

تمہیں کوئی نقصان نہیں ہو گا

عریشہ بھی چل رہی ہے

ایمن چونکی

دل میں ہلکی سی گرہ پڑی

تم ہر روز جاتی ہو؟

کس کے پاس

مناہل نے سر جھکا کر

اپنے آپ کو تھوڑا سنبھالا

اور بولی

ہاں

میرا ایک دوست ہے

بہت اچھا ہے مجھ سے

وہ سمجھتا ہے مجھے

وہ بغیر کسی تنقید کے

میری ہر بات سنتا ہے

اور آج وہ کہہ رہا تھا

کہ میں تم دونوں کو بھی لے آؤں

وہ تمہیں ملنا چاہتا ہے

کم از کم ایک بار

آریشہ نے ہنستے ہوئے کہا

اوہ چھوڑو ایمن،

اتنی سیدھی نہ بنو

آج مناہل کے ساتھ چلو،

زندگی کا حسن یہی ہے

ایمن نے گہری سانس لی

دل میں ابھی بھی کنسرٹ والا خوف تھا

لیکن کچھ تھا

جو اسے روکنے کے بجائے

آگے دھکیل رہا تھا

شاید مناہل کا اعتماد

شاید تنہائی

شاید وہ خالی پن

جو وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی

ٹھیک ہے

ایمن نے آہستہ سے کہا،

مگر آواز خود اسے بھی کمزور لگی

مناہل نے مسکراتے ہوئے

ایمن کا ہاتھ پکڑا

بس یہی چاہیے تھا!

چلو

آج تمہیں دکھاتی ہوں

کہ آزاد زندگی کیسی ہوتی ہے

مناہل نے گاڑی تیزی سے چلائی،

شہر کی روشنیاں پیچھے چھوٹتی گئیں،

اور سڑکوں پر رات کی خاموشی بڑھتی گئی

ایمن نے دیکھا

کہ گاڑی شہر کے پُر شور علاقوں سے نکل کر

ایک نسبتاً سنسان سڑک پر جا رہی ہے

دل میں ہلکی سی بے چینی

بغیر اجازت کے ابھرنے لگی

مناہل کہاں رہتے ہیں وہ

مناہل نے بغیر دیکھے جواب دیا

دور نہیں

بس چند منٹ اور

وہ مجھے ہمیشہ چھوڑنے آتا ہے

آج اس نے کہا ہے

کہ وہ ہم سب کے لیے خصوصی انتظار کر رہا ہے

ایمن نے اپنی انگلیاں آپس میں بھینچ لیں

آواز گم ہو رہی تھی

گاڑی ایک چھوٹے مگر مہنگے فلیٹ کے سامنے رکی

روشنی کم،

سڑک سنسان،

اور ایک گاڑی پہلے سے کھڑی

ایک لڑکا

صاف شفاف کپڑے،

پرفیوم کی تیز خوشبو،

اور انداز میں وہ بے فکری

جس سے ہی اندازہ ہو جائے

کو معمول سمجھتا ہے کہ وہ ایسے رازوں

وہ مسکرایا

اتنی بڑی مسکراہٹ

جو ظاہر کرتی تھی

کہ اسے مناہل کی موجودگی کی عادت ہے

آخر تم آ ہی گئیں

اور ساتھ یہ دونوں بھی؟

خوش آمدید

مناہل آگے بڑھی،

بالکل بے تکلفی سے،

جیسے وہ اس کے لیے

روز آنے والی مہمان ہو

ایمن نے اسے دیکھا

اس کے چہرے کی نرمی

اس لمحے کہیں گم ہو گئی

آریشہ بھی خوش تھی

کوئی جھجک نہیں

کوئی احساس نہیں

لیکن ایمن

وہ قدم پیچھے ہٹا کر کھڑی ہو گئی

اس لمحے

اس کے دل نے چیخ کر کہا

یہ غلط ہے

یہ وہ راستہ نہیں

جس پر مجھے چلنا چاہیے

یہ وہ آزادی نہیں

جس کے خواب میں نے دیکھے تھے

مگر زبان

زبان اس وقت بھی خاموش تھی

ماہ نور

دوپہر کی سفید دھوپ گاؤں کے صحنوں پر پھیل رہی تھی

ہلکی سی ہوا چل رہی تھی جس میں مولوی صاحب کے گھر سے اُٹھتی ہوئی چائے اور الائچی کی خوشبو ملی ہوئی تھی

آج ہفتے کا وہ دن تھا جسے پورے گاؤں کی عورتیں روشنی کا دن کہتی تھیں

تھی کیونکہ آج **خواتین کی تربیتی محفل**

ماہ نور نے اپنے دوپٹے کو ٹھیک کیا،

چھوٹی سی تسبیح ہاتھ میں لی

اور دادی کے ساتھ چل پڑی

ایک کشادہ کمرہ تھا، جس کی دیواریں سادہ چونے سے رنگی ہوئی تھیں

فرش پر سفید چاندنی بچھی ہوئی،

بیچ میں گول دائرہ بناتی تقریباً پندرہ عورتیں بیٹھی تھیں

بزرگ، جوان، اور چند بچیاں بھی

ماہ نور اُن میں سب سے چھوٹی تھی،

مگر سب اسے پیار سے چھوٹی مریم کہتے تھے

جب وہ دادی کے ساتھ بیٹھی تو محفل کی نگران— **بی بی حاجرہ** نے مسکرا کر کہا—

آج ہماری ننھی ماہ نور پہلی بار پورا درس سننے آئی ہے

چلو، اسے بھی اللہ کی باتیں چھو لیں

ماہ نور نے نظریں جھکا لیں

ایسی محفلوں میں شرم چراغ کی لو کی طرح چہرے پر لرزتی ہے

بی بی حاجرہ نے تسبیح کے دانے الگ رکھے اور نرم آواز میں کہا

بیٹیو

عورت کی زبان یا تو جنت کا راستہ کھولتی ہے

یا جہنم کا

عقل مرد کو دی جاتی ہے،

مگر محبت اور زہر — دونوں عورت کی زبان میں چھپے ہوتے ہیں

ماہ نور نے نظریں اٹھا کر پہلی بار یہ حقیقت پوری طرح سنی

بی بی حاجرہ نے مثال دی

اگر عورت گھر میں کہہ دے کہ

اللہ پر بھروسہ رکھو، سب ٹھیک ہو جائے گا—

تو پورا گھر مضبوط ہو جاتا ہے

اور اگر وہ کہہ دے

میرا بس نہیں چلتا، سب برا ہے

تو پورا گھر ٹوٹنے لگتا ہے

عورت کی زبان گھر کا موسم بدل دیتی ہے

ماہ نور کے دل میں یہ بات تیر کی طرح بیٹھ گئی

وہ سوچنے لگی،

کیا میں بھی کبھی کسی کو مضبوط کر پاؤں گی

بی بی حاجرہ نے اپنی چادر تھوڑی سی کھینچ کر کہا

حیا

یہ کوئی کپڑا نہیں، کوئی قانون نہیں،

یہ عورت کی پہچان ہے

جس گھر میں عورت کی حیا ہو،

وہ گھر اللہ کی رحمت میں لپٹا رہتا ہے

اور جہاں عورت بازاروں اور نظریں کھینچنے میں خوش ہو

وہاں برکت بھی نظریں چرا کر چلتی ہے

دادی نے آہستہ سے کہا

ماہ نور، بیٹی، یہ بات ہمیشہ رکھنا

ماہ نور نے دل میں اسے محفوظ کر لیا

اس کا دل پہلے سے زیادہ روشن محسوس ہونے لگا

محفل میں ایک عورت روتے ہوئے بولی

بی بی، میرے گھر میں آئے دن لڑائیاں ہوتی ہیں

شوہر غصے والا ہے میں کیا کروں

بی بی حاجرہ نے سر جھٹک کر کہا

بیٹی، مرد کے غصے کو کبھی غصے سے نہیں ہرانا

اسے صبر اور حکمت سے پگھلاؤ

جس عورت میں برداشت نہ ہو،

وہ گھر نہیں بسا سکتی

وہ دیواریں گرادیتی ہے

محفل میں خاموشی چھا گئی

ماہ نور نے اپنی چھوٹی انگلی مروڑی

وہ سمجھ گئی کہ گھر بسانا صرف شادی کے بعد نہیں ہوتا

تربیت بچپن سے شروع ہوتی ہے

آخر میں بی بی حاجرہ نے دعا کروائی

یا اللہ

ہماری بیٹیوں کو حیا دے،

اخلاق دے،

نرمی دے،

برداشت دے،

اور علم دے جس سے گھروں کی شمعیں جلیں، بجھیں نہیں

ماہ نور نے یوں ہاتھ اٹھائے جیسے اللہ کو چھونا چاہتی ہو

دعا ختم ہوئی تو اس کی آنکھوں کے کونے نم تھے،

مگر دل عجیب طرح سے سکون سے بھرا ہوا تھا

گھر کی طرف چلتے ہوئے دادی نے پوچھا

کیسا لگا میری بچی

ماہ نور نے مسکرا کر کہا

دادی

اگر ہر عورت ایسی محفل میں بیٹھ جائے

تو دنیا بدل جائے

دادی رُک گئیں

ان کی آنکھیں چمکنے لگیں

ماہ نور بیٹی

ایک دن کوئی لڑکی تمہاری کہانی پڑھے گی

اور بدل جائے گی

یہی عورتوں کی اصل طاقت ہے

پھیلنا، بکھرنا نہیں

چمکنا، مگر باہر نہیں اندر

ماہ نور نے دادی کا ہاتھ اور مضبوط پکڑ لیا

وہ نہیں جانتی تھی کہ

سالوں بعد ایمن جیسی لڑکی

اسی محفل کے یہ جملے پڑھ کر

اپنی پوری زندگی بدل دے گی

ایمن

فلیٹ کا دروازہ کھلا

روشنی مدھم تھی،

ہلکی سی موسیقی چل رہی تھی

اور ماحول میں بے فکری سے زیادہ

کچھ اور ہی بھاری پن تھا

ایک ایسا پن

جس میں بگاڑ تھا،

رازداری تھی،

اور ایک عجیب سی بے حیائی

مناہل اور آریشہ ہنستے ہوئے اندر داخل ہوئیں،

لڑکا ان دونوں کے استقبال کے لیے

پہلے سے تیار تھا

ایمن آخری تھی

دروازے کے قریب کھڑی،

ہاتھ کانپتے ہوئے،

دل دھڑکتا ہوا

لڑکے نے مناہل کا ہاتھ پکڑا

اور اسے قریب کر لیا

بالکل بے شرمی سے

ایمن کے دل میں جھٹکا سا لگا

مگر مناہل

وہ تو جیسے عادی تھی

اس نے سرگوشی میں کچھ کہا

اور ہنس کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھا

ایمن کی آنکھیں نا معلوم درد سے بھر گئیں

آریشہ ان دونوں کے ساتھ بیٹھ گئی،

آسانی سے،

جیسے سب کچھ معمول کی بات ہو

ایمن نے سر جھکا لیا

یہ منظر

اسے اندر تک زخمی کر رہا تھا

اسی وقت

وہ لڑکا اچانک ایمن کے پاس آیا

آہستہ،

چال میں غرور،

اور چہرے پر وہی مسکراہٹ

جو اسے کنسرٹ میں نظر آئی تھی

تم

نئی ہو؟

نام کیا ہے تمہارا

ایمن نے نظریں چرائیں

آواز بہت کمزور ہو گئی

ایمن

لڑکا ہنس کر بولا

ایمن خوبصورت نام ہے

تم مناہل کی دوست ہو تو

یقیناً

خاص ہو گی

لفظ پر زور دیا— اس نے خاص

ایسے انداز میں

جس نے ایمن کے پورے جسم میں

ڈرا دینے والی لرزش دوڑا دی

اس نے ایک قدم پیچھے ہٹایا

میں اندر نہیں آنا چاہتی

مجھے تھوڑا عجیب لگ رہا ہے

وہ لڑکا اور قریب آیا

آواز ہولے مگر زہر سے بھری

عجیب ؟

یہاں سب دوست ہی ہیں

آرام کرو

ڈرنے کی کیا ضرورت ہے ؟

میں تمہیں جاننا چاہتا ہوں

قریب سے

ایمن کا سانس رک گیا

وہ جانتی تھی

یہ الفاظ نہیں

یہ نیت تھی

جو اس کے جسم کے گرد

ڈھلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

میں واپس جانا چاہتی ہوں

ایمن نے لرزتی آواز میں کہا

لڑکے نے اس کی کلائی پکڑ لی

بالکل اچانک

بالکل غیر متوقع

بالکل غلط

بس ایک منٹ

اتنی جلدی کیا ہے؟

بیٹھو نا

میں تمہیں کچھ دِکھانا چاہتا ہوں

ایمن کی آنکھوں میں

خوف تیرنے لگا جیسے پانی میں

کوئی ڈوبنے والی چیز

اس نے ہاتھ کھینچا

مگر لڑکے کی گرفت مضبوط تھی

چھوڑیں مجھے چھوڑیں

لڑکے نے آنکھیں تنگ کر کے

اس کی طرف گھورا

ڈرو مت

میں برا نہیں ہوں

صرف

قریب آنا چاہتا ہوں

اس کی سانسوں کا لمس

ایمن کے چہرے کے قریب تھا

وہ لمحہ

کسی قیامت سے کم نہ تھا

ایمن کا دل چیخا

یہ وہ آزادی نہیں

جس کا خواب میں نے دیکھا تھا

آنسو اس کی آنکھوں میں آ گئے

مناہل نے بتایا تھا

تم خوبصورت ہو

لڑکا دھیرے سے بولا،

مگر میں نے سوچا بھی نہیں تھا

کہ تم اس قدر

اس نے جملہ پورا نہیں کیا

مگر ایمن اس کی نظر سے

پورا مطلب پڑھ چکی تھی

یہاں سے آگے

صرف اندھیرا تھا

ایمن نے بہت مشکل سے وقت گزارا

اور وہاں سے واپسی پہ شکر ادا کیا

ماہ نور

صبح کے وقت نرم سنہری روشنی مٹی کی خوشبو میں گھل رہی تھی

گاؤں کی گلیاں ابھی پوری طرح بیدار نہیں ہوئیں تھیں

مگر دادی کے گھر میں معمول سے پہلے ہلچل تھی

ماہ نور آج بے حد خوش تھی

آج اس کا مکتب (مدرسے) میں پہلا دن تھا

وہ بار بار اپنی چھوٹی سی کاپی،

ایک چھوٹا سا پارہ،

اور چمڑے والے قرآن کے غلاف کو دیکھ رہی تھی

دادی نے اس کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا

آج سے تم علم کی اُس پہلی سیڑھی پر قدم رکھ رہی ہو

جو انسان کو اللہ کے قریب لے جاتی ہے

ماہ نور نے دوپٹہ درست کیا،

اور دادی کے ساتھ باہر نکل گئی

مکتب گاؤں کی پرانی مسجد سے ملحق ایک سادہ سا کمرا تھا

دروازے کے اوپر لکڑی کی تختی پر لکھا تھا

دارالہدیٰ للبنات — لڑکیوں کے لیے ہدایت کا گھر

یہ نام پڑھ کر ہی دل میں سکون اتر جاتا تھا

اندر لڑکیاں قطاروں میں بیٹھی تھیں،

ہر ایک کے سامنے پارہ، سلیٹ، قلم دوات

استانی کا چہرہ روشن اور پرسکون تھا

انہوں نے ماہ نور کو دیکھا تو مسکرا کر بولیں

یہی ہے نا ہماری نئی ماہ نور؟

آؤ بیٹی، یہ جگہ صرف تمہارے جیسے نرم دلوں کے لیے ہے

ماہ نور دھیرے سے بیٹھ گئی

اس کا دل دھڑک رہا تھا

ایسے جیسے پہلی بار کسی مقدس جگہ قدم رکھا ہو

استانی جی نے پہلی بات جو کہیں وہ یہی تھی

بیٹیو

قرآن علم نہیں، امانت ہے

جس دل میں اُتر جائے وہ دل کبھی اندھیرا نہیں رہتا

پھر انہوں نے ماہ نور سے پوچھا

تمہیں معلوم ہے قرآن پڑھنے سے کیا ہوتا ہے

ماہ نور نے سر ہلایا،

دادی کہتی ہیں دل صاف ہو جاتا ہے

استانی نے مسکرا کر کہا

صرف دل ہی نہیں

رزق، عمر، رشتے، اخلاق

سب میں برکت آتی ہے

عورت کی عزت قرآن سے ہے،

ورنہ دنیا اسے صرف استعمال کرتی ہے

یہ جملہ ماہ نور کے دل میں تیر کی طرح اتر گیا

استانی نے ماہ نور کے سامنے قرآن کھولا

بیٹی، یہ دیکھو 'الف'

یہ سب سے پہلا حرف ہے

اسی سے ہر لفظ بنتا ہے

ہونا چاہیے جیسے عورت کی زندگی میں پہلا لفظ حیا

ماہ نور کی آنکھیں چمکنے لگیں

پھر استانی نے ب پڑھایا

بسم اللہ پڑھنے کا صحیح طریقہ سکھایا

ماہ نور نے پہلی بار

صحیح مخارج کے ساتھ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم پڑھا

اس کے پڑھتے ہی کمرے میں

ایسے لگا جیسے ہوا رک گئی ہو

استانی نے حیرت سے اسے دیکھا

ماہ نور تمہاری آواز میں سوز ہے

یہ اللہ کا تحفہ ہے، اسے ضائع نہ کرنا

ماہ نور کو لگا کسی نے اس کے اندر

کوئی چراغ روشن کر دیا ہو

سبق کے بعد استانی نے اخلاق پڑھایا

بیٹیو

علم وہاں رہتا ہے جہاں تکبر نہ ہو

اور نور وہاں اترتا ہے جہاں دل نرم ہو

انہوں نے لڑکیوں کو سکھایا

استاد کا احترام

بڑوں کے سامنے نظریں نیچی رکھنا

جھوٹ سے نفرت

حسد نہ کرنا

دوسروں کی غلطیاں چھپانا

مسکراہٹ کو صدقہ سمجھنا

ماہ نور ہر جملہ اپنے دل پر لکھ رہی تھی

استانی نے اپنا دوپٹہ درست کرتے ہوئے کہا

عورت جتنی قیمتی ہوتی ہے

اتنی ہی جلدی ٹوٹ بھی جاتی ہے

اس لیے اللہ نے اس کے ارد گرد

پردے کی دیواریں بنائیں

قید نہیں حفاظت

قفل نہیں عزت

ماہ نور نے اپنے دوپٹے کو تھوڑا سا کھینچ لیا

یوں لگا جیسے وہ خود کو زیادہ محفوظ محسوس کر رہی ہو

مکتب کے اختتام پر

تمام لڑکیوں نے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے

یا اللہ

ہمیں قرآن سے جوڑ دے

اور دنیا کی دھوکے والی روشنیوں سے بچا لے

ماہ نور کی پلکیں نم ہو گئیں

اسے نہیں معلوم تھا کہ کیوں

شاید نور جب دل میں اترتا ہے

تو آنکھوں سے بہہ کر راستہ بناتا ہے

دادی اُس کے چہرے پر آئی ہوئی چمک دیکھ کر حیران ہو گئیں

ماہ نور، آج تم پہلے سے زیادہ پرسکون لگ رہی ہو

ماہ نور نے معصوم آواز میں کہا

دادی

مجھے لگتا ہے میں نے روشنی کو چھوا ہے

دادی نے اسے گلے سے لگا لیا

بیٹی، یہ تو ابھی آغاز ہے

اصل روشنی تو زندگی بدل دیتی ہے

ماہ نور نہیں جانتی تھی کہ

ایک دن یہی روشنی

ایمن جیسے دل تک پہنچ کر

اسے بدل دے گی

ایمن

اگلے دن

یونیورسٹی کے لان میں چہل پہل تھی

رنگ، سجاوٹ، موسیقی،

ہر طرف ایک جشن کا سماں تھا

جیسے رات کی ساری تلخیاں

اس روشنی میں چھپ گئی ہوں

کم از کم مناہل اور عریشہ کے لیے

ایمن گھر سے تیار ہو کر نکلی

تو آئینے کے سامنے خود کو پہچان نہ سکی

اس دن اس نے پہلی بار

اپنے کپڑوں کے انتخاب میں

اپنی ماں کی مرضیوں کو نظر انداز کیا،

اپنی بہن کی پسند کو رد کیا،

اور مناہل و عریشہ کی دیکھا دیکھی

ایک ایسا لباس پہن لیا

جس نے اسے خود اپنے سامنے شرمندہ بھی کیا

اور عجیب طور پر مضبوط بھی دکھایا

ایک عجیب سی بے حسی تھی

جس نے پچھلی رات کے زخموں کو

عارضی طور پر ڈھانپ دیا تھا

یونیورسٹی پہنچ کر

اس نے دیکھا

مناہل اور عریشہ

پہلے سے بھی زیادہ سج دھج کر

اس کا انتظار کر رہی تھیں

مناہل نے دور سے ہاتھ ہلایا

واہ ایمن !

کمال لگ رہی ہو!

بالکل ماڈل جیسی

عریشہ نے قریب آکر

اسے بازو سے پکڑا

یہ ہے اصل تم!

ہم نے کہا تھا نا،

اگر تھوڑا سا اعتماد آ جائے

تو تم سب کو پیچھے چھوڑ دو گی

ایمن کے چہرے پر

ایک مصنوعی سی مسکراہٹ تھی،

جیسے کسی نے چہرے پر

رنگین نقاب رکھ دیا ہو

تینوں لڑکیاں

ایک ساتھ لان کی طرف چلیں

چمکتی ہوئی روشنیوں کے بیچ،

تیز موسیقی کے ساتھ،

اور بے فکری کی آوازوں میں

لوگ انہیں مڑ کر دیکھ رہے تھے،

سرگوشیاں کر رہے تھے،

کچھ تعریفیں

کچھ حیرتیں

اور کچھ ایسی نظریں

جن میں وہی زہر گھلا ہوا تھا

جو ایمن نے پچھلی رات محسوس کیا تھا

مگر آج

ایمن نے فیصلہ کیا تھا

کہ وہ کچھ محسوس نہیں کرے گی

وہ مناہل اور عریشہ کے ساتھ

ہنسی،

گانے پر تھوڑی دیر جھومی،

تصاویر کھنچوائیں

اور لوگوں کے درمیان

ایک نئے اعتماد سے چلتی رہی

لیکن

بھیڑ کے بیچ

ایک لمحے کو

اس کی نظر سمٹ گئی

اسے لگا کوئی

دور کھڑا

اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا ہے

نظریں جھٹک کر

اس نے خود کو سنبھالا،

مگر ایک لمحے کے لیے

اس کا دل خوف سے سکڑ گیا

مناہل نے اسے کہنی ماری

اوے ایمن

کیا سوچ رہی ہو؟

آج بس انجوائے کرو!

کل رات

سب نارمل ہے،

اوکے

ایمن نے ہاں میں سر ہلایا

مگر اس کے دل کی آواز

کچھ اور ہی کہہ رہی تھی

سب نارمل نہیں ہے

میں بدل رہی ہوں

اور یہ راستہ کہاں لے جائے گا

مجھے خود نہیں معلو

ماہ نور

گاؤں کے کنارے ایک پرانی سی خانقاہ تھ

درختوں کے سائے میں ڈوبی ہوئی،

چنار کے پتوں سے ڈھکی،

اور ہوا میں ایسی خوشبو کہ لگتا جیسے صدیوں کی دعائیں یہاں بسی ہوں

ماہ نور نے سنا تھا کہ یہاں جمعرات کو

ہوتی ہے خواتین کی روحانی محفل

مگر آج وہ پہلی بار وہاں جارہی تھی

دادی نے اس کے دوپٹے کی کرڑی ٹھیک کی

یہ جگہ دنیا نہیں، دل کا راستہ ہے

یہاں قدم آہستہ رکھنا

یہ جگہ اللہ کے دوستوں کی ہے

ماہ نور نے سر ہلایا اور دادی کا ہاتھ پکڑ لیا

دروازہ کھلتے ہی

ماہ نور کے قدم رک گئے

سامنے لمبا سا صحن تھا،

جس کے بیچ میں پانی کا پرانا حوض تھا

جس میں آسمان کا نیلا رنگ جھلمل کر رہا تھا

چاروں طرف

نیم کے درخت

قندیلوں کی پیلی روشنی

روح کو نم کرنے والا سکون

اور سب سے بڑھ کر

وہ خاموشی جو بولتی تھی

ماہ نور نے آہستہ کہا

دادی یہاں تو دل دھڑک بھی آہستہ ہو جاتا ہے

دادی مسکرادیں،

یہاں دنیا کا بوجھ دروازے پر ہی رہ جاتا ہے

اندر صرف دل جاتا ہے

خواتین سادہ چاندنی پر بیٹھیں تھیں

بی بی زلیخا (روحانی محفل کی سربراہ)

ہلکے نیلے چادر میں ملبوس تھیں،

چہرے پر ایسا سکون

جسے دیکھ کر دل خود ہی نرمی میں ڈھل جائے

انہوں نے محفل شروع کی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ الفاظ ایسے لگے

جیسے کسی نے ہوا میں خوشبو گھول دی ہو

ماہ نور نے پہلی بار محسوس کیا

کہ نعت صرف آواز نہیں—

روح کی دھڑکن ہوتی ہے

بی بی زلیخا جب پڑھ رہی تھیں

تو ماہ نور کو لگا

کہ اس کا دل کسی دھوئی ہوئی شیشے کی طرح صاف ہو رہا ہو

نعت کے بعد بی بی زلیخا نے فرمایا

بیٹیو

دنیا کے شور میں جو آواز سب سے پہلے کھو جاتی ہے

وہ دل کی آواز ہوتی ہے

اور یہاں ہم وہی آواز دوبارہ سنتے ہیں

ماہ نور پوری طرح انہی کی طرف دیکھ رہی تھی

بی بی زلیخا نے آگے کہا

عورت جب قرآن پڑھتی ہے تو

اس کا دل نرم ہوتا ہے

اور جب نعت پڑھتی ہے

تو اس کا دل روشن ہوتا ہے

عورت کا اصل مقام

نہ بازار ہے،

نہ سوشل میڈیا

عورت کا اصل مقام دل ہے—

اور دل کا دروازہ اللہ کے ذکر سے کھلتا ہے

یہ الفاظ ماہ نور کے اندر اترتے چلے گئے

جیسے کسی نے اس کے سینے میں نور ڈال دیا ہو

بی بی زلیخا نے ہتھیلیاں کھول کر کہا

اب ہم 'یا لطیف' کا ذکر کریں گے

یہ ذکر دل کے سخت پتھروں کو پگھلا دیتا ہے

محفل میں سب نے ایک ساتھ پڑھا

یا لطیف یا لطیف یا لطیف

ہر لفظ دل پر پڑتا

اور دل نرم ہوتا جاتا

ماہ نور نے پہلی بار دل کے اندر ایک

اجنبی سی ٹھنڈک محسوس کی

ایسی ٹھنڈک جو سکون دیتی ہے،

ایسی ٹھنڈک جو آنکھوں کو نم کر دیتی ہے

آنکھوں میں نمی تھی

مگر احساس پاکیزہ تھا

محفل کے آخر میں

بی بی زلیخا نے ہاتھ اٹھائے

یا اللہ

ہمارے دلوں سے دنیا کا غبار صاف کر دے

ہماری بچیوں کو حیا، نرمی اور نور کی چادر اوڑھا دے

انہیں ایسے راستے پر چلا

جس پر تیری محبت ہو،

نبی ﷺ کی سنت ہو،

اور دل کا سکون ہو

ماہ نور کی ہتھیلیاں کپکپانے لگیں

اس نے پہلی بار احساس کیا

کہ دعا ہاتھوں سے نہیں

دل سے اٹھتی ہے

اس نے آنکھیں بند کیں

اور دل کی گہرائی سے کہا

یا اللہ مجھے اپنی روشنی میں رکھنا

خانقاہ سے نکلتے ہوئے

ماہ نور کے چہرے پر ایک عجیب سی روشنی تھی

دادی نے دیکھا اور حیران ہو کر پوچھا

ماہ نور کچھ ہوا ہے؟

ماہ نور نے ہلکی آواز میں کہا

ہاں دادی

مجھے لگتا ہے میرے دل میں ایک چھوٹا سا چراغ جل گیا ہے

اور اُس چراغ کو میں کبھی بجھنے نہیں دوں گی

دادی نے اس کا ہاتھ تھام لیا

بس بیٹی یہی چراغ

ایک دن کسی اور لڑکی کا راستہ روشن کرے گا

شاید ایمن جیسی کسی لڑکی کا

ماہ نور مسکرا دی

مگر اسے ابھی معلوم نہیں تھا

کہ آنے والے سالوں میں

اس کے الفاظ، اس کی زندگی،

اور اس کی حیا

کسی ایمن نامی لڑکی کی تقدیر بدلنے والی ہے

ایمن

پارٹی اپنے عروج پر تھی

روشنی، موسیقی اور بھیڑ نے ماحول کو

ایک عجیب سا نشہ دے رکھا تھا

ایمن خود کو بہتر ظاہر کرنے کی کوشش تو کر رہی تھی

مگر اندر کہیں خوف کی ہلکی سی ڈور

ابھی بھی ہل رہی تھی

اسی دوران

عریشہ نے اچانک اس کے کان میں کہا

چلو باہر کیفے چلتے ہیں

میرا دوست انتظار کر رہا ہے

وہ اکیلا بیٹھا ہے

اور کہہ رہا تھا کہ میں جلدی آؤں

ویسے بھی

تمہارے کوئی خاص دوست نہیں نا ؟

تو ایک منٹ اس سے سلام دعا کر لینا

پریشان نہ ہو،

وہ مناہل والے جیسا نہیں ہے

اور یونیورسٹی کے اندر ہی ہیں ہم

ایمن چونک گئی

عریشہ

مجھے اچھا نہیں لگ رہا

کل رات بھی

عریشہ نے فوراً اس کی بات کاٹی

اوہ خدا کے لیے ایمن !

یہاں کوئی برا نہیں کرتا

اور ویسے بھی

میں اکیلی جاؤں تو لوگ باتیں بناتے ہیں

تم ساتھ چلو گی تو مجھے بھی سہارا ہو گا

چلو نا

بس تھوڑی دیر

ایمن نے مناہل کی طرف دیکھا

وہ مصروف تھی،

اپنی تصویریں کھنچوا رہی تھی

کسی کو ایمن کی اندر کی لرزش کا احساس نہیں تھا

عریشہ نے اس کا ہاتھ پکڑا

اور ہلکے سے کھینچا

چلو

میرا دوست کافی اچھا ہے

پرسکون

بات کرنے والا

وہ تمہیں پسند بھی کرے گا

ایمن کا دل ڈوبا

لیکن وہ انکار نہ کر سکی

وہ دونوں یونیورسٹی کے کیفے کی طرف چلیں

پارٹی کی بھیڑ سے دور،

ایک نسبتاً خاموش کونے میں

کیفے کی روشنی ہلکی تھی،

میزوں پر چند گروپ بیٹھے تھے،

مگر ماحول میں ایک عجیب سی سنجیدگی تھی

ایک میز پر

عریشہ کا دوست بیٹھا تھا

اس کے چہرے پر

ایک بے تکلف مسکراہٹ

مگر آنکھوں میں

وہی غیر ضروری تجسس

جو ایمن نے کئی بار محسوس کیا تھا

عریشہ آگے بڑھی

اور اس کے سامنے بیٹھ گئی

چہرہ کھل اٹھا اس لڑکے کا

یہ میری دوست ایمن ہے

اور یہ

وہ مسکرا کر بولی،

یہ تم سے ملنے کے لیے تیار ہو گیا

ایمن نے حیران ہو کر کہا

میں ؟

میں تو

عریشہ ہنس کر بولی

چلو بیٹھو

اتنی سیدھی مت بنو

ایمن آہستہ سے

لڑکے کے دوست کے سامنے بیٹھ گئی

وہ لڑکا

عمر میں کچھ بڑا،

چہرے پر بناؤ سنگھار،

اور انداز میں وہی

شہری چالاکی

ایمن نے فوراً محسوس کیا

کہ یہ ملاقات بھی

اتنی بے خطر نہیں

جتنی عریشہ نے بتائی تھی

لڑکے نے ایمن کو دیکھ کر

مسکراتے ہوئے کہا

آپ پہلی بار نظر آئی ہیں

دوستِ عریشہ

لڑکیوں کے انداز میں

یہ ایک عام سی بات تھی

مگر ایمن کے لیے

اس میں ایک چھپا ہوا مفہوم تھا

ایمن نے نظریں جھکا کر کہا

میں بس

ساتھ آئی ہوں

زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکتی

لڑکے نے میز پر کہنی رکھی

اور مزید جھک کر بولا

کوئی جلدی نہیں

آپ بیٹھیے

انداز اچھا ہے آپ کا

عریشہ ہنسی

میں نے کہا تھا نا ؟

اچھی لگے گی اسے

ایمن کے دل میں

خوف سا اٹھا

یہ وہی جملے تھے

جو پچھلے دنوں میں

اسے غلط راستوں کے قریب لے آئے تھے

اس نے آہستہ سے کہا

عریشہ

مجھے واپس جانا ہے

یہ صحیح نہیں لگ رہا

عریشہ نے اسے گھورا

حد ہوتی ہے ایمن!

دنیا میں ہر لڑکا برا نہیں ہوتا

ہم اتنی مشکل سے نکلے ہیں

اور تم ہو کہ

چلو آرام کرو

صرف بیٹھ جاؤ

ایمن نے خاموشی سے سر جھکا کر

چند لمحے بیٹھنا قبول کر لیا

مگر اندر

اس کی آواز چیخ رہی تھی

یہ سب غلط ہے

یہ وہ راستہ نہیں جس کا میں نے خواب دیکھا تھا

لڑکا گفتگو شروع کرنے کی کوشش کر رہا تھا،

عریشہ ہنس رہی تھی،

اور ایمن صرف

اپنی انگلیوں کو مروڑ کر

خود کو سنبھال رہی تھی

وہ جال

جس میں اسے دھکیلا جا رہا تھا

اب اس کے آس پاس

اور بھی تنگ ہوتا جا رہا تھا

ماہ نور

جمعہ کی صبح تھی

فضا میں نیم گرم روشنی اور ہلکی سی ٹھنڈک ملی ہوئی تھی

ماہ نور دروازے پر کھڑی اپنی دادی کا دوپٹہ تھامے بیقرار ہو رہی تھی

میں جا رہی تھی— آج وہ پہلی بار گاؤں کی **خواتین کی علمی مجلس**

وہ مجلس جس کے بارے میں مشہور تھا

ایک گھنٹے میں اتنی حکمت ملتی ہے

جو کتابوں میں برسوں میں بھی نہیں ملتی

دادی نے مسکرا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

آج تمہاری عقل کا پہلا امتحان ہے

دیکھنا، سمجھنا، سیکھنا

مگر جلدی میں نتیجہ نہیں نکالنا

ماہ نور نے سر ہلا یا

اور دونوں مجلس کی طرف چل پڑیں

یہ مجلس ایک بڑے پرانے گھر کے صحن میں ہوتی تھی

درمیان میں ایک کھلی حویلی،

اطراف میں چونا شدہ دیواریں،

اور اوپر کھجور کے درختوں کی چھاؤں

فرش پر سفید چاندنی بچھی تھی،

اور خواتین ایک بڑے دائرے میں بیٹھی تھیں

بی بی فہیمہ

کہتا تھا **علم کی ماں** جنہیں پورا گاؤں

وہ آج درس دینے والی تھیں

ماہ نور ان کے قریب بیٹھ گئی

اور دل بے ساختہ پر سکون ہونے لگا

بی بی فہیمہ نے اپنا عصا زمین پر ٹکایا

اور نرم مگر مضبوط آواز میں کہا

بیٹیو

مرد کی عقل آنکھوں سے چلتی ہے،

سے چلتی ہے مگر عورت کی عقل دل

اور جب دل پاک ہو

تو عورت کی بصیرت مرد کی عقل سے بھی آگے نکل جاتی ہے

ماہ نور نے حیرت سے سانس روکی

وہ بولیں

اس لیے اسلام نے عورت پر پردہ رکھا

تاکہ اس کی بصیرت محفوظ رہے،

اور اس کا دل دنیا کی غلاظتوں سے بچا رہے

ماہ نور نے پہلی بار سمجھا

کہ پردہ صرف جسم کا نہیں

سوچ کا بھی ہوتا ہے

ایک عورت نے سوال کیا

فہیمہ بی بی، گھر میں بے جا غصہ برداشت کرنا چاہیے

انہوں نے مسکرا کر کہا

بیٹی، غصہ مرد کا کمزور لمحہ ہوتا ہے

اگر عورت بھی اسی لمحے ٹوٹ جائے

تو گھر کیسے بچے گا

عورت وہ ہے جو

اپنے صبر سے مرد کے غصے کو

پانی کی طرح ٹھنڈا کرے

پھر انہوں نے ایک جملہ کہا

جو ماہ نور کے دل میں بجلی کی طرح گرا

عورت رشتے بچانے کے لیے پیدا ہوئی ہے،

رشتے توڑنے کے لیے نہیں

ماہ نور نے پہلی بار محسوس کیا

کہ گھر بنانا صرف مرد کی ذمہ داری نہیں

عورت کی بھی ہے

ایک نوجوان عورت بولی

بی بی، ہمیں سوشل میڈیا کی آزادی تو مل گئی ہے

مگر سکون نہیں ملتا کیوں

بی بی فہیمہ نے گہری سانس لی

کیونکہ دنیا کی آزادی

دل کو بھٹکاتی ہے

اور ایمان کی پابندی

دل کو ٹھہرا دیتی ہے

سوشل میڈیا چہرہ دکھاتا ہے،

ایمان اصل چہرہ چھپاتا ہے

اور یہی عورت کی حفاظت ہے

ماہ نور کا دل جیسے کسی نے نچوڑ کر رکھ دیا ہو

یہ پہلی بار تھا کہ اس نے

دنیا کا دھوکہ پوری طرح محسوس کیا

بی بی فہیمہ نے سب کی طرف دیکھا

بیٹیو

اسلام میں عورت کی کامیابی

اس کے لباس، اس کے فالوورز،

یا اس کے بولڈ نیچر میں نہیں ہے

اسلام میں عورت کی کامیابی تین چیزیں ہیں

حیا

تکبر سے پاک دل

اور گھر بسانے کا فن

جو عورت یہ تین چیزیں حاصل کر لے

وہ دنیا کی ہر اس عورت سے بلند ہو جاتی ہے

جو شہرت، فیشن اور آزادی کے پیچھے بھاگتی ہے

ماہ نور نے اپنے دوپٹے کو مضبوطی سے تھام لیا

اسے لگا وہ واقعی دنیا کی سب سے قیمتی چیز ہے

اگر وہ اپنی حیا کی حفاظت کر لے

بی بی فہیمہ نے ہاتھ اٹھائے

یا اللہ

ہماری بیٹیوں کو دنیا کے فتنوں سے بچا،

ان کے دلوں میں نور رکھ،

ان کے گھروں میں سکون رکھ،

اور ان کی زبانوں سے صرف خیر نکال

ماہ نور کی آنکھوں سے دو آنسو ٹپک گئے

پہلی بار،

اسے لگا کہ وہ صرف ایک بچی نہیں

وہ ایک امانت ہے

راستے میں ماہ نور خاموش تھی

دادی نے پوچھا

کیا سوچ رہی ہو

ماہ نور نے دھیرے سے کہا

دادی

میں اگر غلط فیصلہ کروں

تو میری وجہ سے پورا گھر ٹوٹ سکتا ہے

اور اگر میں صحیح رہوں

تو میرا گھر جنت بن سکتا ہے

دادی رُک کر اسے دیکھنے لگیں،

پھر آہستہ بولیں

بیٹی

آج تم نے صرف درس نہیں سنا

آج تم نے زندگی سمجھ لی ہے

ماہ نور نے دادی کا ہاتھ مضبوط پکڑ لیا

وہ اندر سے بدل چکی تھی

اب اس کا دل پہلے سے زیادہ روشن تھا

اور وہ نہیں جانتی تھی

کہ برسوں بعد

یہی مجلس کا ایک جملہ

ایمن کو آنسوؤں میں ڈبو دے گا

اور اس کی پوری سوچ بدل دے گا

ایمن

وقت گزرنے کے ساتھ

ایمن کی زندگی کا محور بدل چکا تھا

اب روز صبح اٹھتے ہی

جیسے اس کا پہلا کام

سانس لینا نہیں،

بلکہ اپنا چہرہ دیکھنا،

بال سنوارنا،

اور فون کھول کر

کو دیکھنا بن گیا تھا اپنے پیج کے پیغامات اور پسندیدگیوں

جانے کب

ویڈیوز بنانا،

ادائیں ڈال کر تصویریں لینی،

اور نئے نئے زاویوں سے

ریلز بنانا

اس کی زندگی کا حصہ بن گیا

پہلے وہ ہچکچاتی تھی،

پھر شرم گھلتی گئی،

پھر جھجک ٹوٹ گئی

اور اب تو وہ

ہر جگہ،

ہر لمحے

اپنے فون کے سامنے

ایک نئی شخصیت بن جاتی

گھر والوں کو لگتا

وہ پڑھائی میں مصروف ہے

مگر ایمن کے لیے

اصل محنت

ان ویڈیوز میں تھی

جو اسے خاص بناتی تھیں

انسٹاگرام پر اس کے پابند

روز بڑھتے جاتے

ٹک ٹاک پر

کا ہجوم اس کا مداحوں

ہزاروں سے لاکھوں تک جا چکا تھا

رات کو سونے سے پہلے

وہ گھنٹوں تک

اپنی ویڈیوز پر آنے والے پیغامات پڑھتی

!کمال ہو

!بے مثال حسن

!تم جیسی کوئی نہیں

مزید ویڈیوز بناؤ

یہ الفاظ

اس کے اندر اتر کر

اسے نرم کرتے،

نشہ دیتے،

لہجے بدل دیتے،

اور اسے خود اپنی نظر میں

کسی اور ہی مقام تک پہنچا دیتے

ایمن کھلی مسکراہٹ کے ساتھ

فون پر آتی ہر تعریف

اپنی روح میں اتار لیتی

وہ اب خود کو

خاص

منفرد

اور

سب کی توجہ کا مرکز

سمجھنے لگی تھی

ایک عجیب سی تسکین،

ایک عجیب سا فخر،

اور ایک انجانی سی لذت

اس کی روزمرہ بن گئی

مگر

ان سب تعریفوں کے شور میں

اسے اپنی روح کی

وہ ہلکی سی چیخ سنائی نہیں دیتی تھی

جو کہہ رہی تھی

ایمن تم کھو رہی ہو

بچ جاو

وہ آواز

اب دھیرے دھیرے دب رہی تھی

اور ایمن

ایک نئے نشے کے زیرِ اثر

کھوئی جا رہی تھی

ماہ نور

گاؤں میں آج عجیب سی خاموشی تھی

ہوا میں غبار تھا،

درختوں کے پتے سست تھے،

اور فضا میں ایک بے نام سا بوجھ

جیسے کچھ ہونے والا ہو،

یا کچھ ہو چکا ہو

ماہ نور مکتب سے واپس آ رہی تھی

کہ اسے دور سے عورتوں کے رونے کی آوازیں سنائی دیں

وہ دوڑتی ہوئی گھر پہنچی

دادی دروازے پر کھڑی تھیں،

چہرے پر گہری اداسی،

آنکھوں میں نمی،

اور ہاتھ کپکپا رہے تھے

دادی کیا ہوا

دادی نے اسے گلے لگا لیا،

اور ہچکیوں کے درمیان کہا

بیٹی تمہارے دادا اس دنیا میں نہیں رہے

ماہ نور کے قدم سُن ہو گئے

سانس جیسے رک گیا ہو

اس کے کانوں میں آوازیں مدھم پڑنے لگیں

دادا؟

کیسے؟

وہ تو ٹھیک تھے

دادی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

اللہ کا حکم حجروں میں بیٹھے بیٹھے ہارٹ اٹیک ہوا

بس وقت پورا ہو گیا تھا

ماہ نور زمین پر بیٹھ گئی

دل پہلی بار ٹوٹا تھا

ایسے جیسے اندر کہیں کنکر گر کر پانی میں ہلچل مچا دے

ماہ نور دور کھڑی تھی،

مگر اس کی نظریں مسلسل دادا کے بے جان چہرے پر تھیں

چہرہ

جو ہمیشہ مسکراتا تھا،

آج بالکل خاموش تھا

دادی نے اس کی طرف دیکھا

ماہ نور موت کو دیکھو،

ڈرو نہیں

یہ زندگی کی سب سے بڑی سچائی ہے

جسے سمجھ لیا وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتا

ماہ نور نے کانپتے ہوئے کہا

دادی کیا دادا واپس نہیں آئیں گے

دادی نے دھیرے سے جواب دیا

جو اللہ کے پاس چلا جائے

وہ لوٹ کر نہیں آتا

ہاں، اپنے نشان ضرور چھوڑ جاتا ہے

یہ جملہ ماہ نور کی پوری زندگی میں

ایک چٹان بن کر کھڑا رہنا تھا

خواتین صحن میں بیٹھی تھیں

قرآن کی آوازیں گونج رہی تھیں

ماہ نور نے پہلی بار دیکھا کہ

جس شخص کے بغیر زندگی ناممکن لگتی تھی

اس کے جانے سے دنیا رکتی نہیں

آسمان ویسا ہی،

درخت ویسے ہی،

وقت ویسا ہی

صرف انسان بدل جاتا ہے

ماہ نور نے سر جھکا کر آہستہ کہا

دادی انسان اتنا کمزور کیوں ہوتا ہے

دادی کی آنکھیں بھیگ گئیں

کیونکہ انسان دنیا کے لیے نہیں بنا

انسان اللہ کی طرف لوٹنے کے لیے بنا ہے

دنیا تو راستہ ہے،

اصل مقام تو آگے ہے

ماہ نور کی روح ہلنے لگی

یہ پہلی بار تھا کہ اس نے محسوس کیا

کہ دنیا اپنی اصل میں بے وفا ہے

جنازے کے بعد

سب لوگ چلے گئے

گھر کی فضا بھاری تھی

ماہ نور اپنے بستر پر بیٹھی

آنسو پونچھ رہی تھی

دادا کی ہنسی،

ان کی کہانیاں،

ان کی محبت

سب ذہن میں گھوم رہی تھیں

وہ آہستہ سے بولی

دادی اللہ دادا کو کیوں لے گیا

دادی نے اسے سینے سے لگا لیا

بیٹی اللہ کبھی غلط وقت پر کچھ نہیں لیتا

اللہ جب کسی کو اپنے پاس بلاتا ہے

تو سمجھ لو کہ وہ اُس کا مقام تیار کر چکا ہوتا ہے

اور جو لوگ دنیا سے جلد چلے جاتے ہیں

وہ اللہ کے پیارے ہوتے ہیں

ماہ نور کے آنسو بہنے لگے،

لیکن دل میں ایک عجیب سا سکون بھی اترا

اگلے دن فجر کے قریب

ماہ نور نے دادی کو روتے بھی دیکھا

اور قرآن پڑھتے بھی

اس نے حیرت سے پوچھا

دادی آپ رو بھی رہی ہیں اور قرآن بھی پڑھ رہی ہیں

دادی نے نم آنکھوں سے مسکرا کر کہا

بیٹی

صبر رونے سے کم نہیں ہوتا،

دعا سے مضبوط ہوتا ہے

ہم اللہ کے آگے روتے ہیں،

دنیا کے آگے نہیں

یہ جملہ ماہ نور کے دل میں سونے کی لکیروں کی طرح نقش ہو گیا

اس بڑے دکھ نے

ماہ نور کو ہلا بھی دیا

اور مضبوط بھی کر دیا

وہ بچی جو پہلے صرف سیکھ رہی تھی

اب سمجھنے لگی تھی

ایمن

سوشل میڈیا پر ایمن کا نام

اب بہتوں کے لیے جانا پہچانا ہو چکا تھا

تعریفوں کی گونج

اس کے اندر ایک ایسا خالی پن بھر رہی تھی

جو حقیقت میں کہیں مزید خالی کر رہا تھا

اسی دوران

ایک لڑکے کے پیغامات

بار بار اس کی نگاہوں میں آنے لگے

پہلے چھوٹے چھوٹے جملے

اچھی ویڈیو تھی

آپ بہت باوقار لگتی ہیں

آپ کی مسکراہٹ ماشاءاللہ

پھر آہستہ آہستہ

لمبے پیغامات،

گہرے جملے،

اور وہ تعریفی لہجہ

جو ایمن کے اندر

بہت کچھ نرم کرتا جا رہا تھا

وہ لڑکا

نہ مناہل والا جارحانہ

نہ عریشہ والے دوستوں جیسا

بے تکلف

اس کا انداز نرم،

بات چیت سمجھداری سے بھری،

اور سب سے بڑھ کر

وہ ایمن کی ہر بات

توجہ سے سنتا تھا

ایمن نے پہلی بار

کسی لڑکے سے

کھل کر بات کی

پہلے دن میں چند جملے،

دوسرے دن ہلکی گفتگو،

تیسرے دن ہنسی مذاق،

اور ایک ہفتے میں

ایک ایسی قربت

جو ایمن نے کبھی خود کے لیے

سوچی بھی نہیں تھی

ایک شام

لڑکے نے پیام بھیجا

کافی شاپ چلتے ہیں؟

دوست کی طرح

بس تھوڑی سی بات چیت

تمہیں اچھا لگے گا

ایمن نے گہری سانس لی

پہلے اس نے انکار کرنا چاہا،

مگر پھر اپنے

کھلے ہوئے کپڑوں،

بڑھتے ہوئے مداحوں،

نرم آوازوں،

اور اندر کے خالی پن

کو یاد کیا

اور پہلی بار

اس نے ہاں کر دی

کیفے میں داخل ہوتے ہوئے

ایمن کے دل میں

ہلکی سی کانپ تھی،

پر چہرے پر مسکراہٹ

لڑکا پہلے سے موجود تھا،

صاف ستھرا،

مسکراتا ہوا،

اور اس کے انداز میں

وہ احترام

جو ایمن کو فوراً متاثر کر گیا

مجھے خوشی ہوئی کہ تم آئیں

اس نے نرمی سے کہا

ایمن نے

ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا

مجھے بھی

گفتگو شروع ہوئی

پڑھائی،

خواب،

زندگی،

اور ایمن کے اندر وہ باتیں

جو لڑکی کسی کے ساتھ

تب ہی بانٹتی ہے

جب وہ اندر سے ٹوٹ رہی ہو

لڑکا اسے غور سے سنتا رہا،

سر ہلاتا رہا،

نرم لہجے میں

تعریفیں کرتا رہا

وہ اس کی طرف

ایسے دیکھتا

جیسے ایمن دنیا کی واحد

قابلِ توجہ لڑکی ہو

ایمن

جو مدتوں سے

کسی کی سنجیدہ توجہ ترس رہی تھی،

جو خود کو کمزور محسوس کرتی تھی،

اور جو مناہل و عریشہ کی دنیا میں

اپنا آپ کھو بیٹھی تھی

اس توجہ کے سامنے

نرم پڑتی گئی

کچھ دنوں بعد

یہ ملاقاتیں بڑھنے لگیں

کبھی کیفے،

کبھی کیمپس کا لان،

کبھی آفس بلاک کے قریب بینچ،

اور کبھی

یونیورسٹی کے باہر چھوٹے ریسٹورنٹس

ایمن کی ہنسی بدل گئی

چہرہ کھلنے لگا

اپنے آپ کو وہ

کسی کے خاص ہونے کا احساس

بھرپور طریقے سے دینے لگی

روز گھنٹوں کی باتیں،

روز ملاقاتیں،

روز بے فکری

وہ اسے چھوڑنے آتا،

واپس لینے آتا،

اور ایمن کے لیے

یہ سب کچھ

ایک خواب بننے لگا

ایمن

جو پہلے صرف مناہل اور عریشہ کی طرف دیکھتی تھی

اب اس لڑکے کے لیے

اپنے فیصلے بدلنے لگی

فون پر "میسجز

گھنٹوں جواب،

گھر والوں سے جھوٹ بولنا،

پڑھائی پر توجہ کم ہونا،

اور سب سے بڑھ کر

ہر وقت اس کے ساتھ رہنے کی خواہش

ایمن کو محسوس تک نہ ہوا

کہ وہ آہستہ آہستہ

اپنے آپ سے دور

اور ایک نئے دائرے میں

داخل ہو چکی ہے

ایک دائرہ

جس کے مرکز میں وہ لڑکا تھا

اور کنارے پر

ایمن کی کمزوریاں

ماہ نور

مکتب کا صحن آج کل بہت روشن لگنے لگا تھا

خواتین کی علمی مجلس، خانقاہ کی روحانی محفلیں،

اور ماہ نور کی بدلتی ہوئی شخصیت

گاؤں میں خاموش خوشبو کی طرح پھیل رہی تھی

لیکن اس داستان میں ابھی ایک اہم کردار آنا باقی تھا

ایک ایسا کردار جو

ماہ نور کی زندگی کا ستون بنے گا

اور آج وہ دن تھا جب

ماہ نور کی روحانی ہجولی،

مکتب کی ساتھی،

اور اس کی آنے والی بہترین دوست

پہلی بار سامنے آئے گی

استانی جی آج کچھ نئی طالبات کو بٹھا رہی تھیں

ایک لڑکی سب سے پیچھے خاموش کھڑی تھی—

دوپٹہ آنکھوں تک،

چہرے پر حیا کا گلابی سایہ،

ہاتھوں میں ہوا کی لرزش جیسی نرمی

ماہ نور

استانی جی نے اسے آواز دی،

یہ نئی بچی ہے—جویریہ

تم اسے ساتھ بٹھاؤ

ماہ نور مسکراتے ہوئے آگے بڑھی

آؤ میں تمہیں جگہ دے دیتی ہوں

جویریہ نے نظریں نیچی رکھتے ہوئے ہلکا سا جواب دیا

جزاک اللہ

اس ایک جملے میں

اتنی نرمی، اتنی شائستگی تھی

کہ ماہ نور کا دل فوراً کھل گیا

سبق کے بعد

ماہ نور نے آہستہ سے پوچھا

تُم پہلے کبھی مکتب نہیں آئیں

جویریہ نے سر ہلایا

ہم دوسرے گاؤں میں رہتے تھے

ابا جان کی نوکری یہاں آ گئی ہے

امی چاہتی ہیں کہ میں قرآن اور پردے کی مکمل تعلیم یہاں سیکھوں

ماہ نور کی آنکھیں چمک اٹھیں

یہاں بہت سکون ہے

سب درس دل میں اتر جاتے ہیں

جویریہ نے مسکراتے ہوئے کہا

سکون دل میں ہو تو جگہیں خود ہی روشن ہو جاتی ہیں

اسی ایک جملے نے

ماہ نور کے دل میں جگہ بنا لی

اگلے چند دنوں میں

ماہ نور نے دیکھا کہ جویریہ

استاد کی ہر بات ادب سے سنتی

کبھی اونچی آواز میں نہیں بولتی

نظر نیچی رکھ کر چلتی

قرآن پڑھتے وقت آنکھیں بھیگ جاتیں

اور کوئی غلط بات سن کر فوراً رک جاتی

یہ سب کچھ

ماہ نور کے مزاج سے بہت ملتا تھا

ایک دن جویریہ نے دھیرے سے کہا

ماہ نور

تم یہاں سب سے الگ ہو

تمہاری بات نرم ہوتی ہے،

اور تمہاری خاموشی میں بھی سکون ہے

ماہ نور نے حیرت سے پوچھا

اور تم

جویریہ نے نظریں جھکا کر کہا

میں تو بس اللہ سے جڑی رہنے کی کوشش کرتی ہوں

جو لوگ اللہ سے جڑے ہوں

ان کے دل ایک ہی طرف چلتے ہیں

اسی لیے شاید ہماری دوستی ہو رہی ہے

ماہ نور نے دل میں شکر محسوس کیا

مکتب سے واپسی پر

ماہ نور اور جویریہ ساتھ چل رہی تھیں

ہلکی ہوا چل رہی تھی،

درختوں کے سائے لمبے ہو رہے تھے

جویریہ نے دھیمی آواز میں پوچھا

ماہ نور کیا کبھی تمہیں لگتا ہے

کہ دنیا ہمیں بدلنے کی کوشش کرتی ہے

لیکن ہمیں اللہ کے بتائے راستے پر ہی رہنا چاہیے

ماہ نور نے فوراً جواب دیا

روز

اور اسی لیے میں چاہتی ہوں کہ

میری دوست وہ ہو

جو مجھے سیدھے راستے کی طرف لے کر جائے—

نہ کہ دنیا کی طرف

جویریہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی

پھر ہم ایک دوسرے کو سنبھالیں گے، ماہ نور

ایک دوسرے کو دنیا کی دھوکہ دہی سے بچائیں گے

یہ وہ لمحہ تھا

جب دونوں کے دلوں میں

ایک پاکیزہ دوستی کی بنیاد پڑ گئی

جب پہلی بار دادی نے جویریہ کو دیکھا

تو کچھ دیر تک اسے غور سے دیکھتی رہیں

پھر بولیں

ماہ نور

یہ لڑکی تیرے دل کا عکس ہے

ایسی دوستیں بہت کم ملتی ہیں

اور جو مل جائیں

وہ تقدیر بدل دیتی ہیں

جویریہ نے ادب سے سر جھکا دیا

دادی جان

آپ نے بہت بڑی دعا دے دی

دادی نے ہنستے ہوئے کہا

بیٹی

دوست وہی ہوتا ہے

جو ہاتھ نہیں

دل تھامے

اور مجھے لگتا ہے

تم دونوں کے دل ایک ہی سمت میں چلیں گے

ماہ نور کی آنکھوں میں چمک آ گئی

یوں

مکتب میں بیٹھنے والے

دو سادہ دلوں نے

ایک ایسی دوستی کا آغاز کیا

جو آنے والے وقت میں

ماہ نور کو مضبوط بھی کرے گی،

اور ایمن کی کہانی میں

روشنی کا پل بھی بنے گی

کیونکہ ایک دن

اسی جویریہ کے الفاظ

ایمن کے دل کو ہلائیں گے

اور وہ سوچے گی

اگر دو لڑکیوں کا پردہ، حیا اور علم

ان کی شخصیت کو اتنا روشن کر سکتا ہے

تو میں کیوں نہیں بدل سکتی

کہانی اب اپنے خوبصورت رخ پر ہے

ایمن

ایمن کی زندگی اب
تعریفوں کے گرد گھومنے لگی تھی
صبح اٹھتے ہی
فون کی روشنی
اس کے چہرے پر پڑتی
اور دل میں ایک عجیب خوشی
بھر جاتی

چند دنوں میں
سوشل میڈیا پر
اس کے چاہنے والوں کی تعداد
اتنی بڑھ گئی
جسے دیکھ کر

ایمن کے اندر

ایک نیا احساس جنم لینے لگا

میں کچھ ہوں

یہ جملہ

اس کی رگوں میں

آہستہ آہستہ

نشے کی طرح گھلتا جا رہا تھا

ایک شام

اپنے کمرے میں بیٹھی

ایمن نے آئینے میں

خود کو دیکھا

بال بکھرے ہوئے،

چہرے پر ہلکی تھکن،

مگر آنکھوں میں

ایک عجیب چمک

وہ مسکراتے ہوئے

خود سے بولی

کیا واقعی

لوگ مجھے اتنا پسند کرتے ہیں؟

کیا واقعی

میں اتنی خاص ہوں؟

اگر میں سامنے آؤں تو

پتہ نہیں کیا ہو جائے

اچانک

اس کے دل میں

ایک نیا خیال ابھرا

حیران کن،

خطرناک،

اور اندر کہیں

اس کی خود پسندی سے جڑا ہوا

آج میں حجاب میں یونی جاؤں گی

مکمل طور پر چھپی ہوئی

تا کہ لوگ پہچان نہ سکیں

اور دیکھوں کہ

میرے پیچھے میرے بارے میں

کیا باتیں کرتے ہیں

یہ خیال

اس پر ایسے چھایا

جیسے کوئی

اندھیرے میں روشنی دیکھ لے

ایمن نے خود کو

سیاہ لمبے عبائے میں ڈھانپا،

سر لپیٹا،

چہرہ نقاب سے چھپایا

یوں جیسے

وہ دنیا کی عام لڑکی ہو

مگر اس کے اندر

ایک آگ لگی تھی

میں دیکھوں گی

لوگ مجھے پہچانے بغیر

میرے بارے میں

کیا کہتے ہیں

میری ویڈیوز دیکھ کر

مجھے کتنا پسند کرتے ہیں

کیا واقعی

ایمن

ایک نام بن چکی ہے ؟

یونیورسٹی جاتے ہوئے

اس کے دل میں

ایک ہی جملہ گونج رہا تھا

آج میں خود دیکھوں گی

کہ میری قدر کیا ہے

لان کے قریب پہنچ کر

اس نے دیکھا

کچھ لڑکیاں

موبائل میں

بالکل اسی کی

ریلز دیکھ رہی تھیں

قہقہے،

مسکرانا،

حیرت کے جملے

وہ سب کچھ

جو ایمن نے صرف

میسجز میں پڑھا تھا

اب اس کے کانوں میں

زندہ آوازوں کی طرح

سنائی دے رہا تھا

ایمن کی سانس

بوجھل ہو گئی

دل دھڑکنے لگا

ایک لڑکی نے کہا

یار قسم سے

یہ ایمن کچھ اور ہی ہے

اس کا انداز

اس کی آنکھیں

کتنی خوبصورت ہے!

دوسری نے کھل کر کہا

یہ تو پوری ماڈل ہے!

اگر سامنے ملے نا

میں تو اس سے بات کرتے ہوئے

بھی کانپ جاؤں!

ایمن کے ہونٹوں پر

دیر تک

ایک زخمی ساکت مسکراہٹ رہی

اسے یوں لگا

کہ دنیا

اسی کے گرد گھوم رہی ہے

خود پسندی نے

آج پہلی بار

اس کے ایمان،

اس کی تہذیب ،

اور اس کی شرم

پر پوری طرح پردہ ڈال دیا تھا

وہ نقاب کے پیچھے

مسکراتی رہی

میں واقعی خاص ہوں

ماہ نور

مکتب کے بعد آج فضا بہت پر سکون تھی

بادلوں میں ہلکی نمی،

ہوا میں مٹی کی خوشبو،

اور زمین پر کہیں کہیں سنہری دھوپ پھیلی ہوئی تھی

جویریہ اور ماہ نور ایک ہی راستے سے جا رہی تھیں

پاؤں کے نیچے کچی گلی کی نرم مٹی،

اور اُوپر اڑتی چڑیوں کا ہلکا سا شور—

ایسا لگ رہا تھا جیسے دنیا خود کہانی سنانا چاہتی ہو

آج دونوں معمول سے زیادہ خاموش تھیں

پھر اچانک جویریہ نے کہا

ماہ نور میں تم سے ایک بات پوچھوں

ماہ نور نے مسکرا کر کہا،

ہاں جویریہ، پوچھو نا

جویریہ نے نظریں زمین پر رکھ کر کہا

جب تم دعا کرتی ہو

تو تمہیں کبھی ایسا لگتا ہے

کہ اللہ واقعی سن رہا ہے؟

یا ہم بس الفاظ دہراتے ہیں ؟

یہ سوال نرم تھا،

مگر دل کے بہت اندر سے نکلا تھا

ماہ نور رُک گئی

وہ بہت آہستہ سے بولی

جب نانا گئے تھے نا

تب مجھے پہلی بار لگا

کہ اللہ سن رہا ہے

ورنہ میں تو بچی تھی—

شاید صرف رٹتی تھی

جویریہ نے حیرت سے ماہ نور کی طرف دیکھا

سچ ؟

میں سمجھتی تھی تم ہمیشہ سے بہت مضبوط رہی ہو

ماہ نور نے سر ہلا کر کہا

نہیں

میں بھی کبھی کبھی اندر سے بہت کمزور ہوتی ہوں

لیکن دادی کہتی ہیں

جب دل ٹوٹتا ہے

تب اللہ کی آواز قریب لگتی ہے

جویریہ کا چہرہ ہلکا سا بھیگ گیا

ماہ نور

میرا دل آج کل عجیب سا ہے

کبھی کبھی بہت اداس ہو جاتا ہے

مجھے لگتا ہے جیسے

دنیا مجھے سمجھ ہی نہیں رہی

اور میں سمجھ نہیں پا رہی

کہ کیوں

ماہ نور نے ہاتھ پھیلا کر

جویریہ کی انگلیاں تھام لیں

نرمی سے، بہت محبت سے

جویریہ

دل اداس ہو

تو سمجھ لو کہ اللہ بلاتا ہے

اداسی ہمیشہ کمزوری نہیں ہوتی—

کبھی کبھی یہ اللہ کی طرف کا دروازہ بھی ہوتی ہے

جویریہ کی آنکھوں سے ایک قطرہ گر پڑا

وہ جلدی سے پلٹ گئی

تاکہ ماہ نور نہ دیکھے

مگر ماہ نور نے دیکھ لیا

جویریہ نے دھیرے سے کہا

ماہ نور

تم میری زندگی میں اللہ کی رحمت ہو

تم میرے دل کو وہ باتیں سمجھاتی ہو

جو شاید میں کبھی نہ سمجھ پاتی

تم نے کبھی کسی کو دکھ نہیں دیا—

اسی لیے اللہ تمہیں ایسے دل دیتا ہے

جو دوسروں کے دکھ سن سکے

ماہ نور کی سانس تھم گئی

اسے لگا کہ

جویریہ کے الفاظ نے اندر کہیں

گہرائی میں چراغ جلا دیا ہے

ماہ نور آہستہ سے بولی

جویریہ

تم میری پہلی دوست ہو

جو میری دل کی زبان سمجھتی ہے

دوست وہی ہوتا ہے

جس کے سامنے دل ہلکا ہو جائے

بوجھ نہیں لگے

جویریہ نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

پھر ہم ایک دوسرے کا بوجھ سنبھالیں گے

تم میرا درد سمجھو،

میں تمہارا

دوستی کا حق یہی ہے نا

ماہ نور نے سر ہلایا

یہ پہلی بار تھا

جب دونوں کو احساس ہوا

کہ یہ دوستی عام دوستی نہیں

ہے یہ اللہ کی دی ہوئی ہمراہی

اچانک جویریہ نے کہا

ماہ نور

کیا تم جانتی ہو؟

میں دعا کرتی ہوں

کہ اللہ ہمیں ہمیشہ ساتھ رکھے

اور ہمیں کبھی دنیا کی بھیڑ میں نہ گم ہونے دے

ہماری دوستی

اللہ کے راستے کی دوستی ہے

ماہ نور کے دل میں ایک عجیب سی نرمی پھیل گئی

جویریہ

ان شاء اللہ،

جو دوستی اللہ کے لیے ہوتی ہے

وہ دنیا کے راستے بدل سکتی ہے

ٹوٹ نہیں سکتی

جویریہ رُک کر بولی

پھر وعدہ کرو

ہم کبھی ایسی لڑکیوں جیسی نہیں بنیں گی

جو دکھاوا کرتی ہیں،

جن کی دوستی وقت کے ساتھ بدل جاتی ہے

ہم سچی رہیں گے

اللہ کے لیے،

اور ایک دوسرے کے لیے

ماہ نور نے مسکراتے ہوئے کہا

میں وعدہ کرتی ہوں

جو دل اللہ کے لیے صاف ہو

وہ کبھی غدار نہیں ہوتا

اور اس دن

دونوں نے پہلی بار

روح کی سطح پر ایک دوسرے کا ہاتھ تھاما

باہمی محبت، اعتماد، اور پاکیزگی کے ساتھ

سالوں کے بعد

جب ایمن ماہ نور اور جویریہ کی یہ باتیں پڑھے گی

تو وہ خود سے پوچھے گی

کیا میں نے بھی کبھی کسی کے ساتھ

ایسی سچی، پاکیزہ، اللہ والی دوستی کی ہے؟

یا میں صرف دکھاوے، فائدے

اور وقتی دوستیوں میں گم رہی ہوں

ماہ نور اور جویریہ

ایمن کی روح کا آئینہ بنیں گی

اور اسی آئینے میں

ایمن پہلی بار اپنی حقیقت دیکھے گی

ایمن

ایمن نقاب میں
چپکے چپکے چل رہی تھی
دل میں غرور،
چہرے کے پیچھے
ایک بے نام مسکراہٹ
وہ آج پہلی بار
اپنی شہرت کو
قریب سے دیکھ رہی تھی

اسی دوران
لان کے کونے میں
چار لڑکے
بڑی بے فکری سے بیٹھے
کسی ویڈیو پر
قہقہے لگا رہے تھے

ایمن بے خیالی میں

ان کے قریب سے گزری،

مگر اگلے ہی لمحے

اس کے قدم رک گئے

ایک لڑکے نے اونچی آواز میں کہا

یار یہ دیکھو!

ایمن کی نئ ویڈیو ہے

قسم سے آگ لگا دیتی ہے

دوسرے نے ہنستے ہوئے کہا

صرف ایمن ہی نہیں

اس کی دونوں دوستیں بھی

اوئے یہ تینوں تو

چلتی پھرتی

وہ رکا،

پھر انتہائی گھٹیا لہجے میں بولا

چلتی پھرتی طوائفیں ہیں

ایمن کے کانوں میں

جیسے کسی نے

پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو

وہ ایک لمحے کے لیے

سانس لینا بھول گئی

اس نے سوچا

شاید کہنے والا کوئی اور ہو

لیکن دوسرے لڑکے نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

ہاں بھائی

مناہل کو تو دیکھو

آدھا کپڑا،

آدھا انداز،

پوری مارکیٹ

تیسرے نے زہریلی ہنسی کے ساتھ کہا

اور وہ عریشہ

نقاب میں آتی ہے

لیکن سوشل میڈیا پر

ایسی ویڈیوز ڈالی ہیں

کہ بندہ خود ہی

نقاب اتار دے

چوتھے نے موبائل اوپر کر کے کہا

اے لو

یہ تینوں ساتھ بیٹھی ہیں

میں کہتا ہوں

اگر موقع ملے نا

تو

ایسی ویسی کر کے چھوڑوں

چاروں ہنس پڑے

زور زور سے،

ظالمانہ ہنسی،

گندی سوچ،

اور مکروہ الفاظ

ایمن کا دل

کسی نے مٹھی میں پکڑ کر

چوڑ دیا تھا

اس کی آنکھیں

نقاب کے پیچھے

دو لمحوں میں نم ہو گئیں

اسے یوں لگا

جیسے دنیا

ایک ہی لمحے میں

اس کے لیے

بدصورت ہو گئی ہو

پہلی بار

اسے سمجھ آیا

سوشل میڈیا پر تعریف کرنے والے

اصل میں احترام نہیں کرتے

صرف خواہش کرتے ہیں

اسے لگا

اس کے اندر سے

کسی نے ساری روشنی

کھینچ لی ہو

اس کے قدم بے جان ہو گئے

اس کے ہاتھ کانپنے لگے

اس کے دل میں

ایک چیخ اٹھی

کیا میں واقعی

ایسی ہی نظر آتی ہوں

وہ پیچھے ہٹ گئی

دور چل پڑی

نقاب کے پیچھے

اس کا چہرہ

پوری طرح بھیگ چکا تھا

ہر تعریف

اب زہر بن کر

اس کی رگوں میں دوڑ رہی تھی

ہر ویڈیو،

ہر لائک،

ہر ریپلائی

اب اسے اپنی بے وقعتی

یاد دلا رہے تھے

ایمن نے

گھٹتی سانسوں کے ساتھ

خود سے کہا

میں نے اپنا وقار،

اپنی پہچان،

اپنی عزت

اپنے ہاتھوں تباہ کی ہے

اور یہ جملہ

اس کے اندر

گہرا خنجر بن کر اتر گیا

ماہ نور

گاؤں کی کچی گلیوں میں دھوپ نرم سنہری لپٹوں میں بکھری ہوئی تھی

ماہ نور اور جویریہ مکتب سے واپس جا رہی تھیں

جب ایک دھیمی، بہت شائستہ آواز نے انہیں آواز دی

السلام علیکم آپ دونوں ذرا رکیے

دونوں پلٹیں

ایک لڑکی

سفید دوپٹے میں لپٹی،

قدم آہستہ آہستہ،

نظر مکمل حیا کے ساتھ زمین پر،

اور چہرے پر ایسی سادگی

جس سے دل فوراً جڑ جائے

وعلیکم السلام ماہ نور نے نرمی سے کہا

ہاں بہن

لڑکی نے کچھ جھجکتے ہوئے کہا

میرا نام عائشہ ہے

میں نے آپ دونوں کو کئی بار مکتب جاتے دیکھا ہے

میں بھی پڑھنا چاہتی ہوں،

لیکن تنہا جانے کی ہمت نہیں ہوتی

کیا میں آپ کے ساتھ آسکتی ہوں

اور اس ایک جملے نے

ماہ نور اور جویریہ کے دلوں میں

عجیب سی نرمی بھر دی

ماہ نور آگے بڑھی اور محبت سے اس کا ہاتھ تھام لیا

عائشہ تنہا لوگ کمزور ہوتے ہیں

جو ساتھ چلیں، وہ مضبوط ہوتے ہیں

آج سے تم اکیلی نہیں

مکتب بھی ہمارے ساتھ، اور راستہ بھی ہمارے ساتھ

عائشہ کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک آ گئی

چلتے چلتے عائشہ نے آہستہ آواز میں بتایا

میرے گھر میں پڑھائی کی اجازت تو ہے،

لیکن باہر نکلنے پر سختی ہے

امی کہتی ہیں کہ لڑکی کی حفاظت اس کا پردہ ہے

میں بھی یہی چاہتی ہوں

بس دل میں خواہش تھی کہ

قرآن صحیح پڑھوں،

لیکن اکیلے جانے سے ڈرتی تھی

جویریہ مسکرا کر بولی

عائشہ پردہ تو دل کی حفاظت ہے

اور قرآن دل کو مضبوط کرتا ہے

تم دونوں چیزوں پر چلنا چاہتی ہو،

یہ اللہ کی محبت کی نشانی ہے

عائشہ کے قدم اب ہلکے ہو چکے تھے

اگلے دن جب عائشہ ماہ نور اور جویریہ کے ساتھ مکتب پہنچی

تو اس کی گھبراہٹ صاف نظر آ رہی تھی

چہرہ سرخ، ہاتھ کانپتے ہوئے

لیکن استانی جی نے اسے دیکھا

تو چہرے پر تبسم بکھیر دیا

بیٹی تمہارا نام عائشہ ہے؟

تم گھبراؤ نہیں

علم وہ نعمت ہے جو دلوں کو روشن کرتی ہے

یہاں ہر لڑکی تمہاری بہن ہے

بیٹھ جاؤ اللہ تمہارے لیے آسانی فرمائے گا

عائشہ کی آنکھوں میں نمی آگئی

وہ ماہ نور کے ساتھ بیٹھ گئی،

سر جھکا کر آہستہ سے بولی

مجھے لگا تھا لوگ سختی سے دیکھیں گے

لیکن یہاں تو

دل نرم ہو جاتا ہے

جویریہ نے اس کی پشت تھپتھپا کر کہا

عائشہ

علم کا راستہ ہمیشہ سخت لگتا ہے

لیکن دراصل وہی سب سے نرم راستہ ہوتا ہے

آج تم نے پہلا قدم رکھا ہے،

کل یہ راستہ خود تمہیں آگے لے جائے گا

مکتب سے واپسی پر

تینوں ایک ساتھ چل رہی تھیں

اب راستہ پہلے سے زیادہ روشن لگ رہا تھا

تین قدم، تین روحیں،

ایک ہی سمت میں سفر کرتی ہوئی

دادی نے دور سے تینوں کو دیکھا

تو محبت سے کہا

نور نور میں مل جائے

تو راستے بھی روشن ہو جاتے ہیں

یہ تینوں لڑکیاں

اللہ کی خاص چنی ہوئی ہیں

گھر کے قریب پہنچ کر

عائشہ نے بہت نرمی سے کہا

ماہ نور جویریہ

کیا میں

کیا میں واقعی آپ دونوں کی دوست ہوں؟

سچی والی

ماہ نور اور جویریہ ایک ساتھ مسکرا دیں

ماہ نور نے کہا

عائشہ

دوستی زبان سے نہیں،

دل سے ہوتی ہے

اور ہمارے دل نے تمہیں قبول کر لیا ہے

تم ہماری دوست نہیں

ہماری ساتھی ہو

اللہ کے راستے کی ساتھی

عائشہ کی آنکھوں سے شکر کے آنسو بہہ نکلے

یوں

ماہ نور، جویریہ، اور اب عائشہ

تینوں مل کر ایک ایسا دائرہ بن گئیں

جس میں حیا، پردہ، ایمان اور محبت اکٹھا ہو گیا

اور آنے والے وقت میں

ایمن جب ان تینوں کی یہ پاکیزہ دوستی پڑھے گی

تو اسے پہلی بار احساس ہو گا

سچی دوستی وہی ہوتی ہے

جو انسان کو اللہ کے قریب کر دے

میں نے اپنی زندگی میں

کس قسم کی دوستیوں کا انتخاب کیا تھا

یہ سوال ہی

ایمن کی تبدیلی کی پہلی سیڑھی بنے گا

ایمن

ایمن ابھی بھی
لان کے اس کونے میں
گندی باتیں سن کر
اندر سے ٹوٹ چکی تھی
نقاب کے پیچھے
اس کی آنکھیں
ابھی تک بھیگ رہی تھیں

وہ لڑکوں کی سنگدلی سے
بچنے کے لیے
دوسری طرف پگڈنڈی پر چلنے لگی

شاید ہوا بدل جائے،

شاید دل تھوڑا سنبھل جائے

مگر حقیقت تو جیسے

اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی

دروازے کے قریب

گارڈ کھڑا تھا

عمر چالیس کے قریب ،

چہرے پر سختی،

اور آنکھوں میں

وہ چمک

نہیں جو عورت کو عزت

سمجھ کر آتی ہے شکار

اس نے مناہل اور عریشہ کو دیکھا،

پھر ایمن کو

نیچی آواز میں

دوسرے گارڈ سے بولا

یہ تینوں روز آتی ہیں

دیکھو کیسے کپڑے پہنتی ہیں

ابھی تو یہ پڑ رہی ہیں

آگے جا کر کیا کریں گی ؟

دوسرا گارڈ ہنسا

چھوڑ یار،

یہ لڑکیاں نہیں

فیشن کی دکانیں ہیں

ان میں عزت کہاں

ایمن چند قدم کے فاصلے پر تھی

صاف سن رہی تھی

ہر لفظ

اس پر پتھر کی طرح گرتا

آگے مالی پودوں کو پانی دے رہا تھا

اس نے تینوں کو دیکھا اور

زور سے سیٹی بجائی

اوئے

یونیورسٹی ہے یا فلم کا سیٹ ؟

ان لڑکیوں نے تو

ساری عزت بیچ دی

دوسرے مالی نے کہا

بس دیکھتے رہو،

یہی لڑکیاں پھر روتی ہیں

کہ ہمیں کوئی اچھا نہیں ملا

ارے بھائی

عورت ایسی بنے گی

تو لوگ اسی طرح سمجھیں گے

ایمن نے قدم روک لیے

اس کی پشت میں

سرد لہر دوڑ گئی

کیمپس کے اندر

دو بوڑھے ملازم

ایک دوسرے سے بات کرتے جا رہے تھے

ایک نے کہا

یہ لڑکیاں پڑھنے آتی ہیں

یا لڑکوں کو قابو کرنے

دوسرا بولا

انہیں دیکھ کر لگتا ہی نہیں

کہ یہ کسی شریف گھر کی ہیں

یہ تو صرف دل بہلانے کا سامان ہیں

ایمن کا دل

چیر کر رہ گیا

اُس نے ہمت کر کے

نقاب میں چھپا چہرہ

ذرا سا اوپر کیا

اور لوگوں کو غور سے دیکھا

کوئی بھی

ان تینوں کو

سمجھنے کو تیار نہیں تھا **عورت**

نہ بیٹیاں،

نہ بہنیں،

نہ انسان

بس جسم

یا تماشا

یا شکار

چاہے لڑکا ہو،

گارڈ ہو،

مالی ہو،

یا بوڑھا ملازم

ہر کوئی

نظر کی زبان میں

ایک ہی بات کہہ رہا تھا

یہ لڑکیاں قابلِ احترام نہیں

صرف قابلِ استعمال ہیں

ایمن کے وجود میں

آگ سی بھڑک اٹھی

یہ وہ آگ نہیں تھی

جو غصے سے جلتی ہے

یہ وہ آگ تھی

جو خود شکی

اور خود تباہی

سے جلتی ہے

وہ خود سے کہہ رہی تھی

عنی مجھے

ہم تینوں کو

لوگ عورت بھی نہیں سمجھتے؟

ہم نے واقعی

اپنی پہچان

اپنی عزت

اپنے ہاتھوں سے سستی کر دی

نقاب کے پیچھے

ایمن ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی

بے آواز،

بے بس،

اور بالکل اکیلی

ماہ نور

گاؤں کی شا میں ہمیشہ سے نرم تھیں،

لیکن اس شام کی ہوا میں

ایک عجیب سی سنجیدگی تھی

دھوپ ڈھل چکی تھی،

اور گھر کے آنگن میں

چند پرندے واپس گھونسلوں کی طرف لوٹ رہے تھے

ماہ نور آئینے کے سامنے کھڑی

اپنے دوپٹے کو ٹھیک کرنے میں مصروف تھی

چہرے پر عمر کی پہلی چمک،

نظروں میں معصومیت کا گہرا سایہ

وہ اب بچی نہیں رہی تھی

اس وقت اس کی ماں نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی،

اور اندر داخل ہو کر

اسے غور سے دیکھا

ماہ نور کی ماں نے نرمی سے کہا

بیٹی تم آج پہلی بار

جوانی میں قدم رکھ رہی ہو

اور میں چاہتی ہوں

کہ آج کی رات

تم وہ چند باتیں سن لو

جو ماں اپنی بیٹی کو

زندگی میں ایک ہی بار بتاتی ہے

لیکن جو عمر بھر ساتھ رہتی ہیں

ماہ نور نے فوراً نظریں جھکا لیں

ماں کو اس کا ادب بہت پسند تھا

انہوں نے ماہ نور کے سر پر ہاتھ رکھا

ماہ نور بیٹی

لڑکی کی خوبصورتی اس کے چہرے میں نہیں

اس کی حیا میں ہوتی ہے

دنیا میں سب سے قیمتی چیز

ہیرے نہیں

بلکہ حیا والی لڑکیاں ہوتی ہیں

جیسی تم ہو،

ایسی ہی رہنا

نظریں نیچی رکھنا،

بات نرمی سے کرنا،

اور اپنے دوپٹے کو

صرف سر نہیں،

دل کا پردہ سمجھ کر لینا

ماہ نور نے دونوں ہاتھوں سے دوپٹا مضبوطی سے تھام لیا

ماں نے اس کا چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں لے کر کہا

بیٹی

پردہ کیا ہوتا ہے؟

لوگ کہتے ہیں کہ یہ روک ہے، قید ہے

لیکن حقیقت میں پردہ آزادی ہے—

آزادی اس نظر سے

جو عزت کو تولتی ہے،

جن کا دل پاک نہ ہو

پردہ تمہاری کمزوری نہیں

تمہاری طاقت ہے

جو خود کو چھپا لیتی ہے نا

وہ دنیا میں خود بخود نمایاں ہو جاتی ہے

ماہ نور کے دل میں

نرمی کی ایک نئی لہر اٹھ گئی

ماں تھوڑا رکی،

پھر بہت سنجیدگی سے بولیں

جب لڑکی جوان ہوتی ہے

تو نا محرم کی نظر

اس کے لیے آزمائش بھی بنتی ہے

اور خطرہ بھی

بیٹی

نا محرم سے دور رہنا

ان سے بات کم کرنا ،

ہنسی مذاق سے بچنا،

یہ سب تمہاری عزت کے محافظ ہیں

کوئی دروازہ

کبھی غیر کے لیے نہ کھولنا

دنیا بدل گئی ہے، ماہ نور

لوگ بدل گئے ہیں

لیکن اچھے گھر کی لڑکیاں

اپنی حدود نہیں بدلتی

ماہ نور نے آہستہ سے کہا

امی، ان شاء اللہ

میں آپ کی باتیں یاد رکھوں گی

آخر میں

ماہ نور کی ماں نے اسے گلے لگا کر کہا

بیٹی

دنیا والوں کی نظر سے نہیں،

اللہ کی نظر سے زندگی گزارنا

نماز چھوڑ دینا

دل کے دروازے بند کرنا ہے

قرآن چھوڑ دینا

روشنی کو ہاتھوں سے گرانا ہے

اگر کبھی ڈرو،

اگر کبھی دل کمزور ہو،

اگر کبھی زندگی سخت ہو جائے

تو کسی انسان کے پاس مت جانا

اللہ کے پاس جانا،

وہ سب سن لیتا ہے،

سب بدل دیتا ہے

ماہ نور کی آنکھیں نم ہو گئیں

اُس رات ماہ نور

پہلی بار عورت بننے کی ذمہ داری کو

سمجھ گئی

اسے احساس ہوا

کہ ماں نے جو باتیں آج کہیں

وہ آنے والے سالوں میں

اس کے ہر قدم کو روشن کریں گی

ایمن

آج کا دن

ایمن کے لیے

ایک جنگ کی طرح گزرا تھا

ایسی جنگ

جس میں وہ ہار بھی گئی تھی

اور زخمی بھی

لڑکوں کی گندی باتیں،

گارڈز کا زہریلا طنز،

مالیوں کی گالیوں جیسے جملے،

اور بوڑھے ملازمین کی

بیچ نظریں

ہر لفظ نے

اس کی روح پر

ایک خراش چھوڑ دی

یونیورسٹی سے نکلتے ہوئے

چہرہ نقاب میں تھا

مگر اندر کہیں

اس کا وجود

ٹکڑوں میں بٹ چکا تھا

گھر پہنچ کر

اس نے دروازہ بند کیا،

بیگ پھینکا،

اور سیدھا آئینے کے سامنے کھڑی ہوگئی

لمحوں میں

اس کی سانسیں تیز ہوگئیں،

گلا بند ہونے لگا،

اور آنکھوں سے

خاموش آنسو بہنے لگے

وہ خود کو گھورتی رہی

لیکن پہلی بار

اسے آئینے میں

خود کا چہرہ نہیں،

نظر آیا بلکہ ایک **سوال**

؟ میں کون ہوں

ہاتھ کانپے،

چہرہ بھیگا،

اور وہ کرسی پر بیٹھتے ہی

زور سے پھوٹ کر رونے لگی

ایمن ہچکیوں میں بولی

میں نے کیا کر دیا ؟

لوگ مجھے عورت سمجھنے کو بھی تیار نہیں

میں تو صرف

صرف پسند کیے جانے کے پیچھے بھاگتی رہی

میں نے اپنی عزت بیچ دی کیا ؟

میری پہچان

میری سادگی

میرا سکون

میں نے کیوں چھوڑ دیا

ہر جملے کے ساتھ

اس کی ہچکیاں اور بھر آتی گئیں

یہ وہ لمحہ تھا

جب ایمن کے غرور کا

آخری ستون بھی گر گیا

اسی وقت

نظر سامنے پڑی

وہی کتاب

جو اسے میڈم نے دی تھی

دادی کی باتیں

وہ کتاب

پہلے اس کے بیگ میں بند رہی،

پھر صرف اس لیے کھولی

کہ کسی دن میڈم پوچھ نہ لیں—

مگر کبھی دل سے نہیں پڑھی

آج

پہلی بار

اس کتاب نے

اسے اپنی طرف

کھینچ لیا

ایمن نے

کانپتے ہاتھوں سے

کتاب اٹھائی،

اس پر ہاتھ پھیرا

جیسے کسی بزرگ کے ہاتھ چوم رہی ہو

صفحات کھولتے ہی

ایک جملہ

اس کی آنکھوں میں ٹھہر گیا

عورت اپنا مقام تب کھوتی ہے

جب دوسروں کی نظروں میں خوبصورت لگنے کے لیے

اپنے اندر کی خوبصورتی مار دیتی ہے

یہ جملہ

ایمن کے دل میں

بجلی کی طرح اترا

ایمن رو پڑی

زور سے،

درد کے ساتھ،

پچھتاوے سے

یہ میں ہی تو ہوں

میں نے ہی اپنی اندر کی خوبصورتی مار دی

مجھے

مجھے جویریہ کو سمجھنا ہوگا

مجھے جاننا ہوگا

کہ عورت کب عظیم تھی

اور میں کیسے گر گئی

ایمن نے آنسو صاف کیے،

صفحات سیدھے کیے،

اور پہلی بار

دل مکمل حاضر کر کے

کتاب پڑھنا شروع کی

صفحے در صفحے

اس کے اندر کچھ ٹوٹتا گیا

اور کچھ نیا بنتا گیا

پہلی بار

ایمن کو لگا

کہ شاید

اسی کتاب میں

اس کی کھوئی ہوئی پہچان

چھپی ہوئی ہے

ماہ نور

رات کے کھانے کے بعد

گھر کے صحن میں خاموشی پھیل گئی تھی

آسمان پر چاند ہلکا سا جھکا ہوا تھا،

جیسے کسی راز کو سننے آیا ہو

ماہ نور مٹی کے صحن میں بیٹھی

دادی کے پاس آ کر ٹک گئی

اس کا دل آج عجیب سا نرم تھا

ماں کی باتیں ابھی تک دل میں گونج رہی تھیں

دادی نے جب اسے اپنے پاس آتے دیکھا

تو ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولیں

آ جاؤ بیٹی

لگتا ہے دل میں کچھ نیا چل رہا ہے

جوانی کے قدم ہلکے بھی ہوتے ہیں

اور بھاری بھی

آج میں تمہیں وہ باتیں بتاؤں گی

جو ماں نہیں بتا سکتی

جو صرف دادی بتاتی ہیں

ماہ نور نے سر جھکا لیا

اور دادی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا

بیٹی ماہ نور

دنیا میں تین چیزیں سب سے طاقتور ہوتی ہیں

مرد کی تلوار

بادشاہ کا حکم

اور عورت کا بول

مگر فرق یہ ہے

کہ تلوار خون بہاتی ہے،

حکم قوم بدلتا ہے،

اور عورت کا بول

نسلیں بدل دیتا ہے

تم جوان ہو رہی ہو

اب تمہارا ہر لفظ

یا تو گھر کو جنت بنا دے گا

یا آگ لگا دے گا

عورت کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہوتا،

صرف اس کی زبان ہوتی ہے

اسی لیے

نرم رکھنا، ماہ نور

نرم الفاظ اللہ کے پسندیدہ ہوتے ہیں

ماہ نور نے آہستہ سے سر ہلایا

دادی نے ٹھنڈی سانس لی

لوگ کہتے ہیں

کہ عورت گھر کی چار دیواری میں قید ہے

لیکن سچ یہ ہے

نہیں— کہ چار دیواری عورت کی قید

ہے اس کی حفاظت

جو عورت اپنے گھر کا خیال رکھتی ہے

وہ نسلوں کا خیال رکھتی ہے

جو عورت اپنی عزت کا پہرا دیتی ہے

اللہ خود اس کی حفاظت کرتا ہے

بیٹی

گھر عورت کے لیے کم نہیں ہوتا

گھر عورت کی سلطنت ہوتا ہے

اور جو اپنی سلطنت سنبھالتی ہے

وہ کسی بادشاہ سے کم نہیں ہوتی

ماہ نور نے پہلی بار

گھر کی عورت ہونے کی عظمت محسوس کی

دادی نے ماہ نور کا دوپٹہ تھام کر کہا

پردہ صرف کپڑا نہیں ہوتا

پردہ دل کی دیوار ہوتا ہے

اگر دل بے پردہ ہو جائے

تو دوپٹے ہزار بھی ہوں

تو فائدہ نہیں ہوتا

بیٹی

دل کا پردہ مضبوط رکھنا

نا محرم سے نظریں بچانا

عورت کی کمزوری نہیں

ہے اس کی **طاقت**

جس لڑکی کی نظر پاک ہو

اس کا نصیب بھی پاک ہوتا ہے

ماہ نور نے دل سے یہ بات جذب کر لی

دادی نے ٹھنڈی سانس لی

ماہ نور

عورت کی تین آزمائشیں ہوتی ہیں

زبان

نظر

ناراضی

جس دن عورت اپنی زبان قابو میں کر لے،

نظر پاک رکھ لے،

اور غصے کو صبر میں بدل دے

اس دن وہ مردوں سے نہیں

خود اپنے نفس سے جیت جاتی ہے

اور جو عورت اپنے نفس کو شکست دے دے

وہ دنیا کی ہر آزمائش سے گزر سکتی ہے

ماہ نور نے پہلی بار

جوانی کی ذمہ داری محسوس کی

آخر میں دادی نے

ماہ نور کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا

بیٹی

دنیا بدلتی ہے،

لوگ بدلتے ہیں،

وقت بدل جاتا ہے

لیکن اللہ والی عورت کبھی نہیں بدلتی

کیونکہ اس کا سہارا

کسی انسان کا پیار نہیں

اللہ کی محبت ہوتی ہے

اگر کبھی دل روئے،

اگر کبھی دنیا مشکل ہو،

اگر کبھی کوئی ساتھ چھوڑ دے

تو یاد رکھنا

اللہ کبھی چھوڑ کر نہیں جاتا

اللہ والی عورت کبھی اکیلی نہیں ہوتی

ماہ نور کی آنکھیں بھیگ گئیں

اسے لگا جیسے

دادی نے اس کے دل کے سارے خوف دھو دیے ہوں

رات گہری ہو چکی تھی

ماہ نور اپنے کمرے میں گئی،

دوپٹا سنبھالا،

اور دل اپنے سینے سے لگا لیا

آج پہلی بار

اسے لگ رہا تھا

کہ وہ صرف بڑی نہیں ہوئی

بن رہی ہے بلکہ بنتِ حیا

ایمن

رات بھر

دادی کی باتیں   کتاب

ایمن کے آنسوؤں میں بھیگتی رہی

اس نے پہلی بار

اپنے دل کو

خاموشی سے بات کرتے سنا

جو کچھ تمہیں چاہیے تھا،

وہ شہرت میں نہیں تھا

وہ عزت میں تھا

صبح ہوتے ہی

ایمن نے پہلی بار

اپنے کپڑوں کا انتخاب

دوستوں یا فیشن کے مطابق نہیں،

بلکہ اپنے دل کی آواز پر کیا

اس نے

لمبا عبایا پہنا،

سر ڈھانپا،

زنانہ وقار سے چلنے کا ارادہ کیا،

اور آئینے میں خود کو دیکھ کر

آہستہ سے کہا

یہی میں ہوں

یہی میری اصل ہے

جیسے ہی ایمن یونیورسٹی پہنچی،

مناہل اور عریشہ نے

دور سے اسے دیکھ لیا

دونوں کی آنکھیں

ایک ساتھ پھیل گئیں

مناہل نے ہنستے ہوئے کہا

یہ کون ہے ؟

اِتنے دنوں بعد

مولویوں کی شکل والی

عریشہ نے زور سے قہقہہ لگایا

ایمن !

یہ کیا یا ہے ؟

کیا ہو گیا تمہیں ؟

نقاب ؟

عبایا ؟

کیا کوئی خواب آیا تھا رات کو

ایمن دونوں کے قریب جا کر

نرمی مگر مضبوطی سے بولی

جو میں نے کل دیکھا

وہ تم دونوں نے نہیں دیکھا

جو میں نے سنا

تمہارے دل اس کی تکلیف بھی نہیں برداشت کر سکتے

ہم جس راستے کے پیچھے بھاگ رہے تھے

وہ سب جھوٹ تھا

وہ سب دھوکہ ہے

اس میں صرف

صرف رسوائی ہے

مناہل نے آنکھیں گھما دیں

اوہ پلیز ایمن !

کیا مولویوں والی باتیں شروع کر دی ہیں ؟

ہم کچھ غلط نہیں کر رہیں

یہ ہمارا حق ہے

سب کر رہے ہیں

عریشہ نے کہا

تم کل سے کچھ عجیب ہو گئی ہو

کیا ہوا؟

کسی نے کچھ کہہ دیا کیا؟

چھوڑو یار،

سسائٹی ایسی ہی ہوتی ہے

ہم کیوں بدلیں؟

ان کی سوچ کیوں سنبھالیں؟

ہمیں خود اچھا لگتا ہے

تو ہم کریں گے

ایمن کی آنکھوں میں درد تیر گیا

اُس نے ٹوٹتی آواز میں کہا

نہیں

ہم بہت غلط کہتے آئے ہیں

ہم مضبوط نہیں بن رہے،

ہم تباہ ہو رہے ہیں

لوگ ہمیں عزت نہیں دیتے

وہ ہمیں عورت سمجھتے ہی نہیں

وہ ہمیں صرف

ایک چیز سمجھتے ہیں

میں نہ وہ چیز بننا چاہتی ہوں

نہ وہ نظر ملنا چاہتی ہوں

جو انہوں نے مجھے دی

میں اپنی پہچان واپس چاہتی ہوں

میں

میں اپنی عزت چاہتی ہوں

عریشہ نے طنز کیا

تو ٹھیک ہے ایمن،

تم اپنی عزت رکھو

ہم اپنا مزہ رکھ لیتے ہیں

ہمیں کیا؟

ہمیں تو مزہ آرہا ہے

ہمیں کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ کیا کہتے ہیں

مناہل نے ہنستے ہوئے کہا

بالکل!

زندگی ایک ہی بار ملتی ہے

ہم فیشن بھی کریں گے،

ویڈیوز بھی

اور لڑکوں کی باتیں بھی سنیں گے

یہی زندگی ہے!

تم چاہو تو واپس اپنی پرانی دنیا میں چلی جاؤ

لیکن ہم تمہارے ساتھ نہیں بدلیں گے

ایمن نے گہری سانس لی

درد سے لبریز آنکھوں کے باوجود

اس کے چہرے پر

ایک پختہ سکون اتر آیا

شاید

تم لوگ ابھی نہیں سمجھو گی

لیکن یاد رکھو—

یہ دنیا ہم سے کچھ لے کر ہی چھوڑتی ہے

تم لوگ

آج خوش لگ رہی ہو

مگر کل سب سے زیادہ

تم ہی روؤ گی

اور میں

میں وہ غلطی

دوبارہ نہیں کرنے والی

مجھے اپنی اصل پہچان

واپس چاہیے

وہ دونوں اسے حیرت، ہنسی اور بے پرواہی سے دیکھتی رہیں

اور ایمن

آہستہ آہستہ

ان سے دور چلنے لگی

دور،

بالکل دور

لیکن اس کے قدموں میں

ایک مضبوط فیصلہ تھا

ماہ نور

شام کا وقت تھا

گاؤں کے کنویں کے قریب

ایک پیپل کے درخت کا سایہ پھیلا ہوا تھا

ہوا ہلکی ہلکی چل رہی تھی،

اور اس کے ساتھ مٹی اور گھاس کی خوشبو بھی

ماہ نور، جویریہ، اور عائشہ

مکتب سے نکل کر اسی درخت کے نیچے بیٹھ گئیں

گاؤں کی آوازیں دور سے آ رہی تھیں

یوں لگ رہا تھا جیسے ماحول خود چاہتا ہو

کہ آج کوئی گہری بات ہو

پہلے کچھ دیر تک

تینوں خاموش رہیں

پھر عائشہ نے دھیرے سے کہا

ماہ نور جویریہ

آپ دونوں کو کبھی دل میں لگتا ہے

کہ ہمارا راستہ دنیا والوں سے مختلف ہے؟

جیسے جیسے ہم دوسروں جیسی نہیں ہیں

جویریہ نے مسکرا کر کہا

الحمدللہ کہ ہم دوسروں جیسی نہیں

جو لوگ سب جیسے ہوتے ہیں

وہ دنیا میں گم ہو جاتے ہیں

جو اللہ کے جیسے بننا چاہیں

وہی اصل میں پہچان پاتے ہیں

ماہ نور نے سر ہلایا

امی اور دادی یہی تو کہتی ہیں

بیٹی کا چلنا، بولنا، دیکھنا، سوچنا

سب اللہ کے نام پر ہونا چاہیے

ورنہ زندگی خواہشوں کی دلدل بن جاتی ہے

عائشہ نے کانپتی آواز میں پوچھا

لیکن کبھی کبھی ڈر لگتا ہے

گاؤں میں لڑکیاں بدل رہی ہیں

ان کے انداز، ان کی باتیں

وہ کہتی ہیں ہم پرانے زمانے والی ہیں

؟ کیا حیا پر رہنا مشکل ہو جائے گا

جویریہ نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھام لیا

عائشہ

جب تم کسی سچے راستے پر چلتی ہو

تو لوگ مذاق نہیں اڑاتے،

وہ اندر سے تمہیں رشک کے ساتھ دیکھتے ہیں

بس زبان سے کچھ اور کہہ دیتے ہیں

ماہ نور نے آہستہ آہستہ کہا

عائشہ، سنو

اللہ کا راستہ مشکل نہیں ہوتا —

صرف اکیلا ہوتا ہے

لیکن اگر ہم تینوں ساتھ ہیں

تو یہ اکیلا بھی نہیں رہے گا

عائشہ کی آنکھیں بھر آئیں

پھر ماہ نور نے وہ بات کہی

جس نے دونوں کو حیران کر دیا

میں نے سیکھا ہے کہ

عورت وہ نہیں جو باہر نظر آتی ہے

عورت وہ ہے جو اپنے اندر اللہ کو رکھتی ہے

اور جس کے اندر اللہ ہو

اسے دنیا بدل نہیں سکتی

عائشہ نے ہلکی لرزتی ہوئی آواز میں کہا

ماہ نور تم اتنی چھوٹی ہو کر

اتنی بڑی باتیں کیسے کر لیتی ہو ؟

ماہ نور ہنس دی

یہ میری باتیں نہیں،

یہ میری ماں اور دادی کی باتیں ہیں

میں تو بس ان کی گونج ہوں

جویریہ نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا

اگر ہر لڑکی کو ایسی ماں اور دادی مل جائے

تو گاؤں کی ساری لڑکیاں ماہ نور بن جائیں

اور اگر ہر لڑکی کے پاس

دو سہیلیاں ایسی ہوں

تو ان کا راستہ کبھی نہیں بگڑے گا

کچھ دیر بعد

جویریہ نے سنجیدگی سے کہا

چلو، آج سے ایک وعدہ کرتے ہیں

ہم تینوں

ایک دوسرے کا ایمان سنبھالیں گی

اگر ہم میں سے کوئی کمزور پڑے

تو باقی دونوں اسے اٹھائیں گی

اگر کوئی غلط راستے کی طرف جائے

تو باقی اسے روکیں گی

عائشہ نے فوراً کہا

اور اگر کسی کے دل میں دنیا آئے

تو ہم اسے اللہ کی یاد دلائیں گی

ماہ نور نے دوپٹہ سنبھالتے ہوئے کہا

اور سب سے اہم—

کوئی بھی لڑکی

دنیا کے ڈر سے نہیں،

صرف اللہ کے حکم پر چلے گی

تینوں نے ایک ساتھ

ہاتھ پکڑ کر دعا کی

یا اللہ

ہمارے دلوں کو اپنی طرف مضبوط رکھ

ہمیں حیا، ادب اور ایمان کی رہنمائی دے

ہمیں ایک دوسرے کے لیے آسانی بنا

ہوا میں جیسے ایک روشنی سی دوڑ گئی

تینوں لڑکیاں

آج پہلی بار

صرف سہیلیاں نہیں رہیں

ایک دوسرے کا سہارا بن گئیں

ایمن

ایمن جب اُس دن حجاب پہن کر

سیدھی، با وقار چال میں

یونیورسٹی کے باہر نکلی،

تو اس کے فون پر لڑکے کا پیغام آیا

میں باہر کھڑا ہوں، آؤ ملتے ہیں

ایمن آہستہ سے چلتی ہوئی

گاڑی کے پاس پہنچی

لڑکے نے جیسے ہی اسے دیکھا

اس کی آنکھوں میں

پہلے حیرت

پھر ناگواری

اور پھر ایک عجیب سی خفگی ابھری

ایمن

یہ کی یا ہے ؟

یہ حجاب یہ پردہ

؟ سب خیریت ہے

ایمن نے پرسکون آواز میں کہا

ہاں

سب خیریت ہے

میں نے بس

اپنی اصل کو پہچان لیا ہے

مجھے یوں ہی اچھا لگتا ہے

میں اب یوں ہی رہوں گی

لڑکے نے فوراً منہ بنا لیا

یہ اچانک تبدیلی کیوں؟

کل تک تم بالکل دوسری لگتی تھیں

کل تک تو تم

وہ رکا،

پھر ہلکی مسکراہٹ میں زہر ملا کر بولا

یہ سب کیا

سب میری وجہ سے تو بدل رہی ہو؟

یا کسی نے کچھ کہہ دیا ہے؟

تم پہلے زیادہ خوبصورت لگتی تھیں

زیادہ

کشش والی

ایمن پیچھے ہٹ گئی

میں اپنی کشش کے لیے نہیں بدل رہی،

میں اپنے سکون کے لیے بدل رہی ہوں

میں تھک گئی ہوں

لوگوں کی گندی نظروں سے

ان کی باتوں سے

میں اب وہ نہیں رہنا چاہتی

جو دنیا بنتی جا رہی تھی

لڑکے نے اب صاف ناراضی دکھائی

مطلب؟

اب تم وہ ویڈیوز نہیں بناؤ گی؟

وہ ریلز؟

وہ تصویریں؟

لائکس

کمینٹس

تمہاری فیم

؟ یہ سب چھوڑ دو گی

ایمن نے نرمی مگر مضبوطی سے کہا

ہاں

میں وہ سب چھوڑ دوں گی

میں نے اپنی عزت کو

لوگوں کی نظروں میں نہیں

اپنے دل میں رکھنا ہے

لڑکے نے قہقہہ لگایا—

وہ قہقہہ

جو ایمن کے دل میں

ایک خنجر بن کر اترا

ایمن

تم مذاق کر رہی ہو؟

تم وہی لڑکی ہو

جس کے پیچھے ہزار لوگ لگے ہیں

تم خود کو کیوں ختم کر رہی ہو؟

یہ پردہ

یہ حجاب

یہ سب

تم پر جچتا نہیں

ایمن نے پہلی بار

سیدھی نگاہ سے اسے دیکھا

تم نے مجھے کبھی نہیں جانا

تمہیں میری شخصیت نہیں چاہیے تھی،

تمہیں صرف وہ ایمن چاہیے تھی

جو تصویروں میں لگی رہتی تھی،

جو لوگوں کے لیے بنتی تھی،

جو خود کو تباہ کر رہی تھی

تمہیں میرا پردہ برا کیوں لگ رہا ہے؟

کیونکہ تمہیں مجھ سے عزت نہیں

صرف میرا جسم چاہیے تھا

لڑکا چونکا،

پھر سختی سے بولا

اگر تم ایسے کپڑے پہنو گی

تو لوگ تمہیں کیوں دیکھیں گے ؟

پھر

میں تمہارے ساتھ کیوں رہوں ؟

مجھے ایک ماڈرن لڑکی چاہیے

مولوی کی بیٹی نہیں

ایمن کے دل میں

ایک آخری زخم لگا

مگر وہ مسکرائی بھی

پھر تم چلے جاؤ

تم جیسے لوگوں سے ہی

میں بچنے کی کوشش کر رہی ہوں

مجھے

مجھے اب اللہ کے سوا

کسی کی پسند نہیں چاہیے

لڑکا غصے سے بولا

ٹھیک ہے !

تم چاہو تو ختم کر دو

یہ رشتہ تمہاری مرضی !

لیکن یاد رکھنا،

ایک دن تمہیں اسی فیم کی ضرورت پڑے گی

اور تب تم واپس آنا چاہو گی

ایمن نے آہستہ سے کہا

میں نے فیم نہیں کھونا ،

میں نے اپنا آپ کھونا بند کیا ہے

جاؤ

میری زندگی اب تم جیسے لوگوں کے بغیر ہی اچھی ہے

وہ چلا گیا

تیز قدموں سے،

غصے میں،

اپنی اَنا میں ڈوبا ہوا

ایمن وہاں کھڑی رہی

ہوا اس کے حجاب کو ہلا رہی تھی،

مگر اس کا دل

آج پہلی بار مضبوط

اور بے خوف تھا

ماہ نور

آج گاؤں کی ہوا میں خوشبو اور چہل پہل دونوں شامل تھیں

ماہ نور نے پہلی بار

اپنی دونوں سہیلیوں—جویریہ اور عائشہ—کو گھر پر کھانے کی دعوت دی تھی

گھر کے صحن میں مٹی کی فرشی صفائی ہوئی تھی،

درخت کے نیچے دری بچھائی گئی تھی،

اور باورچی خانے سے

گھر کے کھانے کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی

جویریہ نے مسکراتے ہوئے کہا

ماہ نور تم نے تو بڑی تیاری کر رکھی ہے

عائشہ بولی

اور ہم پہلی بار تمہاری دادی سے بھی ملیں گی، نا

ماہ نور کا چہرہ روشنی سے بھر گیا

ہاں آج میں تم دونوں کو

ایک بہت بڑی نعمت سے ملوانے والی ہوں

میری دادی

وہ صرف میری نہیں،

روح کی روشنی ہیں

کھانے کے بعد

ماہ نور انہیں اندر لے کر گئی

دادی نیم سائے میں بیٹھی ذکر میں مشغول تھیں

سفید چادر، ہلکی تسبیح کی آواز،

اور چہرے پر وہ نور

جو قرآن اور سجدوں سے آتا ہے

جو ہی جویریہ اور عائشہ نے دادی کو دیکھا

ان دونوں نے بے اختیار

سر جھکا لیا

دل میں وہ احترام جاگزین ہو گیا

جو آج کے زمانے میں کم نظر آتا ہے

دادی مسکرا کر بولیں

السلام علیکم بیٹیو،

ماہ نور کی دوستیں ہو

تینوں نے ادب سے جواب دیا

دادی نے انہیں اپنے قریب بٹھایا

دادی نے اپنی میز سے

ایک پرانا قرآن اٹھایا

اس کے اس اوراق پر

وقت کی مہک تھی

مگر الفاظ میں تازگی

ابھی بھی زندہ تھی

دادی نے کہا

بیٹیو

دنیا نے عورت کو کمزور کہا،

لیکن قرآن نے عورت کو

رحمت کہا،

نور کہا،

اور نسلوں کی بنیاد کہا

آؤ، آج میں تمہیں وہ مقام سناؤں

جو اللہ نے عورت کو عطا کیا

اور جو دنیا نے بھلا دیا

جویریہ اور عائشہ

سانس روک کر سننے لگیں

دادی نے محبت سے آیت پڑھی

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ

اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت دی

پھر دادی بولیں

بیٹیو

اللہ نے انسان کو عزت بخشی،

عزت دی مگر عورت کو دوہری

کیوں

کیونکہ اللہ نے مرد پر کام رکھا،

رکھی لیکن عورت پر نسل کا امانت

اللہ نے مرد کو طاقت دی،

دیا لیکن عورت کو رحم

جس میں نئی زندگی پروان چڑھتی ہے

دل نہ ہو،

زندگی نہیں

اور عورت دل ہوتی ہے

تینوں لڑکیاں

گہری خاموشی میں ڈوب گئیں

دادی نے دوسری آیت پڑھی

اِلجَنَّةُ تَحتَ أقدامِ الأُمَّہَات

جنت ماں کے قدموں کے نیچے رکھی گئی

پھر بڑی محبت سے سمجھایا

اللہ نے کسی مرد کے قدموں میں جنت نہیں رکھی

کیوں؟

کیونکہ اللہ جانتا تھا

کہ عورت کے قدموں سے گزرے بغیر

کوئی انسان نیک نہیں بن سکتا

عورت گھر کی دیوار نہیں

گھر کی روح ہوتی ہے

بدن کے بغیر گھر کھڑا رہ سکتا ہے

مگر روح کے بغیر نہیں

عائشہ کی آنکھیں نم ہو گئیں

جویریہ کے دل میں

کچھ بہت گہرا اتر رہا تھا

ماہ نور کا دل

احساس کے بوجھ سے کانپنے لگا

دادی نے ہلکا سا وقفہ لیا

اور سورت ان نور کی آیت پڑھیں

وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ

پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں

دادی بولیں

اللہ نے قرآن میں عورت کو

بنایا ہے پاکیزگی کا معیار

مرد کی پاکیزگی عورت سے ماپی گئی

عورت کی نہیں

جو عورت اپنا پردہ رکھتی ہے،

اپنی حیا کی حفاظت کرتی ہے،

اپنی نگاہ نیچی کرتی ہے—

اللہ اس کے دل میں نور ڈال دیتا ہے

جو ہزار چراغوں سے زیادہ روشن ہوتا ہے

تینوں لڑکیوں کے چہرے

ڈوبتے سورج کی روشنی میں

اور زیادہ چمکنے لگے

دادی نے اپنا قرآن بند کیا

اور کہا

بیٹیو

یاد رکھو،

عورت اللہ کی نشانی ہے

اللہ نے مرد کو طاقت دی،

کی طاقت دی لیکن عورت کو زندگی بنانے

اللہ نے مرد کو ذمہ داری دی،

کی ذمہ داری دی لیکن عورت کو نسلوں کے اخلاق

اور جس عورت کے اندر اللہ کا خوف ہو

وہ خاندان نہیں

قوم کو سنوار دیتی ہے

تم تینوں

میری بہو کی سرداری ہو،

میرے گھر کی روشنی ہو،

اور اس زمانے کی امید ہو

ماہ نور کی آنکھیں نم ہو گئیں

عائشہ اور جویریہ نے

دادی کے ہاتھ چوم لیے

واپسی پر

تینوں لڑکیاں چپ تھیں

ان کے دل

علم اور نور سے بھر چکے تھے

جویریہ نے دھیرے سے کہا

ماہ نور

تمہاری دادی کے الفاظ

جیسا کبھی نہ سنا تھا

عائشہ بولی

آج پہلی بار

سمجھ آئی

کہ عورت کمزور نہیں

عورت تو زمین پر

اللہ کی امانت ہے

ماہ نور نے مسکرا کر کہا

اور آج مجھے احساس ہوا

کہ میری زندگی میں

میں اکیلی نہیں ہوں

میرے پاس تم دونوں،

امی، اور دادی

تین نسلوں کی روشنی ہے

اس دن سے

ان تینوں لڑکیوں کے دلوں میں

عورت کے مقام کی سمجھ

ہمیشہ کے لیے اتر گئی

ایمن

گھر پہنچ کر ایمن نے بیگ ایک طرف پھینکا

اور سیدھی اپنے کمرے میں جاکر دروازہ بند کر لیا

کمرے میں ہلکی روشنی جل رہی تھی

اور ایک عجیب سی خاموشی

اُس کے دل میں بھی اتر چکی تھی

اس نے موبائل اٹھایا

انسٹا گرام کھولا

نوٹیفیکیشن کی گھنٹیاں

اتنی تیزی سے نیچے کی طرف بہہ رہی تھیں

جیسے کوئی دریا طغیانی میں ہو

لاکھوں لائکیں

ہزاروں پیغامات

سینکڑوں تبصرے

تم بہت حسین ہو

آج کی ویڈیو زبردست

تمہاری مسکراہٹ بہت پیاری ہے

میں تم پر جان دوں

جو لفظ پہلے اسے خوش کرتے تھے

آج وہی لفظ

اسے کاٹنے لگے

ایمن کی آنکھیں بھر گئیں

اس نے آہستہ سے کہا

اِن سب لوگوں کے لیے بھی

میں وہی ہوں؟

ایک تو ا

ایک دکھاوا ؟

کیا میں نے خود کو یہی بنا لیا تھا

اُس کی سانس بھاری ہونے لگی

دل میں عجیب سی ٹیس اٹھی

اس نے TikTok کھولا

کچھ دیر تک

اپنی ہی مسکراتی، رقص کرتی،

اٹھی ہوئی زلفوں اور چمکتی آنکھوں والی ویڈیوز

تکتی رہی

پھر اس نے آہستہ سے کہا

یہ میں نہیں ہوں

یہ وہ لڑکی ہے

جو دوسروں کی نظریں خریدنے نکلی تھی

اس کے ہاتھ کانپنے لگے

دل سے ایک چیخ سی اُٹھی

بے آواز

لیکن بہت بھاری

اس نے موبائل مضبوطی سے پکڑا

اور اکاؤنٹ ختم کریں والے خانے پر انگلی رکھ دی

ذرا سی دیر ٹھہری

پھر

Delete Account

اسکرین چند لمحے ساکت رہی

اور پھر اچانک

سارا دھوکہ،

ساری رنگینی،

ساری دنیا

ایک لمحے میں ختم

ایمن کے اندر

جیسے کوئی بوجھ گر گیا ہو

دل ہلکا

اور آنکھیں بھاری ہو گئیں

وہ اٹھ کر وضو کرنے گئی

ٹھنڈا پانی اس کے چہرے پر لگا

تو اس کے دل کی ساری گرمی

سب شور

سب میل

بہتا چلا گیا

نماز کی طرف کھڑی ہوئی

آہستگی سے،

کمزور آواز میں،

بھرائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ

سجدے میں گئی

اور رک نہ سکی

وہ رو رہی تھی

دل پھٹ رہا تھا

اور زبان لرز رہی تھی

یا اللہ

میں بہت بھٹک گئی تھی

میری غلطیوں کو معاف کر دے

مجھے واپس وہ بنا دے

جو میں کھو بیٹھی تھی

اسی سجدے میں

اس نے پہلی بار

سکون محسوس کیا

وہ سکون

جو نہ لائکس میں تھا،

نہ ویڈیوز میں،

نہ تعریفوں میں،

نہ دوستیوں میں

اس رات

ایمن کے دل پر

ایک ہلکی سی روشنی اتری

اور کئی برس بعد

وہ پہلی بار

سوئی **پرسکون**

ماہ نور

دادی کے گھر سے واپسی کے بعد

ماہ نور، جویریہ اور عائشہ

دو تین دن تک

ایک عجیب سی کیفیت میں تھیں

گاؤں کے پیپل کے درخت کے نیچے

تینوں آج پھر اکٹھی بیٹھیں

ہوا میں نمی تھی،

اور شام کا ہلکا سا رنگ

ہر چیز کو سنجیدہ بنا رہا تھا

اچانک

جویریہ نے خاموشی کو توڑ دیا

ماہ نور عائشہ

ایک سوال دل میں بار بار آ رہا ہے

اگر عورت اتنی محترم ہے،

اتنی عظیم ہے،

اگر اس کا مقام اتنا بلند ہے

تو پھر کیوں

دنیا عورت کو ہی سب سے زیادہ آزماتی ہے؟

کیوں عورت ہی کو ہر موڑ پر

صبر، حیا، خاموشی، قربانی

سب کچھ زیادہ کرنا پڑتا ہے؟

کیا یہ انصاف ہے ؟

جویریہ کی آواز میں

دھیمی بغاوت تھی

ناراضگی نہیں،

پر گہرا سوال

ماہ نور نے اور عائشہ نے

ایک دوسرے کی طرف دیکھا

یہ سوال دونوں کے دلوں میں بھی بہت پہلے

اٹھ چکا تھا

ماہ نور نے فوراً کہا

چلو دادی کے پاس

یہ سوال صرف وہ ہی سمجھا سکتی ہیں

تینو ں دادی کے پاس پہنچیں

دادی تسبیح کر رہی تھیں

ان کی آنکھوں میں وہ سکون تھا

جو سمندر کو بھی شرما دے

جویریہ نے نظریں نیچی رکھتے ہوئے کہا

دادی ایک سوال ہے

اگر اجازت ہو تو

دادی نے تبسم سے کہا

بے شک، بیٹی

علم سوالوں سے کھلتا ہے،

شرم سے نہیں

جویریہ نے دل کی گہرائی سے سوال دہرایا

دادی نے چند لمحے خاموشی اختیار کی

پھر بہت نرم آواز میں بولیں

بیٹی

اللہ نے عورت کو بلند مقام ضرور دیا،

مگر اس مقام کی قیمت بھی رکھی ہے

بلندی ہمیشہ آزمائش کے ساتھ آتی ہے

مگر یاد رکھو

اللہ مرد کو طاقت دیتا ہے

اور عورت کو **برداشت**

کیوں

کیونکہ اللہ نے عورت کے اندر

نسلوں کو اٹھانے کی صلاحیت رکھی ہے

جو دل بچے کی تکلیف سہہ لیتا ہے،

وہ دنیا کی تکلیف بھی سہہ لیتا ہے

عورت کی آزمائشیں

سزا نہیں ہوتیں

ہوتی ہیں *اعزاز*

اللہ جب کسی کو بڑا مقام دینا چاہتا ہے

تو پہلے اس کا دل بڑا کرتا ہے

اور اللہ نے عورت کا دل

اتنا بڑا بنا دیا

کہ اس میں گھر، خاندان، محبت،

یہاں تک کہ قوم تک سمیٹ سکتی ہے

تینوں لڑکیاں

خاموش ہو کر سنتی رہیں

دادی نے ہلکی سی تسبیح کھٹکھٹائی

بیٹیو

مرد جسم کی دنیا سنبھالتا ہے،

لیکن عورت

روح کی دنیا سنبھالتی ہے

اور جس کے ہاتھ میں روح ہو

اسے اللہ خاص آزمائش دیتا ہے

کیونکہ روح کو سنبھالنا

جہاد سے کم نہیں

اس لیے عورت کی زندگی

آزمائشوں سے بھری ہوتی ہے

کیونکہ اللہ نے اسے

دی ہے ایک روحانی ذمہ داری

جو مرد سے کہیں بڑی ہے

جویریہ نے دھیرے سے پوچھا

تو دادی

کیا عورت کی خاموشی کمزوری نہیں بنتی

دادی نے مسکرا کر کہا

نہیں بیٹی

خاموشی کمزوری نہیں

حکمت ہے

جو عورت بولنے سے پہلے

سوچنا جانتی ہے،

وہ دنیا جیت سکتی ہے

مرد کا غصہ

گھر توڑتا ہے،

عورت کی خاموشی

گھر بچاتی ہے

اور بیٹی

گھر بچانا

دنیا جیتنے سے بڑا کام ہے

دادی نے ان کی طرف دیکھ کر کہا

لوگ کبھی عورت کو انصاف نہیں دیں گے

لوگ کبھی عورت کی قدر نہیں کریں گے

مگر اللہ کرتا ہے

عورت کا مقام

لوگوں کے دلوں میں نہیں—

اللہ کے عرش کے قریب ہے

اس لیے

عورت دنیا سے حساب نہ لے

اللہ سے اجر لے

اور جو عورت اللہ سے اجر لیتی ہے

وہ کبھی خسارے میں نہیں جاتی

ماہ نور کی آنکھیں بھر آئیں

عائشہ کے دل پر

سکون کی ایک لہر اتر ی

جو یر یہ کا سوال

جو بوجھ بنا تھا

آج روشنی بن گیا

واپسی پر

تینو ں لڑکیاں خاموش تھیں

مگر اس خاموشی میں خوف نہیں

ایمان تھا،

سمجھ تھی،

اور عورت ہونے کا فخر

جو یر یہ نے آہستہ کہا

آج مجھے پہلی بار لگا

کہ عورت کا راستہ مشکل ضرور ہے

لیکن یہی راستہ

اللہ کے سب سے قریب لے جاتا ہے

ماہ نور نے کہا

ہاں

آج مجھے سمجھ آیا

کہ عورت کمزور نہیں

عورت وہ ہے

جس پر اللہ بھروسہ کرتا ہے

عائشہ نے دھیرے سے کہا

اور جو عورت اللہ پر بھروسہ کرے

اسے کون ہلا سکتا ہے

تینوں نے

چپ چاپ دل میں شکر ادا کیا

ایمن

اگلی صبح ایمن حجاب اوڑھ کر

صاف سادہ لباس میں

یونیورسٹی کے دروازے سے اندر داخل ہوئی

قدم آہستہ تھے

لیکن دل پُر سکون

اس کی آنکھوں میں وہ بھولے ہوئے وقار کی چمک تھی

جو برسوں سے کہیں دب گئی تھی

پیچھے سے مناہل اور عریشہ کی آواز آئی

ایمن

وہ دونوں بھاگتی ہوئی آئیں

مگر جیسے ہی اُن کی نگاہ ایمن پر پڑی

دونوں ٹھٹک گئیں

عریشہ نے آنکھیں سکیڑ کر اوپر سے نیچے تک دیکھا

یہ کیا اسٹائل ہے؟

کوئی مسئلہ ہوا ہے؟

کل تک تو تم

بالکل اور طرح کی تھیں

مناہل نے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا

ایمن، سچ بتاؤ،

تمہارے گھر والوں نے کچھ کہا ہے؟

یا کسی نے یونی میں بات کر دی؟

یہ حجاب یہ سنجیدگی

ہمیں تو سیدھا سادہ نہیں لگ رہا

ایمن نے مسکرا کر سر ہلایا

نہیں

میرے گھر والوں نے کچھ نہیں کہا

اور نہ ہی کسی نے ڈانٹا ہے

عریشہ نے ہنس کر کہا

تو پھر؟

یہ اچانک تقدس؟

؟کیا کوئی خواب آگیا تھا رات کو

ایمن نے اس کی طنزیہ ہنسی کو نظرانداز کیا

نہیں

مجھے بس سمجھ آگیا ہے

کہ ہم جس چیز کے پیچھے بھاگ رہے تھے

وہ صرف دھوکہ تھا

میں نے اپنے ہی کانوں سے سنا ہے

لوگ ہمارے بارے میں کیا سوچتے ہیں

وہ ہمیں عورت بھی نہیں سمجھتے

صرف جسم سمجھتے ہیں

صرف تماشہ

مناہل نے فوراً گہری سانس لی

تو کیا ہوا؟

لوگ باتیں تو کرتے ہی ہیں

کیا ہوا اگر کسی لڑکے نے کچھ کہہ دیا؟

ہمیں اپنی زندگی جینی ہے،

؟ لوگوں کے ڈر سے کیوں رکنا

عریشہ نے ہلکی جھنجھلاہٹ کے ساتھ کہا

اور ویسے بھی،

تمہارے 'فالوور' تو لاکھوں تھے

انہیں کیوں چھوڑا؟

یہ تو بے وقوفی ہے ایمن

ہم اتنی محنت کرتے ہیں

اور تم

سارا کچھ ایک رات میں ختم

ایمن نے ہلکے لہجے میں کہا

میں نے محنت نہیں کی تھی،

میں نے اپنے آپ کو بیچا تھا

عزت کو

وقار کو

اور سب سے بڑھ کر

اپنی پہچان کو

وہ سب میں واپس لے رہی ہوں

مجھے اب اِن چیزوں کی ضرورت نہیں

لمحہ بھر کو خاموشی چھا گئی

مناہل نے نظریں چراتے ہوئے پوچھا

تو پھر

ہم سے بھی فاصلہ رکھو گی ؟

؟ ہمیں بھی غلط سمجھتی ہو

ایمن نے نرمی سے کہا

تم دونوں میری دوست تھیں

ہو بھی

لیکن راستے الگ ہو سکتے ہیں

بغیر دل میں نفرت رکھے

میں بدل رہی ہوں

اور یہ میرا فیصلہ ہے

مجھے اب وہ زندگی نہیں چاہیے

جہاں میں دوسروں کی خوشی کے لیے

خود کو بے نقاب کرتی رہوں

عریشہ نے پیچھے ہٹ کر کہا

ٹھیک ہے

جو کرنا ہے کرو

ہم ویسے ہی رہیں گے جیسے ہیں

ہمارے پاس سب کچھ ہے

آزادی بھی،

شہرت بھی،

دلچسپی بھی

تم چاہو تو پچھتا لینا،

ہم نہیں بدل رہے

مناہل نے آخری بار پوچھا

یقین ہے؟

تم واقعی یہی چاہتی ہو

ایمن نے پرُ سکون آواز میں کہا

ہاں میں یہی چاہتی ہوں

کیونکہ پہلی بار

مجھے اپنی ذات کی خوشبو آئی ہے

مناہل اور عریشہ خاموشی سے پیچھے ہٹ گئیں

تینوں ساتھ کھڑی تھیں

مگر دلوں کے راستے اُس لمحے جدا ہو گئے

ایمن تنہا چل پڑی

مگر اس تنہائی میں

ایک عجیب سی روشنی

اور عجیب سا حوصلہ شامل تھا

ماہ نور

گاؤں میں یہ معمول کی صبح تھی

سورج ابھی پوری طرح نکلا نہیں تھا،

اور مرغ کی آوازیں ہر طرف گونج رہی تھیں

ماہ نور اپنے گھر کے باہر کھڑی

گاؤں کی گلی کو دیکھ رہی تھی

اچانک اس نے دور سے دیکھا

ایک عورت دروازے سے لنگڑا کر نکل رہی تھی،

اور اس کا شوہر اسے سہارا دے رہا تھا

ماہ نور نے پوچھا

خالہ کیا ہوا ہے؟

؟اتنی تکلیف میں کیوں ہو

عورت نے آہستہ سے کہا

بیٹی بخار تین روز سے ہے

گاؤں میں کوئی حکیم نہیں رہا

دوسرے گاؤں جانا پڑے گا

پتہ نہیں وقت ملے گا یا نہیں

یہ کہہ کر وہ چلی گئی

ماہ نور بہت دیر تک اس عورت کی طرف دیکھتی رہی

اس کے دل میں ایک عجیب سی گرمی اٹھی

ایک خواہش، ایک درد، ایک سوال

کاش میرے گاؤں میں کوئی ہوتا

جو لوگوں کا دکھ، بیماری، تکلیف

سب سنبھال لیتا

اس کے دل نے وہی لمحہ فیصلہ کر لیا

مجھے ڈاکٹر بننا ہے

لیکن اُس زمانے میں ڈاکٹر لفظ نہیں تھا

کہا جاتا تھا علاج کرنے والوں کو **حکیم، طبیب یا معالجہ کار**

ماہ نور یہی بننا چاہتی تھی

اپنے زمانے کی ڈاکٹر

غروبِ آفتاب کے وقت

ماہ نور دادی کے پاس جاکر بیٹھ گئی

چہرے پر ہلکی سی گھبراہٹ ،

اور دل میں ایک نئی آگ

دادی نے پوچھا

ماہ نور کیا بات ہے؟

چہرہ بتا رہا ہے

کہ دل میں کوئی نیا نور اترا ہے

ماہ نور نے ہمت کر کے کہا

دادی

میں دیکھ رہی ہوں کہ گاؤں میں

کوئی بھی نہیں جو لوگوں کا علاج کرے

کوئی دائی ہے نہ حکیم

بچے، بوڑھے، عورتیں

سب مشکل میں ہیں

دادی

میرا دل چاہتا ہے

کہ میں لوگوں کی خدمت کروں

میں میں طبیبہ بننا چاہتی ہوں

اپنے زمانے کی ڈاکٹر

دادی نے حیرت سے ماہ نور کی طرف دیکھا—

پھر چہرے پر ایک خاموش مسکراہٹ پھیل گئی

بیٹی یہ تو بہت بڑی نیکی ہے

عورت اگر علمِ علاج سیکھ لے

تو وہ پورے گاؤں کے لیے رحمت بن جاتی ہے

یہ وہ راستہ ہے

جس پر چلنے والی لڑکی

زمین نہیں،

دلوں پر حکمرانی کرتی ہے

ماہ نور کے دل میں اُمید کی کرن پھوٹ گئی

دادی نے ماہ نور کے قریب بیٹھ کر کہا

بیٹی، ہمارے زمانے میں

طبیبہ بننے کا راستہ

مدرسوں یا یونیورسٹیوں میں نہیں ہوتا

علم ہاتھ سے ہاتھ چلتا ہے

جیسے نور چلتا ہے

اگر تم واقعی طبیبہ بننا چاہتی ہو

تو تین جگہوں سے علم حاصل کیا جاتا ہے

گاؤں کی بوڑھی دائیوں سے

وہ عورتوں کے علاج،

زچگی،

جڑی بوٹیوں،

اور جسمانی درد کے علاج میں ماہر ہوتیں

حکیم یا طبیب سے

وہ جڑی بوٹیوں کا علم،

نبض دیکھنا،

بخار اور درد کا علاج،

اور خشک و تر مزاج سکھاتے ہیں

قرآن اور سنت سے

کیونکہ اصل علم

اللہ کی کتاب سے ملتا ہے

اور شفا بھی اسی میں ہے

ماہ نور کی آنکھیں چمکنے لگیں

دادی نے کہا

میرے بابا ایک بڑے حکیم تھے

ان کی کتابیں اور نسخے

اب بھی میرے کمرے میں رکھے ہیں

اگر تم سیکھنا چاہتی ہو

تو پہلے وہ پڑھو گی

پھر میں تمہیں

ایک بڑی دائی کے پاس بھیجوں گی

جو ہمارے قبیلے کی سب سے ماہر عورت تھی

پھر جب تم دونوں علموں پر مضبوط ہو جاؤ

تو تم گاؤں کی عورتوں کا سہارا بن جاؤ گی

ماہ نور کی سانس تھم گئی

دادی کیا آپ واقعی سمجھتی ہیں

؟کہ میں یہ سب کر سکتی ہوں

دادی نے مسکرا کر کہا

بیٹی

جس لڑکی کے دل میں دوسروں کا درد ہو

وہ دنیا کا سب سے بڑا علاج ہے

باقی علم تو راستے میں ملتا جائے گا

ماہ نور کی آنکھوں میں چمک بھر گئی

آج پہلی بار اس نے

اپنے مستقبل کی شکل دیکھی تھی

رات کو

ماہ نور نے قرآن کھول کر پڑھا

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ

اور جب میں بیمار ہوتا ہوں

تو وہ (اللہ) ہی مجھے شفا دیتا ہے

ماہ نور نے دل ہی دل میں دعا کی

یا اللہ

مجھے وہ ہاتھ دے

جو تیرے بندوں کی تکلیف دور کرے

اور مجھے وہ علم دے

جس سے تیرے بندوں کو شفا ملے

آج

ماہ نور کا مقصد

ایمان کی طرح مضبوط ہو گیا تھا

ایمن

ایمن نے کتاب بند کر دی

صفحات جیسے اب بھی اس کی انگلیوں میں لرز رہے تھے

وہ گہری سانس لے کر کرسی سے ٹیک لگا گئی

کھڑکی کے باہر شام کا ہلکا سا اندھیرا پھیل رہا تھا،

لیکن ایمن کے دل میں روشنی بڑھ رہی تھی

اس نے آہستہ سے خود سے کہا

کیا واقعی

پردے اور اسلام نے انہیں اتنی عزت دی تھی؟

اتنی مضبوطی ؟

اتنی وقار

وہ ایک پل کے لیے آنکھیں بند کر کے

ماہ نور، جویریہ اور عائشہ کی پوری کہانی

اپنے ذہن میں دوہرانے لگی

ایمن نے دل میں چند لفظ دہرائے

پردہ بندش نہیں

پردہ حفاظت ہے

ماہ نور، جویریہ اور عائشہ

کوئی کمزور نہیں تھیں

وہ پردے میں رہ کر

دنیا سے زیادہ عزت والی تھیں

ایمن نے سوچا

جنہوں نے اپنی آنکھوں کو جھوک رکھا

دنیا نے ان کے سر بلند کر دیے

یہ ہے پردہ

اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی

وہ مسکراہٹ جو سمجھ آنے والی خوشی سے نکلتی ہے

اس نے کتاب کے آخری الفاظ یاد کیے

اسلام عورت کو گم نہیں کرتا

بلند کرتا ہے

ایمن نے سر اٹھایا

کھڑکی سے ہلکی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی

ہاں

یہ اسلام ہی تھا

جس نے ماہ نور کو راستہ دیا،

جویریہ کو نور دیا،

اور عائشہ کو مقام دیا

اسلام نے انہیں گم نہیں ہونے دیا

لوگوں میں بھی،

دلوں میں بھی،

تقدیر میں بھی

ایمن نے اپنے دوپٹے کے کونے کو دیکھا

کیا

اگر میں بھی حیا کو اپنا کر چلوں

؟ تو میری زندگی بھی بہتر ہو سکتی ہے

یہ سوال کسی نے اسے نہیں پوچھا

یہ سوال اس کے دل نے خود پیدا کیا تھا

وہ سوچنے لگی

پردہ تو حفاظت ہے

- حیا عزت ہے
- اسلام عورت کو بوجھ نہیں

بناتا ہے **رحمت**

ایک عجیب سا سکون

اس کے دل میں اترنے لگا

ایمن نے کتاب کو سینے سے لگایا

اور دھیرے سے کہا

اللہ

اگر ان کے راستے میں اتنی روشنی تھی

تو مجھے بھی اسی طرف کر دے

اس نے آسمان کی طرف دیکھا

اور زیرِ لب کہہ دیا

اگر میں اپنے رول ماڈل

سیدہ فاطمہؓ اور سیدہ زینبؓ کو بنالوں

تو کیا میں بھی کبھی گمراہ نہیں ہو گی

اور دل نے جواب دیا

نہیں

کبھی نہیں

ایمن نے چادر کو درست کیا،

روشنی بند کی،

اور آہستہ سے بستر پر لیٹ گئی

لیکن اس رات

نیند اسے دیر سے آئی

کیونکہ اس کے دل میں

ایک نئی سوچ،

ایک نئی پہچان،

اور ایک نئی سمت جاگی تھی

وہ ایک نئی ایمن بننے جا رہی تھی

ماہ نور

گاؤں کی رات پر سکون تھی

آسمان پر چاند ہلکی روشنی بکھیر رہا تھا

ماہ نور دادی کے کمرے کے دروازے پر خاموش کھڑی تھی

ایک عجیب سا شوق اور لرزش اس کے دل میں تھی

دادی نے اندر سے آواز دی

آ جاؤ، ماہ نور

میں تمہارا انتظار ہی کر رہی تھی

ماہ نور نے آہستہ قدموں سے کمرے میں داخل ہو کر دیکھا

ایک گوشہ ایسا تھا جیسے وقت وہاں ٹھہر گیا ہو

پرانی لکڑی کی الماریاں

دھیمی خوشبو والے کاغذات

تسبیح کے دانوں کی رنگت

اور دھیمی روشنی میں چمکتی ایک پرانی سندوقچی

دادی نے مسکرا کر کہا

آج تمھیں اپنی زندگی کی پہلی کتاب دوں گی

وہ کتاب، جس سے علم نہیں

شفا جنم لیتی ہے

ماہ نور کی سانس رک گئی

دادی نے سندوقچی کھولی

اس میں کپڑوں میں لپٹی ہوئی

ایک بھاری، موٹی کتاب رکھی تھی

دادی نے اسے نہایت احترام سے اٹھایا

یہ کتاب میرے بابا کی ہے

جو ہمارے علاقے کے سب سے بڑے حکیم تھے

لوگ انہیں میلوں دور سے بلاتے تھے

کا خزانہ ہے   یہ کتاب *نسخہ جات، امراض، جڑی بوٹیوں اور طبِ نبوی*

ماہ نور نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا

دادی کیا یہ واقعی بابا کی لکھی ہوئی ہے

دادی نے سر ہلایا

ہاں بیٹی

پرانے وقتوں میں علم کتابوں سے نہیں،

دلوں سے نکل کر کاغذ پر آتا تھا

یہ کتاب صرف علم نہیں

یہ برکت ہے

دادی نے ماہ نور سے کہا

بیٹی، اس کتاب کو ہاتھ لگانے سے پہلے

ایک بار بسم اللہ پڑھو

یہ کوئی عام کتاب نہیں

ہیں اس میں لوگوں کے درد کے علاج

ماہ نور نے آہستہ سے بسم اللہ پڑھی

اور کتاب کو دونوں ہاتھوں میں لے لیا

کتاب کے صفحات بھاری تھے،

اور تحریر ہاتھ سے لکھی ہوئی تھی

الفاظ کے نیچے دادی کے بابا کے نوٹس،

جڑی بوٹیوں کی تصویریں،

اور طبِ نبوی سے متعلق حوالہ جات درج تھے

ماہ نور نے آنکھیں بھری آواز میں کہا

دادی یہ تو خزانہ ہے

دادی مسکرادیں

دادی نے کہا

ماہ نور یاد رکھنا

طبیب کا ہاتھ

صرف تب شفا دیتا ہے

جب اس کا دل اللہ سے جڑا ہو

جڑی بوٹیاں

خدا کی بنائی ہوئی دوا ہیں

ان میں شفا انسان نہیں،

اللہ رکھتا ہے

مسکراہٹ ، نرم لہجہ

اور خدمت کا شوق

یہ بھی علاج ہیں

اور سب سے اہم

طبیب کے لیے حیا

اتنی ضروری ہے

جتنی دوا

بے پردہ طبیب،

دوا میں برکت کھو دیتا ہے

ماہ نور نے گہری سانس لی—

ہر لفظ اس کے دل میں کندہ ہو رہا تھا

دادی نے ماہ نور کا ہاتھ پکڑا

اور کہا

آ جاؤ، آج پہلا سبق دوں گی

انتہائی بنیادی،

مگر سب سے اہم

نبض دیکھنا

قدیم زمانے کے حکیم

صرف نبض سے بیماری پہچان لیتے تھے

نبض انسان کی اندرونی کہانی ہوتی ہے

دادی نے اپنی کلائی دکھائی

یہاں، بیٹی

انگلیاں رکھو

زور سے نہیں

نرمی سے، جیسے کسی پھول کو چھوتے ہیں

ماہ نور نے تین انگلیاں دھیرے سے رکھیں

ایک دھیمی تھرتھراہٹ اس کے ہاتھ میں آئی

دادی بولیں

ہوتی ہے نبض جسم کا پیغام

اگر طبیب اسے سمجھ لے

تو آدھے مرض کی تشخیص ہو جاتی ہے

ماہ نور کی آنکھوں میں حیرت اور شوق بھر گیا

آخر میں دادی نے کہا

ماہ نور

یہ راستہ لمبا ہے،

مشکل ہے،

لیکن نور سے بھرا ہوا ہے

اگر تم نے خدمت کی نیت رکھی

تو اللہ تمہارے ہاتھ میں

بندوں کی تکلیف دور کرنے کی طاقت رکھ دے گا

اور یاد رکھنا—

طبیب کا سب سے بڑا ہتھیار

دوا نہیں

ہوتا ہے **خلوص**

ماہ نور نے کتاب سینے سے لگا لی

آج اس نے

اپنے مستقبل کا پہلا سبق لے لیا تھا

رات کے آخر میں

ماہ نور نے چراغ کی روشنی میں بیٹھ کر

کتاب کا پہلا صفحہ کھولا

پہلا جملہ لکھا تھا

دعا سے شروع کرو

شفا اللہ کے ہاتھ میں ہے،

طبیب تو صرف ذریعہ ہے

ماہ نور کی آنکھیں نم ہو گئیں

اسے احساس ہوا

وہ صرف بڑی نہیں ہو رہی تھی

وہ رحمت بننے کے راستے پر قدم رکھ رہی تھی

ایمن

کتاب بند ہو چکی تھی

کمرے میں اندھیرا پھیل رہا تھا

اور ایمن

چادر میں لپٹی بیٹھی

سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی

ماہ نور، جویریہ اور عائشہ

اس کے اندر کہیں گونج رہی تھیں—

ان کی پاکیزگی،

ان کی زندگی،

ان کا وقار

لیکن

اچانک ایمن کے دل نے

ایک خوفناک سا سوال اٹھایا

اس نے خود سے کہا

وہ تو پرانے زمانے کی لڑکیاں تھیں

ان کے ارد گرد ماحول بھی سادہ تھا،

لوگ بھی سیدھے تھے،

دنیا بھی آہستہ تھی

پھر بات سمجھ میں آتی ہے کہ

پردے نے انہیں عزت دی

ایمن کی آنکھیں نم ہو گئیں

مگر میں ؟

میری دنیا تو بدل چکی ہے

میری زندگی

میری غلطیاں

میرے فیصلے

اس نے اپنی ہتھیلی پر سر رکھ لیا

کمرے میں گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی

اور ایمن کے دل کی دھڑکن

اس سے بھی تیز

ایمن نے ہمت کر کے دل سے پوچھا

کیا واقعی

آج کے دور میں بھی

پردہ عزت دیتا ہے

چند لمحے گزرے

اور اس کی آنکھوں میں

ایک پرُانا زخم جاگ اٹھا

کیا میرا پردہ

میری پچھلی رسوائیاں

چھپا لے گا

یہ وہ سوال تھا

جو وہ کبھی کسی سے نہیں کر سکی تھی

وہ سوال

جو اُس کے دل کے سب سے اندھیرے کونے میں قید تھا

اس نے آہستہ سے چادر کو مضبوطی سے تھاما—

جیسے ڈر گئی ہو کسی چیز سے

ایمن نے کتاب دوبارہ اپنے پاس رکھی

اور ماہ نور، جویریہ، عائشہ کی تصویر

دل میں بنائی

اچانک

ایک خیال اس کے دل میں اُبھرا

ایک ایسا خیال

جو شاید زندگی کا پہلا سچا جواب تھا

عزت زمانے سے نہیں ملتی

دین سے ملتی ہے

وقار لوگوں سے نہیں آتا

اللہ سے آتا ہے

پردہ زمانوں سے نہیں بدلتا

ارادے سے بدلتا ہے

پھر اس نے سوچا

اگر اسلام نے انہیں بچایا

تو مجھے کیوں نہیں بچا سکتا؟

میں کون سا اللہ کی رحمت سے باہر ہوں

ایمن کی آنکھوں سے

خاموش آنسو بہہ گئے

اس نے چادر آنکھوں تک کر لی

اور آہستہ سے کہا

یا اللہ

میرا ماضی بہت بھاری ہے

میں کمزور ہوں،

ٹوٹ چکی ہوں،

غلطیوں میں پھنس چکی ہوں

پر اگر تو چاہے

تو کیا میری عزت بھی

ویسی ہی کر سکتا ہے

جیسے ماہ نور، جویریہ اور عائشہ کی کی؟

چند لمحوں کے بعد

دل کے اندر سے

آہستہ آہستہ

ایک جواب اُبھرا

نرم، گرم، اور روشنی بھرا

ہاں

اگر تو واقعی بدلنا چاہے

تو اسلام تیری ہر رسوائی کو

عزت میں بدل دے گا

جب اللہ چھپانے پر آ جائے

تو پہاڑوں جتنی غلطیاں بھی

ریت کے ذروں کی طرح

مٹ جاتی ہیں

ایمن کے لب کپکپا گئے

اس نے خود کو سنبھالا

اور دھیرے سے کہا

میں

پھر شاید

ایک نئی زندگی شروع کر سکتی ہوں

اور اُس رات

ایمن پہلی بار

خود کو معاف کرنے کے قریب ہو گئی تھی

ماہ نور

صبح بہت پر سکون تھی

سورج ابھی نرم تھا،

اور اس کی روشنی گاؤں کی کچی اینٹوں والے گھروں پر

سونے جیسی چمک ڈال رہی تھی

آج ماہ نور کے دل میں

ایک نئی دھڑکن تھی

ایک نئی امید،

ایک نیا سفر

دادی نے اسے فجر کے بعد ہی جگا دیا تھا

بیٹی

آج تمہارا پہلا دن ہے

آج تمہیں علمِ شفا کی اصل بنیاد ملے گی

بڑی دائی تمہارا انتظار کر رہی ہے

ماہ نور نے جلدی سے چادر اوڑھی،

کتاب اور صفائی کا کپڑا لیا،

اور دادی کے ساتھ گھر سے نکل پڑی

بڑی دائی گاؤں کے کنارے

ایک پرانے مٹی کے گھر میں رہتی تھیں

بال سفید،

چہرے پر جھریاں مگر نور بھرا ہوا،

آنکھوں میں وہ سختی

جو عمر بھر کے تجربے سے آتی ہے

گاؤں میں ہر عورت ان کا احترام کرتی تھی—

کیونکہ وہ وہ عورت تھیں

جو سینکڑوں بچوں کو دنیا میں لائی تھیں،

سینکڑوں عورتوں کی تکلیفوں کی دوا بنیں تھیں،

اور جن کے ہاتھ میں شفا تھی

جب دادی نے دروازہ کھٹکھٹایا

تو اندر سے بھاری مگر پیاری آواز آئی

آ جاؤ

ماہ نور آئی ہے نا ؟

میں جانتی تھی، یہ دن آئے گا

ماہ نور حیران رہ گئی

بڑی دائی دروازے پر کھڑی تھیں

جیسے وہ اس کی پیدائش سے آج تک

سب کچھ جانتی ہوں

بڑی دائی نے سب سے پہلے

ماہ نور کو اوپر سے نیچے تک دیکھا

طبیبہ بننا چاہتی ہو، بیٹی؟

یہ راستہ مشکل ہے

یہاں کھانا بھولنا پڑتا ہے،

نیند بھولنی پڑتی ہے،

اور کبھی کبھی اپنا دکھ بھی بھولنا پڑتا ہے

کیونکہ دوسروں کے درد پہلے ہوتے ہیں

تم تیار ہو

ماہ نور نے اعتماد کے ساتھ کہا

جی دائی اماں

میں خدمت کرنا چاہتی ہوں

دائی اماں مسکرا دیں

خدمت ہی تو اصل علم ہے

اچھا

پہلا سبق شروع کرتے ہیں

بڑی دائی نے کہا

طبیبہ کا ہاتھ

صاف ہونا چاہیے

صفائی نصف ایمان ہے

لیکن علاج کے لیے

پورا ایمان ہے

یہ کپڑا لو

اسے دھو،

پھر اس جگہ بچھاؤ

جہاں ہم بیٹھیں گے

یہ تمہارے ہاتھ کا امتحان ہے

ماہ نور نے فوراً پانی بھر کر

کپڑا دھویا،

نچوڑا،

اور صاف جگہ پر بچھا دیا

بڑی دائی نے سر ہلا کر کہا

گھبراہٹ نہیں،

احتیاط

یہی طبیبہ کی پہلی خوبی ہے

بڑی دائی نے ماہ نور کو پاس بلایا

بیٹی، آج نبض نہیں

چہرہ پڑھنا سکھاؤں گی

قدیم حکیم کہتے تھے

چہرہ کتاب ہوتا ہے،

اور طبیب قاری

دیکھو

انہوں نے اپنے ہاتھ میں آئینہ لیا

اور ماہ نور کو دکھایا

آنکھوں کے نیچے سیاہی

جسم میں کمزوری

چہرے کی زردی

یا تو بخار یا خون کی کمی

ہونٹوں کے کنارے سوکھنا

جسم میں پانی کی کمی

یہ سیکھ لو

تو آدھا علاج آسان ہو جاتا ہے

ماہ نور آنکھیں کھولے سنتی رہی

بڑی دائی نے پچھواڑے میں لے جا کر

ٹوکری اٹھائی

یہ جڑی بوٹی 'بھانگڑی' ہے

بخار میں فائدہ دیتی ہے

یہ 'سونف'

پیٹ کے درد کی ماہر ہے

یہ 'اشوگندھا'

کمزوری دور کرتی ہے

یہ 'پالہ'

چوٹ اور سوجن کے لیے

ماہ نور نے ہر بوٹی کے

رنگ، خوشبو، پتّے اور استعمال

بہت غور سے دیکھا

بڑی دائی نے کہا

بیٹی، جڑی بوٹی

صرف گھاس نہیں ہوتی

یہ زمین کی دوا ہے

اللہ نے اسے پیدا کیا

انسان کی تکلیف دور کرنے کے لیے

بڑی دائی نے ماہ نور کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا

آج سے تم میری شاگرد ہو

میں تمہیں

زچگی، جڑی بوٹیاں، نبض،

عورتوں کے امراض،

اور گھر میں کیے جانے والے علاج

سب سکھاؤں گی

ایک دن آئے گا

جب پورا گاؤں

تمہارے پاس آئے گا

جان رکھنا

جو اللہ کے بندوں کو شفا دیتا ہے

اس کی زندگی

نور سے بھر جاتی ہے

ماہ نور کی آنکھوں سے

آنسو ٹپک پڑے

دائی اماں

میں پوری کوشش کروں گی

کہ آپ کا نام روشن کروں

دائی نے مسکرا کر کہا

بیٹی، نام روشن نہیں

دل روشن کرو

نام خود روشن ہو جائے گا

گھر جاتے ہوئے

ماہ نور کو لگ رہا تھا

جیسے اس کے اندر

ایک نئی جان جاگ گئی ہے

آج اس نے صرف علم نہیں سیکھا

اپنی قسمت کا راستہ پکڑا

ایمن

اگلی صبح

ایمن نے یونیورسٹی جانے کے لیے دوپٹہ تو معمول کے مطابق لیا

مگر آج اس نے اسے ذرا

زیادہ احترام سے تھاما تھا

دل میں عجیب سا سکون،

اور دماغ میں کل رات کی سوچیں چل رہی تھیں

وہ یونیورسٹی کے گیٹ تک پہنچی

اور وہیں کھڑے کھڑے

اس نے پہلی چیز محسوس کی

لڑکی آرہی تھی سامنے سے ایک **حجابی**

کالے عبایا میں،

آہستہ چلتی،

سر جھکائے،

اور چہرے پر بے حد وقار

ایمن نے حیرت سے دیکھا

کہ جیسے ہی وہ لڑکی پورچ کے پاس پہنچی

دو لڑکے جو بات کر رہے تھے

ہو گئے خود بخود **چپ**

ایمن ٹھٹھک گئی

چند قدم بعد

ویسے ہی ایک اور باحیا لڑکی گزری،

سفید نقاب،

ہلکی سی خوشبو،

اور متانت

ایمن نے نوٹ کیا

کچھ لڑکے فوراً دوسری طرف دیکھنے لگے

- دو تین لڑکے راستے سے ہٹ گئے
- چند لڑکیوں نے اس کا احترام سے سلام کیا
- کوئی بھی اس کے سامنے بے ادبی سے نہیں بولا

ایمن نے اندر سے کہا

سبحان اللہ

اس نے حیرانی سے دیکھا کہ

نقاب اور حیا

صرف جسم کو نہیں ڈھانپ رہے تھے—

یہ تو دلوں کو جھکا رہے تھے

ایمن نے خود سے سوال کیا

کل رات میں سوچ رہی تھی

کہ پردہ آج کی دنیا میں عزت دیتا بھی ہے یا نہیں

ابھی یہ منظر

زندہ جواب ہے

بے شک اسلام سچا ہے

اور حیا ہمیشہ قابلِ احترام ہوتی ہے

وہ کیفے کی طرف چلی

پر ذہن میں وہ منظر بار بار گھومتا رہا

دوپہر میں کلاس کے بعد

ایمن عمارت کی سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی

کہ سامنے سے ایک اور حجابی لڑکی آ رہی تھی

جیسے ہی وہ قریب آئی

دائیں طرف کھڑے لڑکوں نے

بالکل سامنے سے ہٹ کر جگہ دی

کوئی کچھ بولا نہیں،

کوئی ہنسا نہیں،

کوئی نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا

ایمن نے اس منظر کو

دل کی گہرائی میں محسوس کیا

یہ بہت خوبصورت ہے

چند لمحوں کے لیے

اسے لگا جیسے حجابی لڑکی

ایک عام انسان نہیں

جیسے وہ

عزت کے تاج میں لپٹی ہوئی ہو

اسی لمحے

ایمن کے دل نے آہستہ سے کہا

دیکھ لیا ؟

پردہ روکنے والا نہیں

عزت دینے والا ہے

وہ کیمپس کے سبز لان کے پاس رکی،

ہلکی ہوا چل رہی تھی،

اور اس نے ایک گہری سانس لی

مجھے کیوں نہ پردہ کرنا چاہیے ؟

یہ تو خود خالقِ کائنات کا بتایا ہوا

ڈریس کوڈ ہے

جس نے ماہ نور، جویریہ اور عائشہ کو مضبوط رکھا

وہ مجھے کیوں نہیں رکھے گا

ایمن کی آنکھیں نم ہو گئیں

مگر وہ آنسو کمزوری کے نہیں،

سمجھ آنے کے تھے

ایمن نے اپنے دوپٹے کو ٹھیک کیا

اور پہلی بار

دل میں سوچا

میں بھی حیا کو سینے سے لگاؤں گی

میں بھی اللہ کے حکم کے مطابق چلوں گی

میرا ماضی کیسا تھا

اب یہ نہیں اہم

اہم یہ ہے کہ

میں آج سے کیسی بن رہی ہوں

اس کے دل میں پہلی بار

کا ایک پودا اُگنے لگا— **اطمینان**

ایسا اطمینان

جو صرف اللہ کے راستے پر چل کر ملتا ہے

ماہ نور

دن ڈھل رہا تھا

گاؤں کے پیچھے بہنے والی چھوٹی سی نہر کے کنارے

وہی پرانا پیپل کا درخت

جس کے سائے میں تینوں اکثر بیٹھا کرتی تھیں—

آج پھر ان کا انتظار کر رہا تھا

ماہ نور ہاتھ میں دادی کی دی ہوئی طبّی کتاب لیے

ہلکے ہلکے قدموں سے وہاں پہنچی

جویریہ پہلے ہی بیٹھ کر تسبیح پڑھ رہی تھی،

اور عائشہ پھولوں کی پتیاں الگ کر کے

کسی خیال میں گم تھی

ماہ نور کو دیکھ کر دونوں کے چہرے کھل اٹھے

جویریہ بولی

کہاں غائب تھیں ماہ نور؟

آج تو پورا دن تمہاری شکل نہیں دیکھی

عائشہ نے پیار سے مسکرا کر کہا

لگتا ہے آج بھی دادی کے ساتھ تھیں

ماہ نور نے چادر ٹھیک کی،

کتاب گھٹنوں پر رکھی

اور آہستہ سے کہا

ہاں

اور آج بہت بڑا دن تھا

دادی اماں نے مجھے

پہلی طبّی کتاب دی ہے

اور

میری تربیت بڑی دائی کے پاس شروع ہو گئی ہے

جویریہ اور عائشہ کے چہروں پر حیرت اور خوشی اُبھری

ماہ نور نے محبت سے کہا

میرے دل میں ہمیشہ سے تھا

کہ میں کسی کی تکلیف کم کروں

اور آج دادی نے کہا

کہ اگر نیت خدمت کی ہو

تو اللہ راستے خود کھول دیتا ہے

بڑی دائی کہتی ہیں

کہ طبیبہ بننے کے لیے

ہاتھ نہیں،

دل صاف ہونا شرط ہے

اور

آج میں نے پہلی بار

نبض، جڑی بوٹیاں اور

چہرے سے بیماری پہچاننا سیکھا ہے

جویریہ اور عائشہ

دم سادھ کر سنتی رہیں

جب ماہ نور خاموش ہوئی

تو جویریہ نے آہستہ سے کہا

ماہ نور

آج تم نے اپنا دل کھول کر رکھا ہے

اب میری باری ہے

میں تم دونوں کو آج بتانا چاہتی ہوں

کہ میں

قرآن پاک حفظ کر رہی ہوں

ماہ نور اور عائشہ کے چہرے روشن ہوگئے

واقعی ؟

جویریہ، یہ تو بہت بڑی نعمت ہے

جویریہ کی آنکھیں نم ہو گئیں

ہاں

میری استادہ نے کہا ہے

کہ قرآن سینے میں آ جاتا ہے

تو انسان کا دل

اللہ کی روشنی سے بھرنے لگتا ہے

ماہ نور

جس دن تم طبیبہ بنو گی

اور میں حافظہ بن جاؤں گی

تب ہم دونوں

لوگوں کے جسم بھی سنواریں گے

اور روحیں بھی

عائشہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا

اور میں

میں تم دونوں کے ساتھ کھڑی رہوں گی

میں چاہے مکتب کی عام سی لڑکی ہوں

لیکن میں بھی چاہتی ہوں

کہ اللہ مجھے بھی کسی بھلائی میں شامل کر دے

ماہ نور نے پوچھا

عائشہ

تم کیا چاہتی ہو؟

تمہارا خواب کیا ہے

عائشہ نے نظریں جھکا لیں

میرا خواب

بس اتنا ہے

کہ میں اللہ سے دور نہ ہو جاؤں

اگر میں کچھ بن سکی

تو بس ایسی عورت

جو اپنا گھر، اپنی حیا

اور اپنے رب کے رشتے کو مضبوط رکھ سکے

جویریہ نے ہنستے ہوئے کہا

دیکھنا

کل کو یہ ہم دونوں کو بھی سکھائے گی

کہ گھر کیسے بسایا جاتا ہے

تینوں ہنس پڑیں

ماہ نور نے دونوں کے ہاتھ تھام لیے

سنوں

ہم تینوں کے راستے الگ ضرور ہیں

میں طبیبہ بنوں گی،

جویریہ حافظہ بنے گی،

اور عائشہ گھر کی روشنی بنے گ

لیکن ہمارا مقصد ایک ہے

اپنے رب کو راضی کرنا

جویریہ نے مسکرا کر کہا

اور ہم کبھی ایک دوسرے سے دور نہیں ہوں گی

عائشہ نے سر جھکایا

اللہ کرے ہمارا دل ہمیشہ صاف رہے

کیونکہ علم بغیر حیا کے بے معنی ہے،

اور حیا بغیر علم کے ادھوری

ماہ نور نے آسمان کی طرف دیکھا

پوری دنیا جیسے ان تین لڑکیوں کے قدموں میں تھی،

اور ان کے دل نور سے بھرے ہوئے تھے

ایمن

ایمن بستر پر بیٹھی تھی،

کتاب کا صفحہ اس کے سامنے کھلا ہوا،

اور اس صفحے پر لکھا تھا

جویریہ — قرآن کا نور

- ماہ نور — خدمتِ خلق
- عائشہ — باپ کا سہارا

ایمن دیر تک اُن تینوں کی تصویریں

اپنی آنکھوں میں دیکھتی رہی

پھر اچانک

اس کے اندر کچھ ٹوٹا

نہیں

وہ ٹوٹا نہیں، **جاگ گیا**

اس نے لرزتی ہوئی آواز میں خود سے کہا

یہ سب اپنی زندگی قرآن کے سائے میں جی رہی تھیں

اور میں ؟

میں کیا کر رہی ہوں

ہلکی سی گھبراہٹ نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا

ایمن کے دل سے ایک چیخ نکلی،

لیکن یہ چیخ باہر نہیں نکلی،

بس اندر گونجی

میں نے اپنی قیمت کیوں کم کر دی ؟

میں نے خود کو اتنا سستا کیوں کر دیا ؟

میں لوگوں کی نظر، ان کی تعریف، ان کے دل بہلانے کا سامان کیوں بنی رہی

اس کے ہاتھ کانپ گئے

میں تو عورت تھی

وہ عورت جسے اللہ نے فاطمہؓ جیسا مقام دیا تھا

وہ عورت جسے اسلام نے تاج پہنایا تھا

آنسو اس کی آنکھوں سے بہنے لگے،

کے نہیں تھے— مگر یہ آنسو **مایوسی**

کے تھے یہ آنسو **احساس**

ایمن نے کتاب سینے سے لگائی

اور دھیرے سے کہا

میں گناہ گار ہوں

کمزور ہوں

بے وقوف تھی

پر میں بدکردار نہیں ہوں

میں طوائف نہیں ہوں

میں انسان ہوں،

عورت ہوں،

اللہ کی بندی ہوں

میں نے غلطیاں کیں،

پر میری غلطیاں میری حقیقت نہیں ہو سکتیں

وہ سسک اُٹھی

میں نے خود کو گرا نہیں دیا

میں بس بھٹک گئی تھی

اور اب

میں واپس آ رہی ہوں

اس کی آواز میں ہمت آ گئی تھی

ایمن نے اپنی آنکھیں پونچھیں اور کہا

عورت کبھی گر نہیں جاتی

بس کبھی کبھی خود کو بھول جاتی ہے

اور جب وہ خود کو یاد کر لے

تو دنیا میں کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی

اس نے خود سے سوال کیا

جویریہ قرآن میں آگے بڑھ گئی

ماہ نور خدمت میں

عائشہ حیا اور وقار میں

اور میں ؟

میں کیوں نہ بدل جاؤں ؟

اسلام نے تو ہر گناہ گار کو بھی

واپسی کا دروازہ کھولا ہوا ہے

اس نے آہستہ سے کہا

چلو ایمن

اب اپنی قیمت دوبارہ بنالو

ایمن نے اپنے دوپٹے کو مضبوطی سے تھاما

اور قالین پر بیٹھ کر

ایک چھوٹی سی دعا مانگی

یا اللہ

میں نے غلطیاں کیں،

پر میں تیری بندی ہوں

مجھے وہ عزت دے

جو تیرے دین میں ہے

مجھے وہ مقام دے

جو تو چاہتا ہے

جب وہ اُٹھی

تو اس کے چہرے پر

کا نور تھا پہلی بار **شرمندگی نہیں— عزت**

اس رات ایمن ٹوٹی نہیں تھی

وہ دوبارہ پیدا ہوئی تھی

ماہ نور

نہر کے کنارے آج غیر معمولی خاموشی تھی

جویریہ تسبیح تھامے،

ماہ نور طبّی کتاب اٹھائے،

اور عائشہ دونوں کے درمیان بیٹھی تھی—

مگر اس کے چہرے پر عجیب سی گھبراہٹ تھی

اس کی آنکھیں مسلسل نم ہو رہی تھیں

ماہ نور نے نرمی سے پوچھا

عائشہ

تم بے چین لگ رہی ہو

؟ کیا ہوا ہے

عائشہ نے کانپتی آواز میں کہا

میرے ابو بہت بیمار ہو گئے ہیں

دو دن سے بستر سے اٹھ نہیں پا رہے

گھر کا کاروبار

کوئی دیکھنے والا نہیں

میری امی پریشان ہیں،

اور میرے بھائی ابھی بہت چھوٹے ہیں

ماہ نور جویریہ

میرا دل کہتا ہے

کہ شاید مجھے اب آگے بڑھ کر

ابو کا ساتھ دینا پڑے

لیکن کیا

کیا میں یہ کر سکتی ہوں؟

اسلام اجازت دیتا ہے ؟

یا لوگ باتیں کریں گے

اس کی آواز بھر گئی

ماہ نور نے فورا عائشہ کا ہاتھ تھاما

چلو

ہم دادی کے پاس چلتے ہیں

جو بات وہ کہہ دیں

وہی راستہ ہو گا

تینوں تیزی سے دادی کے گھر کی طرف بڑھیں

دادی صحن میں بیٹھ کر

قرآن کی تلاوت کر رہی تھیں

تینوں لڑکیوں کے چہروں پر پریشانی دیکھ کر

دادی نے آیت مکمل کی

اور نرمی سے پوچھا

خیر ہے بیٹیو؟

کیا بات ہے

عائشہ دادی کے قدموں میں بیٹھ گئی

اور اس کے آنسو بہنے لگے

دادی

میرے ابو بہت بیمار ہیں

اور گھر کا کاروبار رک گیا ہے

کوئی بڑا مرد نہیں جو اسے سنبھال سکے

دادی

کیا میں یہ ذمہ داری اٹھا سکتی ہوں؟

کیا اسلام اجازت دیتا ہے

کہ عورت اپنے باپ کا کاروبار دیکھے؟

مجھے ڈر ہے

لوگ کچھ کہیں گے

دادی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

اور آہستہ سے کہا

بیٹی

اسلام کبھی بھی اس بات سے منع نہیں کرتا

کہ عورت اپنے باپ کا سہارا بنے

اسلام نے عورت کو

طاقت دی ہے،

عزت دی ہے،

حق دیا ہے

کہ وہ اپنے گھر کی مدد کرے

ہاں

اسلام نے کچھ حدود ضرور رکھی ہیں—

وہ روکنے کے لیے نہیں،

تمہاری حفاظت کے لیے ہیں

ماہ نور اور جویریہ پوری توجہ سے سن رہی تھیں

دادی سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں

اور مضبوط آواز میں بولیں

!عائشہ سنو

تمہیں معلوم ہے

؟کہ اسلام کی سب سے پہلی تاجر کون تھی

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

وہ عرب کی سب سے بڑی تاجر تھیں

ان کے قافلے شام اور یمن جاتے تھے

وہ کاروبار چلاتی تھیں،

ملازمین رکھتی تھیں،

اور منافع کا نظام خود دیکھتی تھیں

اور سنو

رسول اللہ ﷺ نے

کبھی انہیں نہ روکا،

نہ تنقید کی،

بلکہ ان کی محنت کی تعریف فرمائی

اس لیے بیٹی

عورت کا کام کرنا

منع نہیں

بس حیا اور حدود کے ساتھ ہو تو

اللہ کی رضا پائی جاتی ہے

عائشہ کے آنسو رک گئے

اس کے چہرے پر پہلی بار

امید کی روشنی دکھائی دی

دادی بولیں

عائشہ بیٹی

تم اپنے ابو کا کاروبار دیکھ سکتی ہو

لیکن کچھ باتیں یاد رکھنا

حیا اور چادر کبھی نہ چھوڑنا

یہ تمہارا محافظ ہے

نامحرم سے بات کم اور ضرورت کے مطابق رکھنا

نرمی سے مگر حدود کے ساتھ

ہر کام سے پہلے گھر والوں کو شریک کرنا

یہی برکت کا راز ہے

اور سب سے اہم

نیت صرف گھر کی مدد ہو

دنیا دکھانے کی نہیں

عائشہ نے آنسو پونچھے

اور سر جھکا کر کہا

دادی

میں وعدہ کرتی ہوں

کہ آپ کی ہر بات پر عمل کروں گی

میں یہ ذمہ داری

اپنے ابو کے لیے اٹھاؤں گی

اور اللہ کی رضا کے لیے

جویریہ نے فوراً کہا

عائشہ

تم تنہا نہیں ہو

میں دعا اور قرآن سے تمہاری مدد کروں گی

ماہ نور نے کہا

اور میں تمہارے ابو کو بھی دیکھوں گی

طبیبہ بننے کی پہلی خدمت

تمہارے گھر سے شروع ہو گی

عائشہ کی آنکھوں سے

شکر کے آنسو بہنے لگے

دادی نے مسکرا کر کہا

بس بیٹیو

ایسے ہی رہو

علم کے راستے مختلف ہوتے ہیں

لیکن منزل ایک ہو تو

زندگی آسان ہو جاتی ہے

ایمن

ایمن اس دن یونیورسٹی کے لان میں

اپنی دونوں سہیلیوں،

،مناہل اور **عریشہ**

کے ساتھ بیٹھی تھی

ہوا ہلکی تھی،

درختوں کا سایہ پرسکون

مگر ایمن کے دل میں طوفان تھا

مناہل بار بار اپنا فون چیک کر رہی تھی،

مسکرا دیتی،

پھر اچانک اداس ہو جاتی

ایمن نے آہستہ سے پوچھا

مناہل

ایک بات کہوں

وہ چونک گئی

ہاں کہو، کیا ہوا

ایمن نے کچھ لمحے سوچ کر کہا

وہ لڑکا جس سے تم ملتی ہو

وہ تمہیں استعمال کر رہا ہے

وہ تمہیں اپنی زندگی میں نہیں چاہتا

صرف اپنی ضرورت کے لیے چاہتا ہے

یاد رکھنا

جو لڑکا پردہ نہ کرنے والی اور تنہا ملنے والی لڑکی کو پسند کرتا ہے،

وہ کبھی اسے گھر کی عزت نہیں بناتا

مناہل کی آنکھیں نم ہو گئیں

ایمن تم مجھے کیا سمجھتی ہو؟

میں اسے جانتی ہوں!

وہ میرے لیے سب چھوڑ دے گا

ایمن نے نرم لہجے میں اس کا ہاتھ تھاما

نہیں مناہل

جو لڑکا آج تمہیں غلط راستے پر لے جا رہا ہے،

وہ کل تمہیں عزت نہیں دے سکتا

میں وہ درد جانتی ہوں

میں خود اس اندھیرے میں رہی ہوں

اس کی آواز لرز گئی

عریشہ نے فوراً طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا

اوہ خدا ایمن!

بس کر دو!

تم دادی کی کتابیں پڑھ پڑھ کر

خود پوری دادی اماں ! بن گئی ہو

ہمیں پردے اور حیا کا لیکچر دینے لگ گئی ہو

جیسے کل تک تم خود فرشتہ تھیں

ایمن نے نظریں جھکا لیں

عریشہ کا طنز تیر بن کر لگا

مگر ایمن اب پرانی ایمن نہیں تھی

وہ دھیرے سے بولی

ہاں عریشہ

میں نے غلطیاں کیں،

بہت کیں

اسی لیے تو روک رہی ہوں

کیونکہ وہ گڑھا میں دیکھ چکی ہوں

جس میں تم دونوں جانے والی ہو

میں نہیں چاہتی کہ تم بھی میرے جیسا درد سہو

عریشہ کے چہرے پر لمحہ بھر کو خاموشی چھا گئی

ماہ نور

صبح ابھی پوری طرح روشن نہیں ہوئی تھی

فضا میں ایک عجیب سی خاموشی تھی

جیسے زندگی خود رک کر

عائشہ کا انتظار کر رہی ہو

گھر میں سب جاگ چکے تھے،

مگر عائشہ کے قدم

ابھی تک ہل نہیں رہے تھے

اس کی ماں نے نرمی سے کہا

بیٹی

ڈرو نہیں

یہ تمہارے باپ کا کام ہے

اور اُن کے بعد

اللہ نے تمہیں چنا ہے اس ذمہ داری کے لیے

عائشہ نے چادر اچھی طرح اوڑھی،

دوپٹے کے پلو مضبوط کیے،

اور دل میں اللہ کہہ کر

گھر سے نکل پڑی

آج وہ پہلی بار

باپ کے کاروبار پر جا رہی تھی

بازار ابھی کھل رہا تھا

مرد دکانیں کھول رہے تھے،

سامان سجا رہے تھے،

اور کہیں کہیں

آوازیں بلند ہو رہی تھیں

عائشہ نے ہمیشہ یہ بازار

اپنے باپ کے ساتھ ہی دیکھا تھا

آج پہلی بار

وہ اکیلی آئی تھی

چند لوگوں نے

اسے حیران نظروں سے دیکھا

اکثر گاؤں میں

عورتیں اکیلے بازار کم جاتی تھیں

کسی نے سرگوشی کی

یہ تو عائشہ ہے

ان کے ابو بیمار ہیں نا

کسی نے کہا

اچھا ہے

بیٹی باپ کا ساتھ دے رہی ہے

اور کسی نے ہلکی سی طنزیہ آواز میں کہا

دیکھو

؟اب عورتیں کاروبار بھی چلائیں گی کیا

عائشہ نے نظریں جھکا کر

اللہ کو یاد کیا

اور آگے بڑھتی گئی

اپنے باپ کی دکان کے دروازے پر

وہ کچھ لمحے رکی رہی

دل ایک بار پھر لرزا

پھر آہستہ سے

تالا کھولا

دروازہ چرچراہٹ کے ساتھ کھلا

جیسے برسوں سے بند ہو

دکان میں

باپ کی خوشبو بسی ہوئی تھی

دیوار پر لٹکی ہوئی تسبیح،

کونے میں رکھی رجسٹر،

اور وہ پرانی کرسی

جس پر بیٹھ کر والد

لوگوں سے محبت بھری گفتگو کیا کرتے تھے

عائشہ کی آنکھیں نم ہو گئیں

ابو

میں کوشش کروں گی

کہ آپ کا علم اور محنت ضائع نہ ہو

اس نے صفائی کی،

سامان ترتیب دیا،

دیوی کی طرح ہر چیز کو چھوا

پھر وہ کرسی پر بیٹھی

آج پہلی بار

وہ اس جگہ کی مالک تھی

ایک بوڑھی عورت اندر آئی

بیٹا،

کیا تمہارے ابو ٹھیک ہیں؟

میں دو دن سے دکھائی نہیں دیے انہیں

عائشہ نے مسکرا کر جواب دیا

وہ بیمار ہیں

اور آج سے میں دکان دیکھوں گی

آپ بتائیں کیا چاہیے

عورت نے کہا

بیٹی، مجھے گڑ اور سوجی دے دو

عائشہ نے ہلکی سی لرزتی آواز میں

تول کر سامان دیا

بوڑھی عورت نے دعائیں دیں

اللہ تمہیں استقامت دے

بیٹی اگر گھر کی ذمہ داری بیٹی اٹھائے

تو اللہ پورے گھر میں برکت ڈال دیتا ہے

یہ پہلی تعریف تھی

عائشہ کا دل مضبوط ہو گیا

دن کے بیچ میں

ایک نوجوان آیا

جس کی زبان ذرا تیز تھی

ارے

اب تم لوگ بھی کاروبار چلاؤ گی؟

یہ تو کبھی سوچا نہیں تھا

عائشہ کا دل گھبرا گیا

لیکن وہ دادی کی نصیحت یاد کر بیٹھی

بیٹی

باوقار رہو

نرمی سے بات کرو،

لیکن حد سے آگے کوئی قدم نہ دو

عائشہ نے نظریں اونچی کیے بغیر کہا

بھائی

میں اپنے ابو کی جگہ آئی ہوں

جو چاہیے بتائیں

ضرورت کے علاوہ میں بات نہیں کرتی

نوجوان کچھ لمحے

خاموش ہو کر اسے دیکھتا رہا

پھر آہستہ سے کہا

گڑ آدھا کلو دے دیں

اور چلا گیا

عائشہ نے سکون سے سانس لی

یہ اس کی پہلی جیت تھی

شام کو

ماہ نور اور جویریہ

دکان پر پہنچی

ماہ نور نے عائشہ کے ہاتھ پکڑ لیے

عائشہ

آج تم نے وہ کر دکھایا

جو بہت سے لوگ ہمت سے نہیں کرتے

اللہ تمہیں مزید طاقت دے گا

جویریہ نے کہا

آج رات میں تمہارے لیے

سورۃ یٰسین اور سورۃ رحمان پڑھوں گی

ان شاء اللہ

تمہارے گھر میں رزق اور برکت آئے گی

عائشہ کی آنکھوں سے

بے اختیار آنسو بہہ نکلے

تینوں سہیلیوں نے

باپ کی پرانی کرسی پر بیٹھ کر

ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیا

ماہ نور نے کہا

دیکھا؟

تم نے آج ثابت کر دیا

کہ عورت کمزور نہیں ہوتی

بس اس کا دل پاک ہونا چاہیے،

اور اس کی نیت سچی

گھر جاتے ہوئے

عائشہ بار بار پیچھے مڑ کر دکان کو دیکھتی رہی

اسے لگا

جیسے دکان کے دروازے سے

اس کے ابو کی آواز آ رہی ہو

میری بیٹی

آج تم نے میرا سر فخر سے بلند کر دیا ہے

عائشہ کے ہونٹوں پر

ہلکی سی مسکراہٹ آگئی

آج کا دن

اس کی زندگی بدل چکا تھا

ایمن

اس رات ہاسٹل کے کمرے میں

ایمن اکیلی بیٹھی تھی

کھلی ہوئی کتاب،

ماہ نور، عائشہ اور جویریہ کی روشن زندگیاں،

اور اس کے ذہن میں ایک ہی سوال گونج رہا تھا

آخر ایسا کیا ہوا

کہ وہ سیدھے راستے پر چل پڑیں

اور ہم غلط راستوں میں بھٹک گئے؟

اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا

چاندنی نرم تھی،

لیکن اس کے دل میں اندھیرا تھا

ایمن نے آہستہ سے خود سے کہا

ماہ نور کو دادی ملی

جو ہر رات اسے قرآن، حیا، عظمتِ عورت سمجھاتی تھیں

عائشہ کو گھر کی ذمہ داری ملی

جس نے اسے مضبوط بنا دیا

جویریہ کو قرآن کا نور ملا

جس نے اسے بھٹکنے ہی نہیں دیا

اور ہم ؟

ہمیں موبائل مل گیا تھا،

سوشل میڈیا،

ریلز،

فیشن،

فالوورز،

تعریف

جو اندر ایک آہستہ زہر کی طرح اترتا گیا

وہ رُک گئی

ایمن نے اپنی انگلیاں کاپی پر پھیرتے ہوئے لکھا

وہ اصل تھیں

ہم نقل بنتے گئے

وہ اپنے دین، اپنی دادی، اپنے قرآن،

اپنی حیا کے اصول جانتی تھیں

اور ہم؟

ہمیں صرف دوسروں کی زندگیوں کی نقل کرنا آتا تھا—

کپڑوں کی نقل،

چہرے کی نقل،

چال ڈھال کی نقل

یہاں تک کہ جذبات کی نقل بھی

اس کے آنسو بہہ پڑے

یہ سوچ اس کے دل میں تیر بن کر لگی

ماہ نور کے پاس ماں کی نصیحت تھی

عائشہ کے پاس باپ کا بھروسہ تھا

جویریہ کے پاس دادی کا سایہ تھا

اور ہمارے گھروں میں؟

ہر کسی کی اپنی مصروفیت،

اپنی پریشانیاں،

اپنے کام

اس نے ٹھنڈی سانس بھری

ہمارے پاس کوئی سننے والا ہی نہیں تھا

جب ہم ٹوٹ رہے تھے

ایمن نے کتاب بند کی

اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بولی

سچ تو یہ ہے

وہ اللہ کی طرف بھاگ گئیں،

اور ہم دنیا کے پیچھے بھاگتے رہے

وہ قرآن پڑھتیں

ہم اسکرول کرتے رہے

وہ حیا اوڑھتی تھیں

ہم نئی تصویریں سوچتے رہے

وہ خدمت کرتی تھیں

ہم دل لبھانے کی کوشش کرتے رہے

وہ عزت ڈھونڈتی تھیں

ہم نظر ڈھونڈتے رہے

اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ لیا

بس یہی فرق تھا

بس یہی غلطی تھی

ایمن نے بستر پر سیدھی ہو کر بیٹھتے ہوئے

اپنے آنسو صاف کیے اور کہا

اگر وہ سیدھے راستے پر چل سکتی ہیں

تو میں کیوں نہیں؟

کیا اللہ نے ان کو پہچان کر پیدا کیا تھا

اور مجھے بھلا دیا؟

نہیں

اللہ سب کے لیے برابر ہے

راستہ بھی، رحمت بھی، معافی بھی

وہ دھیرے سے مسکرائی

شا ید

شا ید میں آج پہلی با ر

د عوتِ ہدا یت کی د ستک سن ر ہی ہو ں

اس رات ایمن نے پہلی با ر د ل میں محسو س کیا

میں بھی ماہ نور بن سکتی ہوں

اگر آج قدم اٹھادوں

ماہ نور

رات گہری ہو چکی تھی

گاؤں میں وہ خاموشی تھی

جو صرف تب ہوتی ہے

جب لوگوں کے دلوں پر کوئی بوجھ ہوتا ہے

جویریہ، ماہ نور اور عائشہ

ابھی عشاء کی نماز ختم ہی کر رہی تھیں

کہ عائشہ کی چھوٹی بہن بھاگتی ہوئی آئی

وہ رو رہی تھی

با با ابو

ابو سانس نہیں لے پا رہے!

امی نے کہا ہے فوراً ماہ نور کو بلا لاؤ

عائشہ کا دل جیسے سینے میں ڈوب گیا

اس کے ہاتھ کانپنے لگے

یا اللہ ابو

ماہ نور نے ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا

اس نے فوراً دادی کی دی ہوئی

جڑی بوٹیوں کی تھیلی

اٹھایا اور نبض دیکھنے کا کپڑا

چلو!

وقت کم ہے

جویریہ نے فوراً قرآن پاک اٹھایا

میں ساتھ چلوں گی

آج اللہ کی رحمت بھی چاہیے

اور علم بھی

تینوں دوڑتی ہوئی

عائشہ کے گھر پہنچیں

عائشہ کے گھر میں قیامت کا سماں تھا

دروازے پر عورتیں کھڑی تھیں،

اندر سے رونے کی آوازیں،

اور عائشہ کی ماں کا سہما ہوا چہرہ

ماہ نور بیٹی

جلدی کچھ کرو!

تمہارے دادی کہتی ہیں

کہ تم نبض سمجھتی ہو

بیٹی میرے بچوں کا سہارا

ان کے ابو ہیں

عائشہ پھوٹ کر رو پڑی

ماہ نور مجھے ڈر لگ رہا ہے

ابو کو کچھ ہو گیا تو

میں کیا کروں گی

ماہ نور نے اس کا ہاتھ تھاما

عائشہ

اللہ بڑا ہے

اور آج

ہم سب مل کر

تمہارے ابو کو بچائیں گے

ڈرو نہیں

جویریہ نے فوراً قرآن کھولا

اور آہستہ سے تلاوت شروع کر دی

پورے کمرے میں نور پھیلنے لگا

ماہ نور عائشہ کے ابو کے پاس بیٹھی

ان کا سانس پھولا ہوا تھا،

چہرہ زرد،

اور بدن پسینے سے تر

ماہ نور نے ہاتھ کپایا،

بسم اللہ پڑھی

پر انگلیاں رکھیں اور ان کی نبض

نبض بے ترتیب تھی

جیسے دل لڑکھڑا رہا ہو

ماہ نور نے خود سے دھیمی آواز میں کہا

یہ بخار یا عام کمزوری نہیں ہے

یہ شاید

سینے کی رگ میں گرمی،

اور ہاضمے کا شدید مسئلہ ہے

جویریہ نے پریشان ہو کر پوچھا

ماہ نور، کیا ہوا ہے

ماہ نور نے سانس گہری لی

ان کے جسم میں

شدید گرمی چڑھ گئی ہے

اور دل پر بوجھ آ گیا ہے

اگر فوراً علاج نہ ہوا

تو حالت بگڑ سکتی ہے

عائشہ کی ماں کے آنسو بہنے لگے

بیٹی کچھ تو کرو

ماہ نور کے ہاتھ لرز رہے تھے

یہ اس کی زندگی کا پہلا بڑا علاج تھا

لیکن اچانک اسے

دادی کی آواز یاد آئی

بیٹی

طبیب کے ہاتھ سے پہلے

اس کی نیت شفا دیتی ہے

علم سے پہلے دعا

عمل سے پہلے اللہ کا نام

ماہ نور نے خود کو مضبوط کیا

جویریہ، سورہ رحمان پڑھو

عائشہ، برف لاؤ

امی تھوڑا نیم گرم پانی لے آئیں

میں ابھی دوا بناتی ہوں

ماہ نور نے اپنی تھیلی سے

سونف، بنفشہ، الائچی اور شہد نکالا

اس نے جلدی جلدی

وہ گرم پانی میں گھولا

اور ہلکی سی بھاپ بنائی

ان کے سینے پر یہ بھاپ رکھو،

اور انہیں آہستہ آہستہ

یہ شربت پلاؤ

یہ دل کو کھولے گا

سانس کو ہلکا کرے گا

اور جسم کی گرمی اتارے گا

جویریہ قرآن پڑھ رہی تھی،

اور اس کی آواز

کمرے کے ہر ذرے میں اتر رہی تھی

عائشہ کے ابو نے

آہستہ آہستہ

گہری سانس لینا شروع کر دیا

ان کا رنگ ہلکا بہتر ہوا

پسینہ رکنے لگا

ماہ نور نے نبض دوبارہ تھامی

نبض اب تیز نہیں—

آہستہ مگر بہتر تھی

ماہ نور کے چہرے پر

پہلی بار اعتماد کی لالی آئی

الحمدللہ

بہتری آ رہی ہے

اللہ نے کرم کیا ہے

کچھ لمحے بعد

عائشہ کے ابو نے کمزور آواز میں کہا

عائشہ ؟

ماہ نور بیٹی ؟

میں ٹھیک ہوں

عائشہ چیخ کر ان سے لپٹ گئی

ابو !

آپ ٹھیک ہیں !

اللہ کا شکر ہے

ماہ نور نے آنکھیں بند کر کے

سجدے کی نیت سے دل میں کہا

شکریہ اللہ

تونے میری لاج رکھ لی

عائشہ کی ماں

ماہ نور کے ہاتھ پکڑ کر رونے لگیں

بیٹی

آج تم نے نہ صرف

میرے شوہر کو بچایا،

بلکہ میرے بچوں کا مستقبل

بھی بچا لیا

اللہ تمہیں سلامت رکھے

جویریہ نے ہنستے ہوئے کہا

میں نے کہا تھا

ماہ نور صرف طبیبہ نہیں بنے گی

بلکہ اللہ کی رحمت بنے گی

ماہ نور شرما کر بولی

میں نے کچھ نہیں کیا

سب اللہ نے کیا

میں تو صرف ذریعہ تھی

رات دیر تک

تینوں سہیلوں نے مل کر

عائشہ کے ابو کے سرہانے

دعا کی

ماہ نور نے کہا

یہ ہمارا پہلا امتحان تھا

اور اللہ نے ہمیں کامیاب کیا

اب اس راستے پر

اور بھی آزمائشیں آئیں گی

لیکن ہم تینوں

ایک ساتھ رہیں گے

جویریہ نے قرآن چوم کر کہا

اور اللہ کی مدد

ہمیشہ ہمارے ساتھ ہو گی

عائشہ نے دونوں کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا

تم دونوں میرے لیے

دوست نہیں

رحمت ہو

ایمن

ایمن دیر تک بستر پر بیٹھی رہی

کمرے کی خاموشی میں

اس کا دل ایک نئی آگہی سے بھر رہا تھا

وہ آہستہ سے بولی

یہ سب صرف ہماری غلطی نہیں تھی

اس کے لہجے میں

دکھ بھی تھا،

سچائی بھی،

اور ایک عجیب سی نرمی بھی

ایمن نے آنکھیں بند کیں

اور ماہ نور کی کہانی کے تینوں کردار

اس کے سامنے چلتی تصویروں کی طرح آنے لگے

ماہ نور کو اُس کی دادی نے تربیت دی تھی

اور ہمیں ؟

ہمیں کس نے سکھایا تھا؟

وہ خود ہی جواب دینے لگی

ماہ نور کو صبح ماں نماز کے لیے اٹھاتی تھی

اور ہمیں ؟

ہمیں اسکول کے لیے اٹھایا جاتا تھا—

نماز کے لیے نہیں

ماہ نور کے ہاتھ میں قرآن دیا گیا تھا

اور ہمارے ہاتھ میں موبائل

وہ بھی پہلی جماعت میں ہی

اس کے چہرے پر کڑوا سا تبسم آیا

ماہ نور کو حیا سکھائی گئی

اور ہمیں فیشن

ماہ نور کے گھر میں تعلیم اور دین ساتھ ساتھ تھے

اور ہمارے گھروں میں

ریلز، ڈرامے، ٹک ٹاک،

اور ساری دنیا کے شور

وہ دھیرے سے کہتی ہے

ماہ نور کی دادی ہر دن وقت نکال کر

انہیں سمجھاتی تھیں،

ان کے دل میں اللہ کا نور ڈالتی تھیں

اور ہماری مائیں ؟

وہ تو خود ڈراموں میں گم تھیں

کسی کی قسط، کسی کا کلائمکس،

کسی کا رومان، کسی کی لڑائی

آنکھوں سے خاموش آنسو بہہ نکلے

ایمن کا دل جیسے کسی نے کھول دیا ہو

ہم کب بگڑے ؟

تب جب ہمیں سنبھالنے والا کوئی نہ تھا

تب جب ہمیں روکنے والا ہاتھ نہ تھا

تب جب ہماری پہلی غلطی پر

کوئی دادی ہمیں گود میں بٹھا کر نہ کہہ سکی

بیٹا، یہ راستہ ٹھیک نہیں '

وہ افسردگی سے بولی

ہم خود ہی اپنی رہنما بن گئے

اور ہم جیسے بچے خود کو کیا رہنمائی دیتے ؟

ایمن نے کتاب بند کی،

ہارٹ بیٹ تیز تھی،

اور اس نے آہستہ مگر مضبوط لہجے میں کہا

اگر بچوں کی تربیت کرنے کا

آپ کے پاس وقت نہیں

تو انہیں بگاڑنے کے لیے

زمانے کے پاس بہت وقت ہے

یہ جملہ اس کے دل پر نہیں

روح پر لکھا گیا تھا

ماہ نور

صبح کا وقت تھا

گاؤں کی ہواؤں میں ایک نئی تازگی تھی

جیسے رات کی آزمائش نے

گھر بھر کے دلوں سے خوف دھو دیا ہو

عائشہ فجر کے بعد

گھر کی چھت پر کھڑی تھی

پچھلی رات کے منظر

ابھی تک اس کی آنکھوں کے سامنے تھے

ابو کا بے ہوش ہونا

- ماہ نور کا علاج
- جویریہ کی تلاوت
- اور پھر ابو کا آنکھیں کھول دینا

اس کے دل میں ایک ہی جملہ بار بار گونج رہا تھا

اللہ نے میرا گھر بچا لیا

وہ نیچے اتری

تو گھر میں عجیب سی خاموش خوشیاں تھیں

امی قرآن پڑھ رہی تھیں

بھائی فجر کی نماز کے بعد

شکرانے کے نوافل پڑھ رہے تھے

اور عائشہ کے ابو

آہستہ آہستہ بیٹھ سکتے تھے

عائشہ کے دل میں

شکر کا سیلاب آ گیا

اس نے جلدی سے چادر اوڑھی

اور دکان کی طرف چلی

بازار میں پہنچ کر

وہ حیران رہ گئی

اس کی دکان کے سامنے

پانچ لوگ انتظار میں کھڑے تھے

ایک بزرگ نے کہا

بیٹی

آج ہم جان بوجھ کر

تمہاری دکان آئے ہیں

تمہارے ابو بیمار ہیں

اور ہمیں معلوم ہوا

کہ اب تم دکان سنبھال رہی ہو

یہ بہت اچھی بات ہے

ایک اور گاہک نے کہا

ہمیں خوشی ہے

کہ عورت باپ کے قدموں پر چل رہی ہے

یہ گھر کی برکت ہوتی ہے

عائشہ کے دل میں

ایک عجیب سا سکون اُترا

یہ کاروبار نہیں

یہ ابو کی امانت تھی

اور آج اللہ اسے زندہ کر رہا تھا

پورے دن میں

ایسا پہلی بار ہوا

کہ دکان ایک لمحے کو بھی خالی نہ ہوئی

کوئی چینی لینے آیا

- کوئی گھی

- کوئی گیہوں
- کوئی گڑ
- اور کوئی پہلے کی طرح صرف دعائیں دینے

عائشہ ہر گاہک کے ساتھ

نرمی، حیا اور وقار کے ساتھ پیش آتی رہی

لوگوں نے کہا

اس کی گفتگو اس کے باپ جیسی ہے

اس کی آنکھوں میں سچائی ہے

اس کے ہاتھ سے تولے ہوئے سامان میں برکت ہے

اور وہ اندر ہی اندر

ماہ نور اور جویریہ کی طرف دیکھتی رہی

جنہوں نے دور کھڑے

اسے دعاؤں میں لپیٹا ہوا تھا

ظہر کے وقت

جویریہ دکان میں آئی

اس نے ایک چھوٹا سا لفافہ دیا

یہ میں نے تمہارے ابو کے لیے

پچھلے سال کی حفظ کی دعاؤں میں رکھا تھا

پتہ نہیں کیوں—

دل کرتا ہے کہ آج تمہیں دے دوں

لفافے میں

چھوٹی سی آیت لکھی تھی

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا،

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِب

عائشہ نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا

جویریہ

یہ آیت تو آج پوری ہو گئی

عصر کے قریب

ماہ نور دکان پر آئی

اور کہنے لگی

عائشہ، میرے ساتھ چل

تیری دکان کا دروازہ

میں دادی کے دیے ہوئے

اس پانی سے دھلوا دوں

وہ کہتی ہیں

کہ جب نیت پاک ہوتی ہے

تو کام میں روشنی آ جاتی ہے

ماہ نور نے

گلاب، زعفران اور مشک ملا پانی

دروازے پر چھڑکا

اور بسم اللہ پڑھ کر دعا کی

یا اللہ

جس طرح تُو نے اس گھر کو آزمائش سے نکالا

اسی طرح اس رزق میں برکت دے

اور اسے صدقہ جاریہ بنا دے

عائشہ کی آنکھیں بھر آئیں

مغرب تک

بازار میں یہ بات پھیل گئی

عائشہ کے گھر

اللہ نے رحمت اتاری ہے

ماہ نور کی دعا سے

اس کے ابو کی جان بچ گئی

جویریہ کی تلاوت نے

گھر میں نور بھر دیا ہے

دکان میں برکت آگئی ہے

عائشہ اب پہلی بار

اپنے اندر وہ اعتماد محسوس کر رہی تھی

جو اللہ کی مدد کے بعد انسان کو ملتا ہے

رات کو

عائشہ نے اپنے ابو کے پاس بیٹھے بیٹھے کہا

ابو

آپ فکر نہ کریں

اب میں

آپ کے ساتھ کھڑی ہوں

اللہ نے چاہا

تو یہ دکان

ہم سب کے لیے برکت بنے گی

ابو کی آنکھیں نم تھیں

بیٹی

میری زندگی کی

سب سے بڑی دولت

تم ہو

عائشہ نے دل میں سوچا

آج مجھے سمجھ آیا—

عورت کمزور نہیں ہوتی

وہ برکت بن جائے

تو گھر سنبھالتی نہیں،

گھر کو اوپر اٹھا دیتی ہے

ایمن

اُس رات نماز کے بعد

ایمن اپنے بستر پر بیٹھی تھی

کھڑکی کے باہر ہلکی ہوا چل رہی تھی

اور کمرے میں ایک سکون بھری خاموشی تھی

اس نے دادی کی باتیں دوبارہ کھولی—

لیکن اس بار

یوں لگا جیسے ہر لفظ

اسے پکڑ کر جھنجھوڑ رہا ہو

صفحے پر لکھا تھا

جب عورت پردہ چھوڑتی ہے

تو اصل میں پردہ معاشرے پر پڑ جاتا ہے

ایمن کے دل میں چبھن سی ہوئی

اسے اپنے ماضی کا ہر لمحہ یاد آیا

وہ ویڈیوز،

وہ تصویریں،

وہ تبصرے،

وہ لائکس

اچانک اس کے ذہن میں

ایک سوال کوند گیا

یہ سب اتنی آسانی سے کیوں مل جاتا ہے؟

یہ ایپس

یہ پلیٹ فارمز

یہ آزادی

آخر اس کے پیچھے مقصد کیا ہے؟

وہ فون اٹھاتی ہے

اپنے ڈیلیٹ کیے ہوئے اکاؤنٹس کے خالی خانے دیکھتی ہے

پھر سوچتی ہے

ہماری جتنی بھی کمزوریاں تھیں

انہیں جان بوجھ کر نشانہ بنایا گیا ہے

اچانک اس کے ذہن میں

وہ جملہ آتا ہے

جو اس نے کبھی کسی تقریر میں سنا تھا

مغرب نے عورت کو آزاد نہیں کیا

بلکہ بازار کی سب سے بڑی چیز بنا دیا ہے

ایمن کے دل پر جیسے

ایک پردہ اٹھ گیا

وہ بڑبڑائی

یہ سب اتفاق نہیں تھا

یہ سب منصوبہ ہے

کہ عورت اسلام سے دور ہو جائے،

پردہ چھوڑ دے،

اپنی شخصیت بیچنے لگے،

اور خود کو 'فیم' میں گم کر دے

اس کے ذہن میں تصویریں چلنے لگیں

اپنے بچپن کی،

اپنی ماں کی،

اپنی نانی کی

پھر ایک اور سوال

وہ ہمیں کیوں چاہتا ہے کہ ہم بدل جائیں؟

ہم بے پردہ ہو جائیں؟

ہم اپنی عزت بھول جائیں؟

جواب واضح تھا

کیونکہ آج کی عورت، کل کی ماں ہے

ایمن نے آنکھ بند کی

اور تصویر بن گئی

ایک آنے والی نسل کی

پھر اس نے آہستہ سے خود سے کہا

اگر آج کی عورت بگڑ گئی

تو کل کی نسل خود ہی بگڑ جائے گی

اگر ماں کمزور ہوئی

تو بیٹی مضبوط نہیں ہو سکتی

اگر عورت اپنی پہچان کھو دے

تو قوم اپنی بنیاد کھو دیتی ہے

اُس نے کتاب بند کی

اور دل پر ہاتھ رکھا

اس لمحے اُس نے محسوس کیا

کہ مغرب نے صرف ایپس نہیں بنائیں

بلکہ عورت کے دل میں خواہشوں کے بیج بوئے ہیں

- آزادی کے نام پر بے پردگی

- خود مختاری کے نام پر بے راہ روی

- ترقی کے نام پر خاندان سے دوری

- فیم کے نام پر کردار کی موت

ایمن کے ہونٹوں پر لرزتی ہوئی آواز آئی

ہمارا سب سے بڑا نقصان یہ نہیں کہ ہم بے حجاب ہو گئے

اصل نقصان یہ ہے کہ ہم اپنی ماں کی پہچان بھول گئے

ہمیں معلوم ہی نہیں رہا

کہ ہم کن کی نسلوں کی بنیاد ہیں

ایمن نے دل میں فیصلہ کیا—

میں بدلوں گی

تاکہ میری آنے والی نسل برباد نہ ہو

میں اس جنگ کا شکار نہیں بنوں گی

میں اپنے رب کے احکام سے دور نہیں جاؤں گی

اس کے دل میں

وہ سکون دوبارہ اترا

جو صرف سچائی سمجھ آنے کے بعد ملتا ہے

ماہ نور

دوپہر کا وقت تھا

نہر کے کنارے تیز ہوا چل رہی تھی،

پیپل کے درخت سے چھن چھن کر روشنی تینوں پر پڑ رہی تھی

ماہ نور نے آج پہلی بار

دل سے چاہا کہ جویریہ سے قرآن سنے

وہ آہستہ سے بولی

جویریہ آج ہمیں قرآن سنا دو

دل چاہتا ہے کہ تمہاری تلاوت سے

ہمارے دل روشن ہو جائیں

عائشہ نے بھی سر ہلایا

ہاں جویریہ

پچھلے دنوں کی آزمائش کے بعد

دل کو سکون چاہیے

سنا دو نا

جویریہ مسکرائی—

وہ جانتی تھی کہ اس کی آواز میں

اللہ کے کلام کا نور اتر جاتا ہے

اس نے آہستہ سے

قرآن پاک کھولا،

چادر ٹھیک کی،

اور گہری سانس لی

ہوا تھم گئی

درخت خاموش ہو گئے

پوری فضا جیسے

سننے کے لیے تیار ہو گئی

جویریہ نے پڑھنا شروع کیا—

نرمی، ٹھہراؤ اور آنکھوں میں خشوع کے ساتھ

پہلی آیت — پردے کا حکم

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ

وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ

اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے

کہ جب وہ باہر نکلیں تو اپنی چادریں اپنے اوپر لٹکا لیا کریں

قراءت ختم ہوئی تو

ہوا جیسے بھیگ گئی تھی

ماہ نور نے اپنی چادر مزید مضبوطی سے لپیٹ لی

اس کے دل میں عجیب سا نور اترا

وہ آہستہ سے بولی

جویریہ

یہ آیت جیسے آج میرے لیے ہی اتری ہو

کیا عورت کی عزت

؟اسی چادر میں ہے

جویریہ نے محبت سے جواب دیا

ہاں ماہ نور

عورت کا حسن،

اس کی عظمت،

اس کی روشنی—

سب اس کی حیا میں ہے

اور چادر اس کی حفاظت ہے،

قید نہیں

عائشہ نے دھیمی آواز میں کہا

یہ آیت سنتے ہی

مجھے ابو کے الفاظ یاد آ گئے

بیٹی، دنیا کی بھیڑ میں

اپنے آپ کو بچا کر رکھنا '

آج سمجھ آئی

وہ کیا کہنا چاہتے تھے

دوسری آیت — پاکیزگی اور وفاداری 🌿

جویریہ نے دوسرا رکوع کھولا

اور پڑھنا شروع کیا

الْمُؤْمِنَاتُ غَيْرُ مُسَافِحَاتٍ

وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ

اور ایمان والی عورتیں

نہ بدکاری کرنے والی ہوتی ہیں

اور نہ ہی چھپے ہوئے دوست بنانے والی

آیت ختم ہوئی تو

تینوں سہیلوں پر عجیب سی خاموشی چھا گئی

عائشہ نے سر جھکا کر کہا

کیا خوب بات ہے

ایمان والی عورت

نہ غلط چلن اختیار کرتی ہے

نہ کسی چھپے تعلق میں پڑتی ہے

اسلام نے عورت کو

کتنی عزت دی ہے

ماہ نور نے آہستہ سے کہا

اور یہ بھی سچ ہے

کہ جب عورت اپنی حیا کھو دیتی ہے،

تو اس کے دل سے سکون چلا جاتا ہے

قرآن ہمیں دوبارہ

خود کی طرف لوٹا دیتا ہے

جویریہ کی آنکھیں بھیگ گئیں

اللہ کہتا ہے نا

پاکیزگی اختیار کرو

تو تمہاری زندگی بھی پاکیزہ ہو جائے گی

بس یہی عورت کا اصل مقام ہے

وہ جو اللہ کی ہو جائے،

پھر اللہ اس کی حفاظت کر لیتا ہے

تینوں چپ تھیں

صرف جویریہ کی تلاوت

اور دلوں کی دھڑکنیں چل رہی تھیں

جو ہوا پہلے گرم تھی

اب ٹھنڈی ہو گئی

جو دل پہلے بھاری تھے

اب ہلکے ہو گئے

ماہ نور نے آنکھیں بند کر کے کہا

یا اللہ

ہمیں بھی ایمان والی عورتیں بنا دے

جو حیا میں مضبوط ہوں،

کردار میں سچی ہوں

اور راستے میں ثابت قدم ہوں

جویریہ نے آمین کہا

عائشہ نے آنکھیں صاف کیں

تینوں سہیلوں کو لگا

آج جیسے

ان کی زندگیوں کا ایک نیا باب کھل گیا ہو

جویریہ نے آخر میں قرآن بند کیا

اور کہا

آج کے بعد

ہم اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر

پوری طرح چلیں گی

ہماری دوستی صرف دنیا کے لیے نہیں

آخرت کے لیے بھی ہو گی

ماہ نور اور عائشہ نے اس کا ہاتھ تھاما

ہم تینوں

ہمیشہ ایک دوسرے کو حیا، پاکیزگی

اور ایمان کی طرف لے کر جائیں گی

کبھی گمراہی کی طرف نہیں

درختوں نے سرسراہٹ کے ساتھ

جیسے اس عہد پر مہر لگا دی

ایمن

اگلی صبح ایمن نے کتاب دوبارہ کھولی

صفحہ پلٹا تو ایک منظر سامنے آیا

جویریہ اپنی سہیلیوں کو آنگن میں بٹھائے

مدھم آواز میں قرآن سنا رہی تھی

ہوا ہلکی تھی،

درختوں کے سائے لہرا رہے تھے،

اور جویریہ کے لفظ

جیسے فضا میں نور بھر رہے تھے

ایمن چند لمحے اس منظر کو دیکھتی رہی

پھر آہستہ سے پڑھا

جویریہ نے اپنی ہر سہیلی کو قرآن کی دو آیات سنائیں

ایمن کے دل میں بے چینی کی ایک نجانی لہر اٹھ گئی

اس نے وہ آیات خود سے پڑھیں

پہلی آیت

<u>اے نبی! اپنی بیویوں اور ایمان والی عورتوں سے کہہ دو کہ جب باہر نکلیں تو پردہ کر لیا کریں</u>

ایمن کا دل بیٹھ سا گیا

اس کے سامنے فوراً اپنی ہی تصویریں آ گئیں

وہ ویڈیوز، وہ میک اپ، وہ بے فکری

اور وہ نظریں جو اس پر اٹھتی تھیں

وہ آہستہ سے بولی

یہ حکم تو بہت واضح ہے

تو پھر ہم کیوں بھٹک گئے؟

ہم نے پردے کو بوجھ کیوں سمجھ لیا

اور بے پردگی کو آزادی کیوں مان لیا؟

اس نے آہستہ سے دوسرا صفحہ پلٹا

دوسری آیت

<u>ایمان والی عورتیں بدکاری کرنے والی نہیں ہوتیں</u>

<u>اور نہ ہی چُھپے دوست بناتی ہیں</u>

ایمن کی سانس رک گئی

اس کے ذہن میں

اپنی دوستیں

مناہل اور عریشہ

اور

اپنے خود کے فیصلے

سارے ایک لمبی قطار کی طرح کھڑے ہو گئے

گھٹن کا احساس ہوا

دل میں چبھن سی ہوئی

وہ بڑ بڑائی

یہ آیت تو ہمارے زمانے کے لیے اتری ہوئی لگتی ہے

ہم نے چھپے دوست بنانا معمول بنالیا،

ہم نے تعلقات کو کھیل سمجھ لیا،

اور ہم نے پردے کو مذاق

اچانک اسے بانو آپا کا وہ جملہ یاد آیا

جو اس نے ناول *راجہ گدھ* میں پڑھا تھا

بی جان کہا کرتی تھیں

کہ ہم نے ادب کے لیے قرآن کو اتنا اوپر رکھ دیا

کہ اب وہاں ہمارا اپنا ہاتھ بھی نہیں پہنچتا

ایمن کے اندر جیسے کچھ ٹوٹ گیا

ایک سچی، بھاری، کڑوی حقیقت

اس کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہو گئی

وہ رونے لگ گئی

آہستہ، دبے دبے سسکیاں

ہم نے قرآن کو اونچا رکھا

لیکن اس کے پیغام کو نیچا کر دیا

ہم نے اسے shelf پر رکھ دیا

اور زندگی میں کہیں نہیں رکھا

جویریہ قرآن سنتی اور سناتی تھی

اور ہم

ہم قرآن کے لفظ تک نہیں جانتے

ہم حکم پڑھے بغیر حکم توڑ دیتے ہیں

ایمن نے کتاب سینے سے لگا لی

دل میں خوف بھی تھا

اور نرمی بھی

اور پہلی بار

اسے احساس ہوا

ہم گمراہ اس لیے ہوئے

کہ ہم نے قرآن پڑھا ہی نہیں

اگر آج کی عورت واقعی قرآن کھول لے

تو وہ نہ بے پردہ ہو سکتی ہے

اور نہ ہی غلط راہوں پر چل سکتی ہے

وہ دیر تک خاموش بیٹھی رہی

سوچتی رہی،

بدلتی رہی

یہ وہ لمحہ تھا

جب ایمن صرف توبہ نہیں کر رہی تھی

بلکہ سمجھ رہی تھی

ماہ نور

وقت گزر گیا

مہینے، پھر سال

اور گاؤں میں تین لڑکیوں کے نام

ایک روشنی کی طرح پھیل جانے لگے

ماہ نور

جویریہ

عائشہ

لوگ کہتے تھے

یہ تینوں اللہ کی رحمت ہیں

اور واقعی

ان تینوں کی زندگی اب

اپنے اپنے مقام پر پہنچ چکی تھی

ماہ نور اب محض دادی کی شاگرد نہیں تھی

وہ پورے علاقے کی چھوٹی حکیمہ کہلانے لگی تھی

اس کے پاس روز عورتیں آتیں

- بچے علاج کروانے آتے
- بوڑھے دعائیں دیتے
- نوجوان مشورہ لیتے
- اور گاؤں والے کہتے

ماہ نور کے ہاتھ میں اللہ نے شفا رکھ دی ہے

اس نے

- نبض شناسی
- جڑی بوٹیاں
- بخار، درد، زچگی، کمزوری
- اور عورتوں کے امراض

سب میں مہارت حاصل کر لی تھی

بڑی دائی اب کمزور ہو گئی تھیں

ایک دن انہوں نے ماہ نور کا ہاتھ پکڑا اور کہا

بیٹی

آج سے یہ گھر، یہ علم، یہ خدمت —

سب تمہاری امانت ہیں

میں نے جو کچھ سیکھا،

آج تمہیں دے رہی ہوں

اب تم طبیبہ نہیں

ہو پورے علاقے کی امید

ماہ نور کی آنکھوں سے آنسو بہہ گئے

اس دن گاؤں نے بھی اعلان کر دیا

ماہ نور ہماری مکمل طبیبہ بن گئی ہے

جویریہ کی زندگی قرآن کے گرد گھومتی رہی

اس نے حفظ کا ایک ایک پارہ

ایسی محنت سے پڑھا

کہ استادہ بھی حیران رہ گئیں

جب آخری دن آیا

اور اس نے آخری رکوع سنایا

استادہ کی آنکھیں نم ہو گئیں

انہوں نے کہا

جویریہ بیٹی

آج تم صرف حافظہ نہیں بنی،

بلکہ اللہ کے گھر کی چراغ بن گئی ہو

جس گھر میں حافظہ ہو

وہاں رحمت اترتی ہے

اور برکت کے دروازے کھل جاتے ہیں

اس دن گاؤں کی عورتیں جمع ہوئیں

جویریہ نے قرآن کا ختم پڑھا

اور اس کی آواز

پورے گاؤں میں ایسے گونجتی رہی

جیسے فرشتوں کی تلاوت ہو

اب عورتیں اسے

قرآن سیکھنے،

نماز کا ادب،

اور حیا کے اصول

پوچھنے آتی تھیں

وہ صرف حافظہ نہیں—

بن چکی تھی روحوں کو جگانے والی روشنی

ابو کی بیماری اور مشکلات

عائشہ کے اندر جو ہمت جگا گئی تھیں

وہ وقت کے ساتھ مضبوط سے مضبوط ہوتی گئیں

آہستہ آہستہ

- دکان مشہور ہو گئی
- گاہک بڑھ گئے
- عائشہ کی نرمی، ایمانداری اور حیا

لوگوں کو کھینچ لاتی

بازار میں لوگ کہتے

عائشہ کے ہاتھ کا تول برکت والا ہے

اور ایک سال بعد—

عائشہ نے دکان کو وسعت دے دی

نئی چیزیں شامل کیں

- گاؤں کی عورتوں کے لیے کپڑے اور ضرورت کی چیزیں

- بچوں کے سامان
- اور غریبوں کے لیے صدقہ کارنر

لوگ اس کی تعریف کرتے نہ تھکتے

ایک دن ابو نے دکان کے سامنے کھڑے ہو کر کہا

بیٹی

آج میرا خواب پورا ہو گیا

جو امانت میں نے اٹھائی تھی

اللہ نے وہ تمہارے ہاتھوں سے قائم رکھوائی

مجھے فخر ہے

تم پر

تمہاری حیا پر

تمہاری محنت پر

عائشہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے

ایک شام

نہر کے کنارے

وہی پیپل کے درخت کے نیچے

تینوں سہیلیں جمع ہوئیں

جویریہ بولی

ماہ نور

تو پوری طبیبہ بن گئی

حیا اور علم کا امتزاج

اللہ نے تجھے شفا کا خزانہ دیا ہے

عائشہ نے ہنستے ہوئے کہا

اور تم، جویریہ

قرآن کی حافظہ!

تمہاری تلاوت سے

ہمارے دل بدل جاتے ہیں

ماہ نور نے دونوں کا ہاتھ پکڑ لیا

اور عائشہ

تم ہوتیں تو کاروبار نہیں،

ایمان اور حیا کی چلتی پھرتی مثال

ہم تینوں نے

جس راستے کا انتخاب کیا

اللہ نے اس میں برکت ڈال دی

جویریہ نے آہستہ سے کہا

کیونکہ ہم نے

دنیا نہیں

کو مقصد بنایا تھا اللہ

عائشہ نے سر جھکا کر کہا

ہم نے دوسروں کی خدمت کی

اور اللہ نے ہمیں بے حساب نوازا

ماہ نور نے آسمان کی طرف دیکھا

یا رب

ہمیں ہمیشہ اس راستے پر قائم رکھنا

جس پر حیا ہو، نور ہو،

اور تیری رضا ہو

ہوا نے درختوں کو ہلایا

جیسے ان کے عہد پر آسمان نے بھی

دستخط کر دیے

ایمن

کلاس کے بعد تینوں دوستیں

یونیورسٹی کے ایک کونے میں بیٹھیں تھیں

فضا میں بے چینی تھی،

عریشہ کے چہرے پر گھبراہٹ

اور مناہل کی آنکھوں میں عجیب سی چمک

عریشہ نے کانپتی آواز میں کہا

میرا میرا دوست کہہ رہا ہے

کہ وہ نکاح کرنا چاہتا ہے

وہ کہتا ہے کہ اگر گھر والے نہیں مانتے

تو ہم بھاگ کر کر لیتے ہیں

اسے یقین ہے کہ بعد میں سب مان جائیں گے

مناہل فوراً بولی

تو پھر مسئلہ کیا ہے ؟

یہی تو اصل محبت ہے !

لڑکے میں ہمت ہے کہ وہ نکاح کرنا چاہتا ہے

ایسے لڑکے روز نہیں ملتے

میں کہتی ہوں

کر لو

گھر والے بعد میں مان ہی جاتے ہیں

اسی طرح ہوتا ہے

ایمن نے حیرت اور دکھ سے مناہل کو دیکھا

یہ کیسا مشورہ ہے مناہل ؟

نکاح کوئی کھیل نہیں

یہ زندگی کا فیصلہ ہے

خفیہ طریقے سے ؟

اپنے ہی والدین کے خلاف ؟

جو تمہیں پالنے والے ہیں ،

جو تمہارے حق دار ہیں ؟

یہ ان کی عزت کو روندنے والی بات ہے

یہ محبت نہیں،

یہ بھاگنا ہے—

اور بھاگ کر کی گئی شادیاں

اکثر پچھتاوے میں بدل جاتی ہیں

عریشہ کے ہاتھ پسینے سے بھیگ گئے

وہ دونوں باتیں غور سے سن رہی تھی

مناہل نے ایمن کو تیکھا جواب دیا

ایمن !

تم پرانی سوچ رکھتی ہو

دور بدل گیا ہے

ماں باپ اپنی مرضی ٹھونستے ہیں

تو لڑکیوں کو اپنا حق لینا پڑتا ہے

عریشہ !

میری بات سنو،

اگر وہ لڑکا تم سے محبت کرتا ہے

تو ابھی نکاح کر لو

یہی وقت ہے

بعد میں گھر والے مان ہی جائیں گے

ایمن نے گہری سانس لی،

پھر عریشہ کا ہاتھ پکڑا

سنو

یہ زندگی ہے

یہ فیصلہ جذبات میں نہیں ہوتے

اور دیکھو

اگر وہ لڑکا اتنا ہی اچھا ہے

تو گھر والوں کے سامنے آتا

ان سے بات کرتا

ان کا اعتماد جیتتا

چھپ کر نکاح کا مشورہ

ہمیشہ وہ لڑکے دیتے ہیں

جنہیں اپنے ارادوں پر بھی یقین نہیں ہوتا

جو ذمہ داری لینے کے قابل نہیں ہوتے

عریشہ

اپنے والدین کا دل دکھاؤ گی

تو زندگی بھر سکون نہیں ملے گا

ان کی رضا کے بغیر نکاح

اکثر زلت لاتا ہے

برکت نہیں

عریشہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

وہ بے چینی سے دونوں کو دیکھ رہی تھی

ایک طرف مناہل

جو اسے آزادی اور محبت کے رنگین خواب دکھا رہی تھی،

دوسری طرف ایمن

جو حقیقت، عزت اور انجام کی بات کر رہی تھی

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد

عریشہ نے فیصلہ سنا دیا

میں

میں مناہل کی بات مانوں گی

وہ وہ میرا سب کچھ ہے

میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی

میں بھاگ کر ہی نکاح کروں گی

گھر والے بعد میں مان جائیں گے

مجھے پرواہ نہیں کہ کیا ہو گا

میں کر لوں گی!

ایمن کے چہرے کا رنگ بدل گیا

دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو

عریشہ، پلیز

یہ فیصلہ تمہیں زندگی بھر رلائے گا

یہ محبت نہیں

یہ خود کو برباد کرنا ہے

میں دل سے کہتی ہوں

مت کرو یہ غلطی!

مگر عریشہ نے آنسو پونچھ کر

سر جھٹک دیا

میں کر چکی ہوں فیصلہ

تم مانو یا نہ مانو

وہ اٹھ کھڑی ہوئی،

بے چین قدموں سے وہاں سے چل دی

مناہل مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے گئی

جیسے کسی غلط فیصلے کو

ہاتھ پکڑ کر انجام تک لے جا رہی ہو

ایمن وہیں بیٹھی رہی

دل پر بوجھ لیے،

آنسو ضبط کیے

اور سمجھ گئی

کہ ہر لڑکی ہر سچ قبول نہیں کرتی،

کچھ حقیقتیں وقت ہی سکھاتا ہے

ماہ نور

گاؤں میں ایک عجیب سی خاموشی پھیل گئی تھی

پرندوں کی آوازیں کم تھیں،

گھر بند تھے،

اور گلیوں میں بھاری سی بدبو اور اداسی تھیں

پہلے ایک بچہ بیمار ہوا

پھر دو

پھر پورے محلے میں کھانسی، بخار، کمزوری اور سانس پھولنے کی شکایتیں بڑھنے لگیں

لوگوں نے گھبرا کر کہا

یہ کوئی عام بیماری نہیں

یہ تو وبا ہے

خوف ہر گھر میں داخل ہو گیا

ماہ نور گاؤں کے ہر گھر میں دوڑ رہی تھی

کہیں نبض دیکھتی،

کہیں بھاپ دیتی،

کہیں جڑی بوٹیاں دیتی،

کہیں کمزوری کی دوا

لیکن آپس میں بیماری اتنی تیزی سے بڑھ رہی تھی

کہ ماہ نور ایک لمحے کو بھی آرام نہیں کر پاتی

بڑی حکیمہ (اس کی استاد)

اب عمر رسیدہ تھیں،

لیکن پھر بھی ہر رات

ماہ نور کو پاس بٹھا کر سمجھاتیں

بیٹی

یہ بیماری ہوا کی نہیں

پیٹ کی ہے

لوگوں کو ہلکی غذا، بھرپور پانی

اور بخار کم کرنے والی جڑی بوٹیاں دو

الائچی، بنفشہ اور سونف کا استعمال بڑھا دو

اور سب سے بڑھ کر

دل مضبوط رکھو

طبیب کا دل گرے تو

مرض بڑھ جاتا ہے

ماہ نور اس کی ہر بات

آنکھوں میں محفوظ کر لیتی

جویریہ نے دیکھا

کہ بیماری صرف جسموں میں نہیں،

دلوں میں بھی اتر رہی ہے

بچے رو رہے تھے،

عورتیں خوفزدہ تھیں،

مرد بے بس

جویریہ نے فیصلہ کیا

میں قرآن کے ذریعے دلوں کو مضبوط کروں گی

وہ ہر گھر جاتی

اور بلند آواز میں سورۃ رحمان پڑھتی

وہی آیت جس میں اللہ کی رحمت

پکارتی ہے

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

اس کی تلاوت گلیوں میں گونجتی،

لوگ دروازے کھول کر سنتے،

اور ان کی آنکھوں میں

امید واپس آنے لگتی

پھر وہ گھر گھر جا کر

بچوں، عورتوں اور بوڑھوں پر

دم کرتی

سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی،

اور سورۂ ناس پڑھ کر

لوگ کہتے تھے

جویریہ کی آواز

دل کو تھام لیتی ہے

عائشہ نے دیکھا

کہ بہت سے لوگ

بیماری میں کام پر نہیں جا پا رہے

گھر میں کھانا کم تھا،

بچوں کے لیے دودھ نہیں،

عورتوں کے لیے دوا نہیں،

لکڑیاں ختم

اس نے فوراً فیصلہ کیا

میں اپنے کاروبار کے پیسوں سے

پورے گاؤں کی مدد کروں گی

اس نے راشن کے پیکٹ بنائے

- دواؤں کے خرچے سنبھالے
- غریبوں کو مفت کھانا تقسیم کیا
- دوسری دکانوں سے چیزیں خرید کر

گاؤں کے کمزور گھروں میں پہنچائیں

اور جب کسی نے کہا

عائشہ، تم اتنا خرچ کیوں کر رہی ہو

تو اس نے صرف اتنا کہا

جو اللہ نے دیا ہے،

وہ اسی کے راستے میں خرچ کرنا ہے

یہ میرا نہیں

میری آزمائش ہے

ایک رات

گاؤں کے جامع مسجد کے امام بیمار ہو گئے

ڈاکٹر آنے کو تیار نہ تھے

کیونکہ وبا خطرناک تھی

لوگوں نے دوڑ کر ماہ نور کے دروازے پر دستک دی

ماہ نور بیٹی

امام صاحب بہت بیمار ہیں

ہم سب تباہ ہو جائیں گے

کچھ کرو

ماہ نور کانپ گئی

یہ اس کی زندگی کا بڑا امتحان تھا

جویریہ فوراً قرآن لے کر کھڑی ہو گئی

عائشہ نے کہا

میں دواؤں کے پیسے،

کھانے کا انتظام،

اور ہر چیز لے کر آتی ہوں

چلو

تینوں نے

اپنے چادریں مضبوط کیں

اور اس رات

گاؤں کی تاریخ بدلنے نکل پڑیں

ماہ نور نے امام صاحب کا علاج شروع کیا

جویریہ نے مسجد میں بیٹھ کر

سورۂ یٰسین، فاتحہ اور رحمان کی تلاوت کی

عائشہ نے مسجد کے باہر

لوگوں کے لیے پانی، لیموں، شہد

اور دواؤں کا انتظام کیا

ساری رات

گاؤں والے

ایک ایک کرکے آتے رہے

ماہ نور تھکی نہیں

جویریہ روکی نہیں

عائشہ رکھی نہیں

صبح ہوتی

تو گاؤں والوں نے دیکھا

امام صاحب کی حالت سنبھل چکی تھی

ماہ نور کے ہاتھ تھکے ہوئے تھے،

جویریہ کی آواز بیٹھ چکی تھی،

عائشہ کے پاؤں سوج چکے تھے

لیکن تینوں کے چہروں پر

ایک ہی نور تھا

اللہ نے قبول کر لیا

اگلے دن

گاؤں کے بزرگ نے

تینوں کو دیکھ کر کہا

بیٹیو

وبائیں علم سے نہیں،

ایمان، محنت اور نیت سے ٹلتی ہیں

تم تینوں اس گاؤں کی

زندگی ہو، روشنی ہو، رحمت ہو

ماہ نور— جسموں کی شفا

جویریہ— روحوں کی شفا

عائشہ— گھروں کی شفا

تینوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھاما

اور دل میں خاموشی سے کہا

اللہ ہمیں ہمیشہ تیرے راستے پر رکھنا

ایمن

شام کا وقت تھا

ایمن نماز پڑھ کر بیٹھ ہی رہی تھی

کہ موبائل زور سے بجا

اسکرین پر ایک نام چمک رہا تھا

عریشہ کی امی۔

دل جیسے سینے میں دھڑکنا بھول گیا

ایمن نے تڑپ کر فون اٹھایا

فون ملتے ہی دوسری طرف سے

روتی ہوئی، ہانپتی ہوئی، ٹوٹی ہوئی آواز سنائی دی

بیٹا ایمن

عریشہ گھر سے چلی گئی ہے

وہ وہ کسی لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی ہے

میں کیا کروں بیٹا؟

میں تو مر جاؤں گی

میں نے کہاں کمی کی تھی؟

میں نے اسے کیسے سنبھالوں؟

ایمن کے پیروں سے جیسے طاقت نکل گئی ہو

وہ آہستہ سے زمین پر بیٹھ گئی

دل کی دھڑکن تیز

اور ذہن میں مناہل کے وہ جملے گونجنے لگے

بھاگ کر نکاح کر لو

بعد میں گھر والے مان ہی جاتے ہیں

ایمن نے بھاری سانس لی

اور بہت دکھ کے ساتھ کہا

آنٹی

مجھے بہت افسوس ہے

مجھے بہت دکھ ہے

میں نے اسے روکا تھا

بہت سمجھایا تھا

لیکن وہ نہیں رکی

دوسری طرف سے سسکیوں کی شدت بڑھ گئی

بیٹا

ہماری بیٹی تھی

ہماری امید تھی

ہم نے اس کے لیے خوبصورت زندگی کے خواب دیکھے تھے

وہ ہم پر یہ زخم کیوں چھوڑ گئی ؟

ہم نے کون سی زیادتی کی تھی ؟

وہ ہم سے پوچھ کر کیوں نہ گئی ؟

چند دن گزرے

عریشہ کا کوئی رابطہ نہیں تھا

گھر خاموش، خالی اور خوفزدہ پڑا ہوا تھا

ایک شام ایمن نماز پڑھ کر بیٹھی تھی

کہ فون بجا

اس بار بھی وہی نمبر—

عریشہ کی امی کا

ایمن نے گھبرا کر فون اٹھایا

دوسری طرف کی آواز

آواز نہیں تھی

ایک چیخ تھی

جو روتے روتے بیٹھ چکی تھی

کمزور، ٹوٹی ہوئی،

زندہ لاش جیسی

ایمن

بیٹا

بس تم سے ایک بات کہنی تھی

ایمن کے ہاتھ کانپنے لگے

آنٹی آپ ٹھیک ہیں؟

کیا ہوا؟

عریشہ ٹھیک ہے؟

دوسری طرف سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے،

صرف رونے کی ٹوٹی ہوئی آواز

پھر وہ جملے جو ایمن کو اندر تک ہلا گئے

ایمن

میری بیٹی نے ہم پر بہت بڑا ظلم کیا ہے

بہت بڑا

اس نے اپنے بوڑھے باپ کو

شرمندگی سے گھر سے باہر نکلنے کے قابل نہیں چھوڑا

اس نے اپنے جوان بھائی کا سر

پورے محلے میں جُھکا دیا

سسکیاں بڑھ گئیں

ایمن خاموشی سے سنتی رہی——

دل سینے میں دھڑکنا بھول رہا تھا

ایمن

میرا شوہر کہہ رہا ہے

کہ وہ کبھی معاف نہیں کرے گا

اس کا دل جیسے پتھر بن گیا ہے

بیٹا

اس کا بھائی بھی اس کا نام سننا نہیں چاہتا

وہ کہتا ہے

وہ مر جائے تو مر جائے،

لیکن اس گھر میں واپس نہ آئے!’

ایمن کا دل چھلنی ہو گیا

آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

آنٹی

ایسا نہ کہیں

عریشہ غلط ہے،

لیکن وہ آپ کی بیٹی ہے

انسان غلطی کر دیتا ہے

آپ اس کا سہارا ہیں

مگر دوسری طرف سے

ایک ایسا جملہ آیا

جو ایمن عمر بھر بھول نہ سکی

ایمن

میں ماں ہوں

میں نے اس کے لیے دعا بھی کی،

روئی بھی،

سجدوں میں گری بھی

لیکن بیٹا

میں ٹوٹ گئی ہوں

میں اب اسے معاف نہیں کر سکتی

اچانک فون پر زور کا شور ہوا

کوئی گہری، ڈوبتی ہوئی سانس

پھر مکمل خاموشی

ایمن چیخ اٹھی

آنٹی!!

آنٹی بات کریں!

آنٹی!!

لیکن جواب

خاموشی کا تھا

فون بند ہو گیا

ایمن کا دل کانپ گیا

وہ فوراً عریشہ کے گھر پہنچی

دروازے پر ہجوم تھا

چہرے سنجیدہ،

گھر کے اندر سے رونے کی آوازیں آرہی تھیں

پڑوسی عورت نے ایمن کو دیکھا

اور دھیرے سے کہا

بیٹا

عریشہ کی ماں

غم کے صدمے میں

دل کا دورہ پڑنے سے

چلی گئی ہے

ایمن کی ٹانگیں اس کے جسم کا بوجھ نہ اٹھا سکیں

وہ وہیں زمین پر بیٹھ گئی

اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں

خون بہہ رہا تھا

اسے صرف ایک بات سنائی دے رہی تھی

بیٹا

میں ماں ہوں

لیکن میں ٹوٹ گئی ہوں

ایمن نے آسمان کی طرف دیکھا

اور دل میں کہا

یا اللہ

ایک غلط فیصلے نے

ایک گھر اجاڑ دیا

ایک ماں مر گئی

ایک خاندان ٹوٹ گیا

عریشہ نے اپنی آزادی نہیں لی

اپنا گھر مار دیا ہے

رات بھر ایمن سو نہ سکی

وہ بار بار سوچتی رہی

کیا واقعی ایک لڑکی کی غلطی

اپنی ماں کی جان لے سکتی ہے؟

جواب

عملاً سامنے تھا

ماہ نور

وباء ختم ہو چکی تھی

ہوا ایک بار پھر صاف،

گھر کھل گئے،

بچے کھیلنے لگے،

اور گاؤں کی فضاؤں میں وہی پرانی زندگی لوٹ آئی تھی—

لیکن ایک چیز بدل چکی تھی

پورے گاؤں کے دل بدل گئے تھے

لوگ اب

ہر چیز میں اللہ کا کرم،

اس کی مدد اور اس کی نشانیاں ڈھونڈتے تھے

اور ان سب میں

تین نام ہر زبان پر تھے

جمعہ کی شام

مسجد کے سامنے کے بڑے چبوترے پر

بزرگ مرد جمع تھے

امام صاحب، جو اب بالکل ٹھیک ہو چکے تھے،

کھڑے ہوئے اور اعلان کیا

کل عصر کے بعد

پورا گاؤں مسجد کے صحن میں جمع ہو گا

ہم تین بیٹیوں کا شکریہ ادا کریں گے

جنہوں نے ہمیں زندگی بخشی

یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی

گھر گھر سے آوازیں آنے لگیں

ہاں جی!

ان بچیوں نے تو کرامت دکھا دی

اللہ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی

یہ ہمارا فخر ہیں

اگلے دن

تینوں نے چادریں اوڑھیں

اور سادگی سے مسجد کے صحن کی طرف چل پڑیں

ماہ نور — جس کے ہاتھوں نے شفا دی

- جویریہ — جس کی تلاوت نے لوگوں کے دل مضبوط کیے
- عائشہ — جس نے اپنے رزق سے سب کو سہارا دیا

تینوں کے دل دھڑک رہے تھے

انہوں نے کبھی چاہا ہی نہیں تھا

کہ لوگ انہیں سراہیں

تھی ان کی نیت صرف اللہ کی رضا

گاؤں کی عورتوں نے

ان کے سر چومے،

بچیاں دوڑ کر لپٹ گئیں،

بوڑھی عورتوں نے دعاؤں کی جھڑیاں لگا دیں

امام صاحب نے ہاتھ اٹھا کر کہا

لوگو

آج میں تمہیں گواہ بنا کر

سچ کہتا ہوں

اس وبا میں

اللہ نے ہمیں تین رحمتیں بھیجی تھیں

ماہ نور

جس نے اپنے علم سے

ہمارے جسموں کو شفا دی

جویریہ

جس نے قرآن کی تلاوت سے

ہمارے گھروں میں امن اتارا

عائشہ

جس نے اپنے رزق سے

غریبوں کو سہارا دیا

اور بھوک سے کسی کو مرنے نہ دیا

اللہ نے ان تینوں بیٹیوں کو

ہمارے لیے موجبِ رحمت بنایا ہے

مردوں نے یک زبان ہو کر کہا

اللہ ان بچیوں کو سلامت رکھے

اس کے بعد گاؤں کے بزرگ کھڑے ہوئے

آج سے

یہ تینوں جس گھر میں جائیں گی

اس گھر میں احترام سے بٹھائی جائیں گی

ماہ نور

ہمارے گاؤں کی طبیبہ ہے

اس کے بغیر کوئی دوا نہ لی جائے

جویریہ

ہمارے قرآن کی روشنی ہے

وہ عورتوں کو قرآن سکھائے گی

عائشہ

ہمارے رزق کی خیر ہے

اس کا کاروبار گاؤں کی ضرورت بن چکا ہے

ہم تینوں بیٹیوں کو

اپنی بیٹیوں جیسا مقام دیتے ہیں

سب نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی

دعاؤں کے بعد

ایک چھوٹی بچی

گھبرا کر ماہ نور کے پاس آئی

اس نے اپنی چھوٹی سی چادر میں لپٹا ہوا

ایک سیاہ رنگ کا چھوٹا سا کنکر

ماہ نور کو دیا

ماہ نور نے حیرانی سے پوچھا

یہ کیا ہے

بچی بولی

یہ وہ دعا ہے

جو میں ہر رات اللہ سے کرتی تھی

کہ میری ماں ٹھیک ہو جائے

میری ماں کو آپ نے ٹھیک کیا ہے

یہ کنکر اللہ کے نام پر

میں نے دودھ پلانے سے پہلے چھُوا تھا

یہ آپ کے لیے ہے

ماہ نور کی آنکھیں بھر گئیں

جویر یہ اور عائشہ بھی رونے لگیں

یہ ان کی زندگی کا

سب سے قیمتی تحفہ تھا

شام ہونے تک

پورا گاؤں

ان تینوں کو دعائیں دیتا رہا

کسی نے گھر بلایا

- کسی نے تحفہ بھیجا
- کسی نے روٹی پکائی
- کوئی آنسوؤں کے ساتھ شکریہ ادا کرتا رہا

اور تینوں سہیلیں

ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے

گھر واپس جا رہی تھیں

عائشہ نے دھیمی آواز میں کہا

کیا تم نے دیکھا ؟

اللہ نے ہماری محنت کا صلہ

کیسے دیا ہے

جویریہ نے مسکرا کر کہا

جب نیت اللہ کیلئے ہو

تو عزت خود چل کر آتی ہے

ماہ نور نے آسمان کی طرف دیکھا

یہ سب کچھ

اللہ کی مہربانی ہے

ہم صرف ذریعہ ہیں

ہوا نے پیپل کے درخت کو ہلایا

جیسے فضا بھی

ان تینوں کے لیے دعا کر رہی ہو

ایمن

عریشہ کی ماں کے انتقال کے چند دن بعد

یونیورسٹی میں ایک اور طوفان اُٹھ گیا

ایمن کلاس میں بیٹھی تھی

کہ پورے ہال میں سرگوشیاں گونجنے لگیں

دیکھا؟

ارے بھیجو نہ ویڈیو

وہی مناہل ہاں وہی!

اوئے واہ، آج تو واٹس ایپ پھٹا پڑ رہا ہے

ایمن کا دل دھڑکنے لگا

اس نے فوراً موبائل نکالا—

اور جیسے ہی اس نے ایپ کھولی،

اس کے سامنے ایک ٹرینڈ چمک رہا تھا

M_Trend1

Viral_M

Scandal_M

ایمن کا ہاتھ کانپ گیا

اس نے ایک ویڈیو کھولی

دیکھ نہ سکی

فوراً بند کر دی

اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے

یہ مناہل تھی

وہی مناہل

جس کی خوبصورتی کے چرچے تھے

جس پر سب فدا تھے

جس کی تصویریں ہزاروں لائکس لیتی تھیں

وہی جو سب کو کہتی تھی

یہ اسمارٹ دور ہے

ہمیں اپنی زندگی جینی ہے!

لیکن آج

آج پورا شہر

اس کی موت کا تماشا دیکھ رہا تھا

نوٹیفیکیشن ایک نہیں

ہزاروں

ہر طرف ایک ہی پیغام

ویڈیو بھیجو!

اوئے دیکھی؟

ارے واہ، مزہ آگیا— پھر بھیجو!

کچھ لڑکے قہقہے لگا رہے تھے،

کچھ لوگ disgust دکھا کر بھی

گروپ میں فوراً شیئر کر رہے تھے

جیسے کسی دربار کا لنگر ہو

ہر کوئی ہاتھ بھر بھر کر لے جا رہا تھا

ایمن نے فون بند کر دیا

اس کا دل پھٹ رہا تھا

یہ وہی مناہل تھی

جس کو وہ کل تک سمجھا نہیں سکی تھی

مناہل کا نمبر لگایا

آخر کار وہ roti hui اٹھائی

ایمن

ایمن وہ اس نے

اس نے مجھے برباد کر دیا!

آواز کانپ رہی تھی،

الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے

میں نے اس پر بھروسہ کیا

میں نے سب کچھ دیا

اور اُس نے

اس نے میری عزت پورے شہر میں بیچ دی

میں اب کیسے نکلوں گی؟

میں کس کا سامنا کروں؟

میں میں مر جاؤں گی ایمن

میں زندہ نہیں رہ سکتی

ایمن کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے

مناہل،

میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا

یہ راستے کبھی اچھے انجام تک نہیں جاتے

لیکن تم نے میری بات نہیں مانی

اب بھی میں تمہارے ساتھ ہوں

ہمت کرو

پلیز ہمت کرو

لیکن مناہل پاگلوں کی طرح چیخ رہی تھی

ہمت؟

ایمن!!

جس لڑکے کو میں جان مانتی تھی

اس نے میری ویڈیو بیچ دی

جیسے میں کوئی چیز ہوں!

آج پوری یونی مجھے دیکھ رہی ہے

ہنس رہی ہے

میرا کردار نوچ رہی ہے

وہ زمین پر گر کر رو پڑی

ایمن کے دل میں ایک ہی جملہ گونج رہا تھا

جسے وہ محبت سمجھتی تھی—

وہ تو صرف کھیل تھا

ایمن جب کیمپس میں داخل ہوئی

تو لڑکوں کے گروپ

کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو پکار رہے تھے

اوئے دیکھ، وہ مناہل کی دوست ہے!

کچھ نے مناہل کی ہنستی ہوئی تصویروں پر

غلیظ الفاظ لکھ کر روزانہ کی طرح شیئر کیا

کوئی اس کی شکل پر دل ڈال رہا تھا،

کوئی اس کے کردار پر مٹی

ایمن کی روح کانپ گئی

یہ وہی لڑکی تھی

جس کے لائکس لاکھوں تھے

اب اس کی رسوائی بھی لاکھوں میں تھی

ایمن خود سے کہنے لگی

یا اللہ

یہ کیسا انجام ہے؟

ایک غلطی

ایک اعتماد

اور زندگی بھر کی بربادی!

اس نے آسمان کی طرف دیکھا

اے اللہ

میں نے کل دیکھا

کہ ایک فیصلہ گھر اجاڑ دیتا ہے

اور آج دیکھا

کہ ایک تصویر لڑکی کی زندگی جلا دیتی ہے

ایمن رو پڑی

اسے لگا

دنیا کے پاس دو ہی تماشے ہیں

1. **بے پردہ عورت کی تعریف**
2. **اور جب وہ گرتی ہے تو اس کی رسوائی پھیلانا**

اور دونوں میں

عورت ہی ہارتی ہے

ماہ نور

وبا تو ختم ہو گئی تھی،

لیکن ایک گھر ایسا تھا

جہاں اب بھی ایک خاموش اذیت پھیلی ہوئی تھی—

عائشہ کا گھر

اس کے والد کئی ہفتوں سے بیمار تھے

کمزوری، بخار، اور کاروبار کی فکر نے

انہیں اندر تک توڑ دیا تھا

عائشہ دن رات ان کے پاس رہتی،

لیکن دل میں چھپا خوف

اسے ہر لمحے کھا رہا تھا

ماہ نور اور جویریہ اس کے ساتھ تھیں،

لیکن کچھ چیزیں صرف اللہ ہی بدل سکتا ہے

ایک رات

عائشہ نے سجدے میں گرتے ہوئے کہا

اے میرے اللہ

میں نے تیرے بندوں کی مدد کی

لیکن اصل محتاج

تو میرا اپنا گھر ہے

میرے بابا کو شفا دے،

میں بس یہی چاہتی ہوں

اس کی آنکھوں کے آنسو

نماز کی چٹائی میں جذب ہو گئے

ماہ نور نے اسے دیکھا،

لیکن کچھ کہا نہیں

وہ جانتی تھی

کہ کچھ دعائیں بے آواز ہوتی ہیں

مگر عرش تک پہنچتی ہیں

ماہ نور نے عائشہ کے والد کا

تحقیق کے ساتھ علاج شروع کیا

- ہاضمے کی جڑی بوٹیاں
- کمزوری کے لیے سونف اور گوند کاتیرا
- بخار کے لیے بنفشہ
- کھانسی کے لیے شہد اور کلونجی
- خون کی کمی کے لیے درختوں کی چھال کا قہوہ

اور سب سے بڑھ کر

وہ ہر رات اللہ سے دعا کرتی

یا رب

عائشہ نے دوسروں کو زندگی دی ہے

تو اس کے گھر کو زندگی دے دے

جویریہ روز شام کو

عائشہ کے گھر جا کر قرآن پڑھتی

اس کی تلاوت

گھر کے اندھیرے کمروں میں

روشنی کی طرح بھر جاتی

وہ ہر مرتبہ

باپ کے سرہانے بیٹھ کر

ایک ہی آیت پڑھتی

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ

(اور جب میں بیمار پڑتا ہوں، تو وہی شفا دیتا ہے)

اُس آیت نے

عائشہ کے والد کی آنکھوں میں

ایک نئی زندگی جگا دی

ایک صبح

عائشہ پانی لانے گئی تو

اس نے دیکھا کہ اس کے والد

خود اٹھ کر بیٹھے ہیں

وہ حیران رہ گئی

بابا نے مسکرا کر کہا

بیٹی کچھ ہلکا محسوس ہو رہا ہے

ذرا مجھے چلنے میں مدد کرو

میں صحن دیکھنا چاہتا ہوں

عائشہ کی آنکھیں بھر گئیں

مہینوں بعد

اس نے اپنے والد کو

یوں باتیں کرتے دیکھا تھا

دن گزرتے گئے،

اور ان کی صحت میں

روزانہ واضح بہتری آنے لگی

ماہ نور نے مسکرا کر کہا

عائشہ

دیکھا؟

جیسے تو نے دوسروں کو تھاما تھا،

اللہ نے تیرے گھر کو تھام لیا

جویریہ نے سر جھکا کر کہا

اللہ کبھی کسی نیکی کو ضائع نہیں کرتا

کچھ ہی ہفتوں میں

عائشہ کے والد

پھر سے بازار جانے لگے

دوکان کھلنے لگی،

پرانے گاہک واپس آنے لگے،

گھر میں ہنسی لوٹ آئی

اور عائشہ

جو وبا کے دنوں میں

دن رات لوگوں کی خدمت میں لگی رہی—

اب اپنے گھر میں

سکون سے بیٹھنے لگی

وہ اکثر کہتی

یہ میرا انعام نہیں

یہ اللہ کا کرم ہے

تھک گئی تھی

پر اللہ نے مجھے

بابا کی شفا میں نئی زندگی دے دی ہے

ماہ نور، جویریہ اور عائشہ

ایک شام درخت کے نیچے بیٹھی تھیں

سورج ڈوب رہا تھا

ہوا ہلکی تھی

اور تینوں کے دل مطمئن تھے

عائشہ نے دھیمی آواز میں کہا

میں نے دوسروں کے لیے دروازے کھولے تھے

پر اللہ نے میرے گھر کے

بند دروازے کھول دیے

اس سے بڑا انعام کیا ہوگا؟

ماہ نور اور جویریہ نے

اس کے ہاتھ تھام لیے

تینوں کو احساس ہوا

کہ جب نیت اللہ کے لیے ہو—

تو اجر دنیا و آخرت

دونوں میں ملتا ہے

ایمن

مناہل کے گھر کا ماحول

آج قبر جیسا سناٹا لیے ہوئے تھا

دروازے کے باہر

اس کے امی،ابو کی سرگوشیاں

شور میں بدل رہی تھیں

یہ لڑکی نے ہمیں کہاں منہ دکھانے کے قابل چھوڑا؟

اس نے پوری عزت خاک میں ملا دی

ہم نے اتنی محنت کی تھی یہ یہی دن دکھانے تھے اسے؟

مناہل کمرے کے اندر

سکڑ کر بیٹھی رو رہی تھی

اس کے آنسو پیروں پر گر رہے تھے

اور وہ اپنی ہی تصویر سے نفرت کرنے لگی تھی

اس کی ماں نے دروازے کے پاس آکر

مدھم مگر لرزتی ہوئی آواز میں کہا

مناہل

ہم تمہارے ماں باپ ہیں

لیکن جو تم نے کیا ہے

ہمیں تو کہیں سر اٹھانے کے لائق نہیں چھوڑا

باپ نے سخت لہجے میں کہا

میں اس لڑکی کا باپ نہیں ہوں!

یہ میری بیٹی نہیں—

یہ میرے لیے اجنبی ہے!

مناہل کی روح اندر سے چیخ گئی

وہی فون

جو اسے ستاروں پر بٹھاتا تھا،

جس کے پیغامات اسے حسین کہتے تھے،

جس کے فالوور اسے رانی کہتے تھے،

اب ایک جنگل بن چکا تھا

نوٹیفیکیشن بے رحمی سے

مسلسل بج رہے تھے

اسے دیکھی؟

ہاہاہا، ایسی لڑکیوں کا یہی انجام ہوتا ہے!

مزید بھیجو ویڈیو

یہی لڑکیاں زمانے کو گمراہ کرتی ہیں!

چلتی پھرتی عبرت کا نشان

مناہل کی آنکھیں پھٹ گئیں

اس کی سانس رکنے لگی

کل تک

جو لفظ پیاری ہو کہتے تھے—

آج وہی لفظ

بدکردار، بے حیا، گری ہوئی کہہ رہے تھے

اس کے ہاتھوں سے موبائل کانپنے لگا

مناہل نے انسٹا گرام کھولا

جہاں کبھی اس کی تصویریں

روشنی کی طرح چمکتی تھیں،

آج وہاں نفرت کے اندھیرے بھرے تھے

اس نے ہچکیوں کے ساتھ

اکاؤنٹ ختم کریں

والا بٹن دبایا

پھر ٹک ٹاک

جہاں اس کی آواز،

اس کا ہنسی،

اس کا چہرہ

دنیا کے لیے ایک تماشہ تھا

اس نے آنسوؤں سے بھیگی انگلی سے

اسے بھی مٹا دیا

فیس بک

سنیک ویڈیو

ساری سوشل ایپس

ایک ایک کر کے

مٹتی گئیں

ہر ڈیلیٹ

ایسے تھا

جیسے اس کے اندر سے

ڈھیر ساری ٹوٹی ہوئی چیخیں نکل رہی ہوں

آخر میں

اس نے موبائل بند کر دیا

اور ایک آخری بار

آہستہ سے کہا

یا اللہ

میں نے خود کو برباد کیا

دوسروں نے نہیں

نہ دوست،

نہ گھر والے،

نہ وہ دنیا

جو اسے آسمان پر چڑھاتی تھی

وہ صرف

اپنی غلطیوں

اور اپنے انجام

کے ساتھ رہ گئی

ایمن کو جب خبر ملی،

وہ پہلی بار

سچ میں ڈر گئی کہ

یہ دور

لڑکیوں کو آزاد نہیں کرتا

صرف انہیں رسوا کرنے کے لیے تیار بیٹھا ہے

ماہ نور

گاؤں کی جامع مسجد کے صحن میں

آج عورتوں کا بڑا درس جمع تھا

ہوا میں دھیمی دھیمی خوشبو پھیلی ہوئی تھی

گلاب اور چمبیلی کی

یہ دن کوئی عام دن نہیں تھا

آج **سیدہ فاطمہ الزہراء**ؓ کا یومِ وِلادت تھا

بزرگ اور باوقار **بی بی حاجرہ**

درمیان بیٹھیں،

ہاتھ میں تسبیح،

دل میں عقیدت،

اور آنکھوں میں نور لیے

سیرتِ سیدہ بیان کرنے لگیں

پورا مجمع

خاموش

دلوں کے دروازے کھلے ہوئے

بی بی حاجرہ نے بلند مگر نرم آواز میں کہا

سلام ہو اُس بی بی پر

جس کے آنے سے پہلے

بیٹی کو بوجھ سمجھا جاتا تھا

اور اللہ نے سیدہ فاطمہ کے ذریعے

دنیا کو دکھا دیا

کہ بیٹیاں شہزادیاں ہوتی ہیں

سلام ہو اُس بی بی پر

جس نے عورت کے مقام کو

زمین سے اٹھا کر

آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا

صحن میں بیٹھی عورتوں کی آنکھیں

عقیدت سے بھر گئیں

بی بی حاجرہ نے بات آگے بڑھائی

اسلام نے بیٹی کو عزت دی

مگر سیدہ فاطمہ

وہ تو اس عزت کی **انتہا** ہیں

بیٹی رحمت ہوتی ہے،

مگر سیدہ فاطمۃ الزہرا ان کے لیئے رحمت

جو خود رحمتہً للعالمین بن کر آئے

بیوی شوہر کے ایمان کا حصہ ہوتی ہے،

مگر فاطمہ

ان کے ایمان کی وجہ

جو خود **کل ایمان** کہلائے

مولائے کائنات علیؓ

اور ماں کے قدموں تلے جنت ہوتی ہے،

مگر فاطمہ کے قدموں تلے

ان کی جنت

جو خود جنت کے سردار ہیں

حسن و حسینؓ

یہ الفاظ سن کر

محفل پر ایک گہری خاموشی چھا گئی

دل لرزتے رہے،

آنکھیں بھیگتی گئیں

بی بی حاجرہ پھر آگے جھک کر بولیں

بیٹیو

جس دن قیامت بر پا ہو گی،

آج ہی کی طرح اپنی نظریں جھکا لینا

کیونکہ اُس دن

کی سواریاں آئیں گی **سیدہ فاطمہؓ**

ستر ہزار نورانی پردوں میں لپٹیں ہوئی،

اور بجلی کی رفتار سے

عرش کی طرف گزریں گی

فرشتے راستے کھول دیں گے

زمین کے سائے جھک جائیں گے

نور کی لکیریں آسمان تک پھیل جائیں گی

اور منادی پکارے گا

یہ سیدہِ کائنات فاطمہ الزہراؓ ہیں—'

محمد مصطفیٰ ﷺ کی وہ بیٹی

جن کے احترام میں

آج سارا محشر اپنی آنکھیں جھکا لے

محفل روتی تھی

لیکن وہ رونا عشق کا تھا

ماہ نور، جویریہ اور عائشہ

محفل میں خاموش بیٹھی تھیں

جویریہ کے ہونٹ قرآن کی آیات دہرا رہے تھے

- عائشہ کے دل میں محبت اور جھکاؤ بڑھ رہا تھا
- ماہ نور کے اندر ایک نیا نور پیدا ہو رہا تھا

اور تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا

اگر عورت سیدہ فاطمہؓ کے راستے پر ہو

تو دنیا کی کوئی طاقت

اسے جھکا نہیں سکتی

ایمن

شام کا وقت تھا

آسمان پر ادھورا سورج ڈوب رہا تھا،

اور مناہل کے کمرے میں

ایک ایسا اندھیرا پھیل چکا تھا

جو صرف بلب سے نہیں—

دل سے روشن ہوتا ہے

مناہل بیڈ پر بیٹھی

اپنی کلائیوں کو گھور رہی تھی

آنسو اس کے گالوں پر بہتے بہتے

خاموش دریا بن چکے تھے

اس نے دھیرے سے کہا

اگر میں نہ رہوں

تو شاید سب سکون پا جائیں

وہ اٹھی،

کھڑکی کے پاس گئی،

نیچے اندھیرے میں جھانکا،

اور آنکھیں بند کر لیں

اسی لمحے اس کے فون پر

ایمن کا کال آنے لگا

ایک،

دو،

تین بار

مناہل نے تنگ آ کر کال اٹھائی

کیا ہے ایمن

مجھے اب کسی سے بات نہیں کرنی

میں ختم ہو چکی ہوں

بس

میری زندگی ختم ہو گئی ہے

ایمن کی آواز لرزی نہیں،

بلکہ مضبوط ہو گئی تھی

مناہل

دریچے سے ہٹ جاؤ

ابھی

اسی وقت

مناہل چونکی

اس کی سانس رک گئی

تمہیں تمہیں کیسے

ایمن نے آہستہ کہا

مجھے احساس ہو گیا تھا

تم جس راہ پر چل رہی ہو

وہ سیدھا قبر کی طرف جاتا ہے

اور یہ تمہارا انجام نہیں ہے

مناہل!

تم بس ایک غلطی ہو

تمہاری پہچان غلطی نہیں،

تمہاری اصل وہ ہے

جو اللہ نے رکھی تھی

مناہل ٹوٹ کر بولی

ایمن

میں کہاں جاؤں؟

دنیا مجھے معاف نہیں کرے گی

ہر طرف میری بے عزتی ہے

ویڈیو ختم ہو گئی

لیکن تبصرے ابھی بھی زندہ ہیں

ایمن نے گہری سانس لی

ایک بات سنو مناہل

دنیا کبھی معاف نہیں کرتی

لیکن اللہ فوراً معاف کر دیتا ہے

دنیا دلوں میں نفرت رکھتی ہے

لیکن اللہ دلوں میں نرمی ڈال دیتا ہے

ایک بار

صرف ایک بار

سچے دل سے توبہ کر لو

پھر دیکھنا

وہ کیسے تمہیں ڈھانپ لے گا

کیسے تمہیں اٹھا لے گا

مناہل پھوٹ کر رو پڑی

اور دنیا؟

دنیا کیا کہے گی ایمن ؟

دنیا مجھے کبھی نہیں بھولے گی

ایمن کی آواز میں

اس رات پوری حکمت اتر آئی

مناہل

جب اللہ معاف کر دیتا ہے

تو دنیا کو بھی بھولنے پر مجبور کر دیتا ہے

جب اللہ دل صاف کر دیتا ہے

تو لوگوں کے دلوں میں بھی

تمہارے لیے نرمی ڈال دیتا ہے

دنیا کا خوف چھوڑ دو—

دنیا کچھ نہیں کر سکتی

اگر اللہ تمہارے ساتھ ہو

مناہل نے فون مضبوطی سے پکڑ لیا

اس کی ہچکیاں بڑھتی گئیں

ایمن

کیا اللہ

واقعی مجھے معاف کر دے گا؟

میں اتنی گندی

اتنی غلط

اتنی بے حجاب لڑکی

ایمن نے نرمی سے کہا

اللہ تمہیں اُس دن بھی رزق دیتا رہا

جب تم اس کی نافرمانی کرتی تھیں

وہ رب ہے

انسان نہیں

وہ تمہاری ایک سچی آنسو سے

سب کچھ بدل دے گا

بس ایک سجدہ کر لو

صرف ایک

مناہل کی ٹانگیں لڑکھڑائیں،

وہ گر پڑی،

اور زمین پر سجدے میں چلی گئی

آنسو زمین کو بھگو رہے تھے

اور ہونٹ کانپ رہے تھے

یا اللہ

مجھے تھام لے

میری غلطیاں معاف کر دے

مجھے دوبارہ وہ بنادے

جو میں کھو بیٹھی

ایمن فون پر روتی ہوئی بول رہی تھی

ہاں مناہل

بس یہی راستہ ہے

یہی تمہاری زندگی ہے

یہی تمہارا علاج ہے

اس رات

مناہل کھڑکی سے ہٹی،

موبائل بند کیا،

کلائیوں پر ہاتھ رکھا،

اور دنیا کی سب سے میٹھی نیند سوئی

نیند نہیں،

سکون

کیونکہ

جہاں زندگی ختم ہو رہی تھی

وہیں اللہ نے اسے دوبارہ شروع کر دیا تھا

ماہ نور

بی بی حاجرہ کے الفاظ

ابھی تک فضا میں تیر رہے تھے

محفل ختم ہو چکی تھی

لیکن تینوں سہیلیاں

ماہ نور، جویریہ، اور عائشہ

وہیں ایک گوشے میں بیٹھی رہیں

ہوا میں گلاب کی خوشبو،

نذرانے کی مہک،

اور آنکھوں میں نمی تھی

دَرس ختم ہوا تو ماہ نور کا دل

ایک عجیب سی مضبوطی سے بھر گیا

اس نے دھیرے سے کہا

میں آج سمجھ گئی ہوں

اگر سیدہ فاطمہؓ کے نقشِ قدم پر چلوں

تو طبیبہ بننا

صرف لوگوں کا علاج نہیں

ایک عبادت ہے

میں اب اپنا علم

صرف روزی کے لیے نہیں،

اللہ کی رضا کے لیے استعمال کروں گی

جویریہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا

ماہ نور کے دل میں

حیا، پاکیزگی اور ذمہ داری

ایک ساتھ جاگ اٹھے تھے

جویریہ کی آنکھوں میں آنسو تھے

اس نے کہا

بی بی حاجرہ نے آج جو فرمایا

وہ دل پر لکھ لیا ہے

اگر بیٹی شہزادی ہے،

تو قرآن اس کی عزت کا تاج ہے

میں اب صرف قرآن پڑھوں گی نہیں—

عورتوں اور بچیوں کو سکھاؤں گی بھی

تاکہ وہ بھی

سیدہؓ کے راستے پر چل سکیں

ماہ نور اور عائشہ نے ایک دوسرے کو دیکھا

جویریہ کے اندر

نور کی نئی روشنی روشن ہو گئی تھی

عائشہ خاموش تھی

اس کی آنکھوں میں

ایک عجیب سی چمک اور نرمی تھی

اس نے دھیرے سے کہا

اگر بیٹی رحمت ہے،

تو میں چاہتی ہوں

کہ میرا رویہ، میرا کاروبار

اور میرے گھر کے معاملات

اسی رحمت کی خوشبو رکھتے ہوں

بی بی فاطمہؓ نے دکھایا

کہ عورت کا مقام

شوہر ،گھر، خاندان

اور دین کو مضبوط بنانے میں ہے

میں اب ہر قدم

زیادہ سوچ کر،

زیادہ حیا سے،

زیادہ ذمہ داری کے ساتھ اٹھاؤں گی

جو سکون اس کے الفاظ میں تھا

وہ کچھ اور ہی تھا

تینوں نے ہاتھ تھام کر

ایک دوسرا عہد کر لیا—

خاموش، مگر دلوں کے اندر گونجتا ہوا

ہم اپنی زندگی کو

سیدہ فاطمہؓ کی سیرت کے

جتنا قریب کر سکیں

اتنا کریں گی

ان لمحوں میں

ہوا بھی ان کے سروں پر

دعا کی طرح بہہ رہی تھی

جب تینوں جانے لگیں

تو بی بی حاجرہ نے انہیں روک کر کہا

بیٹیو

اگر آج تم نے

سیدہ فاطمہؓ کی باتیں دل میں رکھ لی ہیں

تو سمجھ لو

زندگی کے سارے فیصلے

خود ہی سیدھے ہو جائیں گے

بس ایک چیز کبھی نہ چھوڑنا

حیا اور اللہ پر بھروسہ

تینوں نے سر جھکا کر جی بی بی کہا

وہ شام

تینوں کی زندگی کا رخ بدل چکی تھی

ایمن

کچھ دن گزر چکے تھے

مناہل اور ایمن ہاسٹل کے لان میں بیٹھی تھیں

ہوا میں اداسی تھی،

پھولوں میں خاموشی،

اور دونوں کے دلوں میں

بیتے ہوئے واقعات کی راکھ اڑ رہی تھی

اچانک پیچھے سے آہستہ، کمزور سی آواز آئی

ایمن

ایمن نے چونک کر دیکھا

وہ عریشہ تھی

چہرہ پیلا،

آنکھیں سوئیں ہوئی،

بال بکھرے ہوئے،

لب کپکپاتے ہوئے

ایمن اور مناہل فوراً کھڑی ہو گئیں

عریشہ نے قدم رک کر

بہت مدھم آواز میں کہا

ایمن

اس نے مجھے طلاق دے دی ہے

اور پھر وہ زمین پر گرنے ہی والی تھی

کہ دونوں نے اسے پکڑ لیا

عریشہ زار و قطار رونے لگی

کاش ایمن

کاش میں نے تمہاری بات مان لی ہوتی

کاش میں اس دلدل میں قدم ہی نہ رکھتی

میں نے اپنے گھر کو برباد کر دیا

میں نے اپنی ماں کو مار دیا

ایمن نے اسے سینے سے لگایا

مناہل بھی چپ چاپ روتی رہی

کچھ لمحوں بعد ایمن نے دھیرے سے پوچھا

عریشہ

اگر تمہیں سب پتا تھا

تو ماں کی میّت پر کیوں نہیں آئیں؟

یہ سوال ایمن کے دل میں

ایک بوجھ بن کر بیٹھا تھا

عریشہ نے کانپتے ہوئے کہا

کیسے آتی ایمن

ماں نے وصیت کر کے گئی تھی

کہ اس کی میّت پر

مجھے نہ لایا جائے

بہن، بھائی، باپ

سب نے میرا نام تک سننے سے انکار کر دیا تھا

وہ اپنے ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر رو پڑی

میں

میں ان کے لائق ہی نہیں رہی تھی

مناہل نے عریشہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے دھیرے سے پوچھا:

عریشہ... اُس نے تمہیں طلاق کیوں دی؟

کیوں چھوڑ دیا؟"

عریشہ نے نظریں جھکا لیں۔

اس کی آواز ٹوٹ رہی تھی، مگر وہ خود کو سنبھال کر بولی:

اس کے رنگ تو نکاح کے بعد ہی بدل گئے تھے، مناہل...

پہلے میرے لاکھوں فالورز اُس کے لیے فخر تھے

وہی فالورز بعد میں اسے زہر لگنے لگے۔

اس نے میرے سارے حساب بند کر دیے...

میری تصویریں، میری ویڈیوز، سب مٹا ڈالیں۔

کہتا تھا:

جو لڑکی پوری دنیا کو اپنی جھلک دکھاتی پھرے

وہ میرے گھر کی عزت نہیں ہو سکتی۔

وہ رکی، ہچکی لی، پھر آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کیے:

پھر وہ مجھے طعنے دینے لگا...

کہتا تھا:

جو اپنی ماں باپ کی بات نہ مان سکی،

جو انہیں چھوڑ کر میرے ساتھ بھاگ آئی

وہ کل کسی اور کے لیے بھی مجھے چھوڑ سکتی ہے۔

جو لڑکی میرے ساتھ بھاگی،

وہ کسی اور کے ساتھ کیوں نہیں بھاگ سکتی؟"

عریشہ کی آواز بکھر گئی۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا لیا۔

مناہل ...

میں نے تو سمجھا تھا وہ محبت کرتا ہے ...

مگر وہ تو ہر روز مجھے میری ہی بے قدری سناتا تھا۔

میں اس کے لیے سب چھوڑ آئی

اور پھر بھی میں اس کے لیے قابلِ اعتماد نہ بن سکی۔"

مناہل کے دل میں درد کی لہر دوڑ گئی۔

وہ جان گئی کہ عریشہ صرف ایک شخص سے نہیں ہاری

وہ اپنے اپنے فیصلے سے ہاری تھی۔

مناہل نے گہری سانس لی

اور اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

تم نے اکیلی رسوائی نہیں دیکھی

میں بھی جل کر راکھ ہو چکی ہوں

میری ویڈیوز

میری تصاویر

میرے گھر والوں کا منہ جھک گیا

ایمن دونوں کے درمیان بیٹھ گئی

پھر آہستہ سے،

بہت مضبوط لہجے میں بولی

میں تم دونوں کو بہت پہلے

اس آگ سے بچانا چاہتی تھی

لیکن تمہارے کانوں تک میری آواز نہیں پہنچی

کچھ راستے ایسے ہوتے ہیں

جو پہلے بہت رنگین دکھتے ہیں

پھر اچانک سب اندھیرا کر دیتے ہیں

تم دونوں گنہگار نہیں تھیں

بس بے وقوف تھیں

دل کے ہاتھوں ہار گئی تھیں

عریشہ نے ایمن کا ہاتھ پکڑا اور روتے ہوئے کہا

ایمن

اب میں کہاں جاؤں؟

میرا گھر ٹوٹ گیا

میری عزت ختم ہو گئی

میرے پاس کوئی نہیں

ایمن نے اس کے ہاتھ مضبوطی سے تھام لیے

تمہارے پاس میں ہوں

تم میری بہن ہو

چلو میرے گھر

میں تمہیں سنبھال لوں گی

وقت تمہیں ٹھیک کر دے گا

اور اللہ تمہیں معاف کر دے گا

عریشہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا

کیا تم مجھے اپنے گھر لے جاؤ گی؟

تمہیں ڈر نہیں لگتا؟

تمہاری عزت کا کیا ہو گا؟

ایمن مسکرائی،

اور آنسو صاف کرتے ہوئے بولی

عزت انسانوں کے ہاتھ میں نہیں

عریشہ، میں نے اپنی زندگی میں

دو رسوائیوں کو اپنی آنکھوں سے گرتے دیکھا ہے—

میں کیوں کسی اور بہن کو

اکیلی چھوڑ دوں؟

مناہل بھی آگے بڑھی،

عریشہ کا ہاتھ پکڑا

ہم تینوں نے بہت غلطیاں کیں

لیکن اگر ایمن نہ ہوتی

تو شاید ہم دونوں آج زندہ بھی نہ ہوتیں

آؤ

ہم ایک نئی زندگی شروع کرتے ہیں

عریشہ پھوٹ کر روتے ہوئے

ایمن کے گلے لگ گئی

اس لمحے

تینوں لڑکیاں

جو کبھی دوستی کے نام پر اکٹھی تھیں

آج **محبت، حقیقت اور توبہ** کے نام پر

ایک دوسرے کے ساتھ کھڑی تھیں

اور ایمن کے دل نے

آہستہ سے اللہ سے کہا

یا رب

شکر ہے

میں کم از کم دو جانیں

گمراہ ہونے سے واپس لا سکی

ماہ نور

محرم کے دن تھے
آسمان پر ہلکی اداسی تیر رہی تھی،
ہوا میں خاموشی،
اور گھروں میں سوگواری

مغرب کے بعد
تینوں سہیلیاں—
ماہ نور، جویریہ اور عائشہ—
دادی کے چھوٹے سے کمرے میں جمع تھیں

کمرہ ہلکے چراغ کی روشنی میں ڈوبا ہوا،
دیوار پر کربلا کے نقش کی ایک پرانی تصویر،
اور درمیان میں دادی—
جن کے چہرے پر برسوں کے درد کا نور تھا

تینوں چپ چاپ بیٹھ گئیں

ان کے چہروں پر احترام تھا،

دلوں میں سننے کی تڑپ

دادی نے دھیمی سانس بھری

اور کہا

بیٹیو

آج محرم کی شام ہے

آج دل خود بخود

سیدہ زینبؓ کی طرف چلا جاتا ہے

وہ بیٹی

جس نے کربلا کو دیکھا،

مگر صبر نہ چھوڑا

وہ بہن

جس نے حسینؑ کا جنازہ نہیں،

ان کا سر نیزے پر دیکھا

اور پھر بھی خدا کی رضا پر راضی رہی

تینوں سہیلیوں کے دل دھڑکنے لگے

محفل میں خاموشی گہری ہو گئی

دادی بولتی گئیں

بیٹیو

جب کربلا کا میدان لہو سے بھر گیا

اور حسینؑ تنہا رہ گئے

تو زینبؑ کے کاندھوں پر

ایک امت کی ذمہ داری آ گئی

- بھائی کی شہادت
- بھتیجوں کے لاشے
- غلاموں کا خون
- خیموں کی آگ
- بچوں کی پیاس
- عورتوں کی چیخیں

لیکن اس سب کے باوجود

سیدہ زینبؓ نے ایک لفظ بھی شکوہ نہیں کیا

وہ کہتی تھیں

‘میں نے خدا کی طرف سے

سوائے خوبصورتی کے کچھ نہیں دیکھا’

ان الفاظ نے

ماہ نور کی آنکھوں میں آنسو بھر دیے

دادی کی آواز بھاری ہو گئی

اور پھر

جب قافلہ اسیر ہو کر چلا،

تو عورتیں زنجیروں میں تھیں،

بچے زخمی،

لیکن زینبؑ

وہ تو سارے قافلے کی ماں تھیں

دمشق کے بازاروں میں

لوگ پتھر مارتے،

حالات تکلیف دیتے،

مگر زینبؑ نے

کسی بچے کو گرنے نہیں دیا

رات کو خود بھوکی رہتی،

مگر بچوں کو کھانا دیتی تھیں

یہ تھیں نبی کی نواسی

جویریہ نے دادی کی زبان سے

سیدہ زینبؓ کے نام پر

دل میں نور محسوس کیا

بیٹیو

دنیا میں بہت مشکلیں آتی ہیں

لیکن زینبؓ جیسا صبر

کسی کو نصیب نہیں ہوتا

- بھائی کی جدائی
- خاندان کی تباہی
- دشمنوں کا ظلم
- قید کی راتیں
- تنہائی
- بے بسی

- بھوک
- پیاس

مگر زینبؑ نے ہر تکلیف میں کہا

یا اللہ میں تیری بندی ہوں،

جو چاہے، امتحان لے لے ’

دادی کے الفاظ

کمرے کی ہوا میں گونج گئے

عائشہ کے ہاتھ آنسوؤں سے بھیگ چکے تھے

ماہ نور نے سر جھکا کر کہا

دادی

ہماری مشکلیں تو کچھ بھی نہیں

سیدہؑ نے توامت کے لیے

وہ تکلیفیں سہیں

جو سوچ کر دل پھٹ جاتا ہے

جویریہ نے کہا

میں اب قرآن پڑھتے وقت

سیدہ زینبؓ کا صبر یاد رکھوں گی

کسی رکاوٹ سے نہیں ڈروں گی

عائشہ نے دھیمی آواز میں کہا

اگر وہ اتنے درد میں بھی

استقامت پر قائم رہیں

تو میں بھی اپنی زندگی میں

حوصلہ رکھوں گی

دادی نے تینوں کے سروں پر ہاتھ رکھا

بیٹیو

اگر زندگی کبھی مشکل ہو جائے،

دنیا پاؤں میں کانٹے بچھا دے،

لوگ ساتھ چھوڑ دیں،

یا حالات تھکا دیں—

تو بس ایک بات یاد رکھنا

زینبؑ بیماری میں ثابت قدم،

بھوک میں شکر گزار،

غم میں باوقار،

اور مصیبت میں سجدے والی تھیں

جو عورت

سیدہ زینبؑ کو اپنا رول ماڈل بنا لے

اسے دنیا کا کوئی غم نہیں ہرا سکتا

تینوں سہیلیں

آنسو پونچھتے ہوئے

دادی کے قدموں سے لگ گئیں

اور یوں

محرم کی وہ رات

ان کی زندگیوں میں

ایمان کا ایک نیا دروازہ کھول گئی

ایمن

آج شام ایمن نے فیصلہ کر لیا تھا

کہ مناہل اور عریشہ کو اب تنہا نہیں چھوڑا جا سکتا

تینوں لڑکیاں آہستہ آہستہ

ایمن کے گھر کے دروازے تک پہنچیں

عریشہ کے قدم کانپ رہے تھے،

مناہل کے چہرے پر خوف تھا،

لیکن ایمن مضبوطی سے دونوں کے ہاتھ تھامے کھڑی تھی

دروازہ کھلا

ایمن کی امی سامنے تھیں

پہلے تو وہ حیران رہ گئیں

مگر جیسے ہی انہوں نے تینوں کی آنکھوں کے گرد

اداسی، تکلیف اور شکستہ کیفیت دیکھی

تو ان کا دل پگھل گیا

بیٹا یہ سب کون ہیں؟

ان کے چہروں پر اتنا دکھ کیوں ہے؟

ایمن نے آہستہ سے کہا

امی

یہ دونوں میری بہنیں ہیں

اور آج انہیں ہمارے گھر کی ضرورت ہے

پناہ کی ضرورت ہے

محبت کی

اور معافی کی بھی

ایمن کی امی نے

بغیر کوئی سوال کیے

اپنی بانہیں پھیلا دیں

آؤ بیٹو

گھر تمہارا بھی ہے

عریشہ وہیں پھوٹ کر رو پڑی

وہ ماں کی گود کو پہچان رہی تھی

چاہے وہ کسی اور ماں کی گود ہی کیوں نہ تھی

مناہل نے بھی چپ چاپ

آنکھیں بھگو کر سر جھکا لیا

ایمن کے ابو کمرے سے نکلے

انہوں نے تینوں کو دیکھا

چند لمحوں کی خاموشی رہی—

پھر انہوں نے گہری سانس لے کر کہا

بیٹی ہو تو سب کے لیے ہو

گھر میں رہو،

سنبھل کر رہو،

اور اللہ کے قریب رہو

تم سب کی غلطیاں اللہ معاف کر دے گا،

ہم کون ہوتے ہیں فیصلہ کرنے والے؟

ایمن کے ابو کی یہ بات

تینوں لڑکیوں کے دلوں پر

کسی مرہم کی طرح اتری

اس رات

ایمن کے گھر میں

صرف تین نئی لڑکیاں نہیں آئیں

بلکہ تین ٹوٹے ہوئے دل

اپنی پہلی پناہ میں داخل ہوئے تھے

اگلی صبح

ایمن نے سب سے پہلے

نماز کے لیے جگایا

عریشہ نے پہلی بار

نماز پڑھتے ہوئے

اپنی ماں کی تصویر آنکھوں کے سامنے رکھی

اور سجدے میں ٹوٹ کر رونے لگی

مناہل نے آیتوں کی آواز سنی

تو اس کے دل میں وہ سکون اترا

جو کبھی ویڈیوز، لائکس اور فیشن سے نہیں ملا تھا

ایمن نے دونوں کو قرآن پاک کے پاس بٹھایا

ہم تینوں نے غلطیاں کیں،

لیکن ہماری تقدیریں ختم نہیں ہوئیں

اللہ جب کسی کو توڑتا ہے

تو دوبارہ بنانے کے لیے توڑتا ہے

دروازے کے پاس

سفید رنگ کے نئے حجاب رکھے تھے

ایمن نے دونوں کو پکڑائے

مناہل آئینے میں اپنے آپ کو دیکھ کر رونے لگی

میں کیا میں واقعی ایسی لگتی ہوں ؟

اتنی صاف، اتنی محفوظ ؟

عریشہ نے بھی آہستہ سے کہا

ایمن

یہ پردہ

مجھے پہلی بار

عزت کا احساس دے رہا ہے

ایمن نے انہیں

سورہ نور اور سورہ احزاب کی آیات سنائیں

مومن عورتیں بدکاری نہیں کرتیں

اور نہ چُھپے دوست بناتی ہیں

دونوں لڑکیاں

خاموشی سے سنتی رہیں

چہرے پر ندامت

اور دل میں روشنی

عریشہ نے ایمن کا ہاتھ پکڑا

ایمن

میں نے اپنی ماں کو کھو دیا

لیکن شاید اس غم نے مجھے

خدا کے قریب کر دیا ہے

مناہل نے بھی دھیرے سے کہا

میں کل مرنے والی تھی،

لیکن آج لگتا ہے

میرا دل دوبارہ زندہ ہونا شروع ہو گیا ہے

اللہ نے مجھے دوسرا موقع دے دیا

ایمن نے دونوں کی طرف محبت سے دیکھا

ہم تینوں دوبارہ پیدا ہو رہے ہیں

لیکن اب

گمراہی میں نہیں،

ہدایت میں

تینوں لڑکیاں

ایک نئی صبح میں داخل ہو رہی تھیں

جہاں پردہ عزت تھا

قرآن رہنمائی تھا

اور اللہ کی رحمت

ان کی سب سے بڑی امید تھی

یہاں سے

تینوں کی کہانیاں

نئے رخ پر چل پڑیں

پرانے زخموں کو پیچھے چھوڑ کر

روشنی کے سفر میں

ماہ نور

عائشہ کی شادی وہ دن تھا

جب پورے گاؤں میں

روشنیوں، خوشبوؤں اور دعاؤں کی برکت تھی

اس کا دولہا

نہایت خوبصورت،

باوقار،

اور شہر کا بڑا تاجر تھا

وہ عائشہ کی دیانت اور حیا سے متاثر ہو کر

خود اس کے گھر والوں کے پاس آیا تھا

اس کی شخصیت میں

وقار بھی تھا،

نرمی بھی،

اور عزت بھی

جب نکاح ہوا

تو دادی نے مسکرا کر کہا

عائشہ

بیٹی تو رحمت ہے،

لیکن تو وہ رحمت ہے

جس نے اپنے کردار سے

محبت بھی کمائی اور تقدیر بھی

عائشہ رخصت ہوئی

تو ماہ نور اور جویریہ

گلے لگ کر رو پڑیں

چند مہینوں بعد

جویریہ کے نصیب کا در بھی کھلا

اس کا رشتہ ایک ایسے نوجوان سے آیا

جو خود عالمِ دین تھا

قرآن کا عاشق

اس کی تلاوت ایسی تھی

کہ لوگ رک جاتے،

سانس تھام لیتے،

اور دل جیسے سجدے میں گر جاتے

جویریہ نے جب پہلی بار

اس کی تلاوت سنی

تو بے ساختہ کہا

یہ تو وہی روشنی ہے

جس کے لیے میں نے دعائیں کی تھیں

ان دونوں کا نکاح

سیدھا، اسلامی،

اور پاکیزگی سے بھرپور تھا

اور جب رخصتی کا وقت آیا

تو جویریہ نے ماہ نور کے ہاتھ تھام کر کہا

ماہ نور

اگر میں نے قرآن کی روشنی پائی ہے

تو تمہاری دوستی اس کا سب سے قیمتی حصہ تھی

ماہ نور کی آنکھیں پھر بھیگ گئیں

وقت گزرتا گیا

عائشہ اپنی نئی دنیا میں

خوش تھی—

تاجری کے گھر میں،

عزت اور سکون کے ساتھ

جویریہ

اپنے شوہر کے ساتھ

دینی محافل میں جاتی،

درس دیتی،

اور قرآن کی روشنی بانٹتی

اور ماہ نور

اب اکثر تنہائی میں

دادی کے پاس بیٹھی رہتی

گاؤں کے بچوں کو دیکھ بھالتی،

بیمار عورتوں کی مدد کرتی،

اور اپنے علم کو مزید بڑھاتی

لیکن کہیں دل کے اندر

خالی سا احساس اب بھی تھا

ایک دن

ماہ نور دوائی پیس رہی تھی

جب دادی نے اسے بلایا

وہ آہستہ آہستہ کمرے میں داخل ہوئی

دادی کے چہرے پر

ایک خاص سی نرمی تھی

ماہ نور بیٹی

دادی نے دھیرے سے کہا،

تمہارا رشتہ آیا ہے

ماہ نور چونک گئی

کس کا ؟

دادی مسکرا دیں

شہر کے ایک ڈاکٹر کا

بہت پڑھے لکھے،

نرم دل،

اور لوگوں کی خدمت کرنے والے

انہوں نے تمہارے کام،

تمہاری حیا،

اور تمہاری شخصیت کے بارے میں سن کر

خود رشتہ بھیجا ہے

ماہ نور کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی

اس نے نظریں جھکا لیں

خاموش رہی

لیکن دادی نے محسوس کیا

کہ اس کی پلکوں کے نیچے

خوبصورت سی شرم اور حیرت چھپی ہے

رات کو

چاند کی روشنی چھت پر پھیلی تھی

ماہ نور نے اپنے ہاتھ میں

قرآن پکڑا ہوا تھا،

اور آہستہ آہستہ پڑھتی جا رہی تھی

وہ سوچ رہی تھی

- عائشہ اپنے تاجِ عزت میں خوش ہے
- جویریہ اپنے چراغِ ایمان میں روشن ہے
- کیا اب میری تقدیر بھی کھلنے جا رہی ہے ؟

ہوا آہستہ سے اس کی چادر ہلانے لگی—

جیسے اللہ بھی کہہ رہا ہو

بیٹی

ہر دل کا وقت ہوتا ہے

اور اب وقت تمہارا ہے

ایمن

یونیورسٹی کے وسیع ہال میں

رنگ برنگی سجاوٹ تھی

آج سینئرز کی فیئر ویل تھی،

اور ساتھ ہی نئے آنے والے طلبہ کا استقبال بھی

نئی لڑکیاں ایک طرف بیٹھی تھیں—

آنکھوں میں خواب،

چہرے پر تجسس،

اور دل میں اس نئے سفر کی خوشی

تینوں لڑکیاں— ایمن، مناہل اور عریشہ—

پردے اور وقار کے ساتھ ہال میں داخل ہوئیں

انہیں پہچاننے والے حیران تھے

یہ کیا تبدیلی تھی؟

یہ کیسے بدل گئیں؟

پروگرام شروع ہوا،

اور میزبان نے کہا

اگلی نشست میں ہم تین سینئرز کو دعوت دیتے ہیں

کہ وہ نئی آنے والی لڑکیوں سے

اپنے تجربات شیئر کریں

تینوں آہستہ سے اسٹیج پر گئیں

مگر اس بار شہرت کے لیے نہیں

بلکہ سچ بتانے کے لیے

ایمن نیچے کھڑی لڑکیوں کی طرف دیکھتی رہی

اس کے دل میں ایک لرزش سی ہوئی

جیسے وہ اپنی پرانی شکل دیکھ رہی ہو

وہ مسکرا کر بولی

بیٹو

تم سب خود کو پہچاننے کے سفر پر آئی ہو

میری طرح

ایک عام سے گھر کی لڑکی

جسے گھر میں کوئی وقت نہیں دیتا تھا

نہ باپ کو فرصت،

نہ ماں کو ڈراموں سے فرصت،

نہ بہن کو موبائل سے فرصت

انسان جب گھر سے خالی ہوتا ہے

تو باہر بھرنے لگتا ہے

میں بھی بھری

سوشل ایپس سے،

تعریفوں سے،

جلد بازیوں سے

اور پھر دنیا نے مجھے آئینہ دکھایا

میں نے جانا کہ عورت جب خود کو سجا کر رکھ دے

تو دنیا اسے عورت نہیں

سرِ بازار کی چیز سمجھنے لگتی ہے

بیٹو

دنیا عزت نہیں دیتی

عزت ہمیشہ وہیں ملتی ہے

جہاں اللہ نے رکھی ہے

نئی لڑکیاں خاموش ہو کر سننے لگیں

اب مناہل نے قدم آگے رکھا

اس کے چہرے پر اداسی، مگر لہجے میں سچائی تھی

میں تم جیسی تھی

مجھے گانے، ناچ، اسٹیج ،

دوستیاں،

اور آزادی پکارتی تھی

ایک وقت آیا میں نے

اعتماد اور محبت کے نام پر

اپنی تصاویر اپنی ویڈیوز

غلط جگہ رکھ دیں

اور پھر

ایک لمحہ میں

میرا سب کچھ برباد ہوا

وہ لڑکا جس پر میں نے

سب کچھ قربان کیا

اسی نے مجھے دنیا بھر کیں رسوا کر دیا

گھر والے بھی منہ موڑ گئے

میں نے مرنے تک کا سوچ لیا تھا

بیٹو

کبھی کوئی ایسا قدم نہ اٹھانا

جو واپس نہ لیا جا سکے

کوئی تعریف،

کوئی لائک ،

کوئی شہرت

تمہاری عزت سے بڑی نہیں ہوتی

ہال میں بے شمار آنکھیں نم ہوئیں

عریشہ آہستہ سے آگے بڑھی

اس کی آواز کپکپاہٹ سے بھری ہوئی تھی

میں وہ تھی

جو گھر میں نیک بن کر رہتی تھی

اور یونیورسٹی میں آزاد

میں نے دوہری زندگی بنائی

پھر ایک لڑکے کے ساتھ

سب کچھ چھوڑ کر بھاگ گئی

میری ماں غم میں مر گئی

میں واپس آنا چاہتی تھی

مگر میرا اپنا گھر

میری میت بھی قبول نہ کرتا

وہ لڑکا

جسے میں نے سب کچھ دے دیا تھا

اس نے طلاق دے کر کہا

جو اپنے والدین کی نہ ہو سکی،

وہ میری کیا ہو گی؟'

بیٹو

باہری دنیا کبھی گھر نہیں بنتی

اصل محبت،

اصل حفاظت

ہمیشہ والدین میں ملتی ہے

ہول میں سائیں سائیں کی خاموشی چھاگئی

اب تینوں لڑکیاں نئی آنے والی لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کھڑی ہو گئیں

ان کے چہروں پر وقار،

آواز میں نرمی

اور دل میں درد تھا

بیٹیو

ہم تینوں نے غلطیاں کیں

ہم ٹوٹیں، بکھریں، رسوا ہوئیں

لیکن پھر اللہ نے ہمیں

دوبارہ اٹھایا،

دوبارہ سنبھالا،

دوبارہ عزت دی

ہم تم سے صرف یہ کہنا چاہتی ہیں

دنیا چمک دکھاتی ہے
اور پھر آنکھیں چھین لیتی ہے

سوشل ایپس تعریف دیتی ہیں
اور پھر عزت چھین لیتی ہیں

لڑکے محبت دیتے ہیں
اور پھر وقت آنے پر
جیسے ہم کچھ تھے ہی نہیں—
یوں چھوڑ دیتے ہیں

اصل عزت،
اصل پہچان،
اصل سکون
اللہ کے حکم میں ہے
پردے میں ہے
اپنے گھر میں ہے

اپنی ماں کی دعاؤں میں ہے

اپنے باپ کے سائے میں ہے

ہم اسٹیج سے لوٹ آئے ہیں

کیونکہ ہمیں یاد آ گیا

کہ ہمارا مقام اسٹیج نہیں

عرش تھا **

ہال میں بیٹھیں نئی لڑکیاں

آج پہلی بار

اپنے مستقبل کو

ایک نئے زاویے سے دیکھ رہی تھیں

ہال خاموش تھا

سب نظریں ان تینوں پر ٹکی ہوئی تھیں

ایمن، مناہل اور عریشہ پردے میں کھڑی

نئی آنے والی لڑکیوں کی طرف دیکھ رہی تھیں

ایمن نے نرمی سے کہا

بیٹو ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا

خود کو کبھی سستا مت بیچنا

تمہاری قیمت ایک تصویر ،

ایک ویڈیو،

یا کسی لڑکے کی چند میٹھی باتوں میں نہیں ہوتی

اپنی عزت کو خود اپنی مٹھی میں رکھو،

دنیا کے ہاتھ میں نہیں

مناہل نے آہستہ سے ان کی بات آگے بڑھائی

دنیا تمہیں پہلے تعریفیں دیتی ہے،

پھر وہی دنیا تمہیں روند دیتی ہے

وہ چمکتی ہوئی روشنی،

وہ تالیاں،

وہ تبصرے

سب دھوکا ہیں

کبھی کسی تعریف کی خاطر

اپنے آپ کو اتنا سستا مت کر لینا

کہ کل تم ہی اپنی آنکھوں سے

اپنے آپ کو دیکھنے سے ڈرو

عریشہ نے بھاری سانس لی،

اپنی آواز کو سنبھال کر بولی

بیٹیو اپنی قدر خود پہچانو

ایک زن، ایک بیٹی، ایک بہن،

ایک آئندہ ماں کی قیمت

کسی لائک،

کسی فولو،

کسی میسج سے نہیں لگتی

جو لڑکی خود کو ہلکا کر لے

دنیا اسے مٹی کی طرح اڑا دیتی ہے

زاہری چمک دمک،

خطروں والی دوستیوں،

چھپے تعلقات،

اور غلط جگہوں کی محبتوں کے پیچھے

اپنی زندگیاں بیکار مت کر دینا

تینوں ایک ساتھ بولیں—

ایک ہی احساس، ایک ہی درد، ایک ہی بصیرت کے ساتھ

تم انمول ہو

اپنی قیمت اتنی سستی مت کرنا

کہ ہر دیکھنے والا خود کو خریدار سمجھنے لگے

دنیا کے وعدے ٹوٹ جاتے ہیں،

اللہ کا وعدہ نہیں ٹوٹتا

چمکتی روشنیوں کے پیچھے مت بھاگو،

وہ تمہیں جلا دیتی ہیں

اپنے دل، اپنی عزت، اپنی پہچان

صرف وہاں خرچ کرنا

جہاں تمہاری حفاظت بھی ہو

اور تمہاری قدر بھی **

ہال میں بیٹھی نوجوان لڑکیاں خاموش تھیں

لیکن ان کے چہروں پر خوف نہیں،

بلکہ **فہم، شعور اور بیداری** تھی

یہ مشورہ ان کے دلوں پر نقش ہو چکا تھا

ماہ نور

سال گزر گئے

زندگی اپنی اپنی راہوں پر آگے بڑھتی رہی

عائشہ اپنے تاجر شوہر کے ساتھ خوش و آباد،

جویریہ اپنے عالمِ دین خاوند کے ساتھ نور بانٹتی ہوئی،

اور ماہ نور اپنے ڈاکٹر شوہر کے ساتھ شفا پھیلاتی ہوئی

لیکن آج

بہت عرصے بعد

تینوں سہیلیں ایک ہی جگہ دوبارہ اکٹھی ہوئیں

وہی گاؤں،

وہی پیپل کے درخت کا سایہ،

اور وہی دادی کا پرانا آنگن

ہوا میں پرانی دوستی کی خوشبو تھی

وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہی

بچوں کی طرح ہنس پڑیں

مگر ہنسی میں اب عقل، وقار اور گہرا سکون تھا

بیٹھتے ہی

جویریہ نے دھیرے سے کہا

کتنا وقت گزر گیا

پر ہمارا رشتہ آج بھی ویسا ہی ہے،

ہے نا؟

ماہ نور نے مسکرا کر کہا

دوستاں جیسی دوستی

وقت نہیں بدل سکتا

عائشہ نے آہستہ سے سر ہلایا

ہاں مگر وقت نے ہمیں مضبوط ضرور بنا دیا ہے

پہلا موضوع وہی تھا

جو تینوں کے دلوں کے سب سے قریب تھا **پردہ**

عائشہ نے کہا

ہم نے پردہ کیا،

لوگوں نے کہا رکاوٹ ہے

لیکن حقیقت یہ ہے

کہ پردے نے ہمیں اونچا کیا

ہمارے رشتوں کو،

ہمارے کردار کو،

ہماری عزت کو

جویریہ بولی

ہاں

پردہ کمزوری نہیں،

طاقت ہے

یہ عورت کی دیوار نہیں

اس کی ڈھال ہے

یہ چھپاتا نہیں

سنبھالتا ہے

ماہ نور نے دھیمے لہجے میں کہا

مجھے تو ہمیشہ لگتا ہے

کہ پردہ عورت کی آنکھوں میں حیا بڑھاتا ہے

اور لوگوں کی نظروں میں وقار

اللہ نے جو لباس دیا

وہ ہماری عزت کا پہلا درجہ ہے

تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا—

وہ جانتی تھیں

کہ ان کی زندگیاں

پردے نے محفوظ بنائی تھیں

پھر بات قرآن تک پہنچی

جویریہ نے ہاتھ دل پر رکھا

میں نے قرآن پڑھایا،

سکھایا،

اور جتنا پڑھتی گئی

اتنا سمجھتی گئی

کہ عورت جب قرآن سے جڑ جائے

تو کوئی مشکل اسے توڑ نہیں سکتی

عائشہ نے کہا

میری زندگی میں جتنی بھی آسانی آئی—

وہ قرآن کی وجہ سے آئی

اس نے مجھے ہمت دی،

صبر دیا،

اور صحیح فیصلے کرنے کا شعور دیا

ماہ نور نے آنکھیں بند کیں

اور میں نے تو

درد کے مریضوں کا علاج کیا—

پر دل کا علاج

صرف قرآن کرتا ہے

اسی نے مجھے نرم رکھا،

مضبوط رکھا،

اور سیدھے راستے پر رکھا

پھر عائشہ نے وہ بات کہی

جس پر تینوں کے دل ایک ہو گئے

اگر کوئی پوچھے

کہ ہمیں کس نے سر بلند رکھا

تو جواب بس ایک ہے

اسلام نے

ماہ نور بولی

جو عزت اسلام دیتا ہے

وہ دنیا کا کوئی نظام نہیں دے سکتا

ہم نے حیا کے راستے پر چلا،

نماز اور قرآن تھاما،

اور دیکھ لو—

ہم کہیں سے بھی کمزور نہیں ہوئیں

بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئیں

جویریہ نے آسمان کی طرف دیکھا

اسلام نے ہمیں بیٹی بنا کر عزت دی،

بیوی بنا کر مقام دیا،

ماں بنا کر جنت دی

تینوں سہیلیں

ایک ساتھ بیٹھیں،

اور جیسے آنے والی نسلوں سے مخاطب ہو گئیں

ماہ نور نے کہا

اے بیٹیو

اے آج کی لڑکیو

اگر دنیا کے شور میں راستہ گم ہو جائے

تو بس ایک بات یاد رکھنا

اپنے آئیڈیل

سیدہ کائنات فاطمہ الزہراءؓ

اور سیدہ زینبؓ کو بنالو

جویریہ نے کہا

اگر تم ان کے نقشِ قدم پر چلو گی——

تو کوئی طاقت تمہیں گمراہ نہیں کر سکتی

یہ عورت کی اصل رول ماڈل ہیں

ان کی زندگی

عفت ہے،

حیا ہے،

عزت ہے،

قربانی ہے،

صبر ہے،

روشنی ہے

عائشہ نے دھیرے سے کہا

جو فاطمہؓ کی پیروی کرے

وہ اللہ کی رحمت میں آتی ہے

اور جو زینبؓ کو آئیڈیل بنائے

اسے دنیا کی کوئی آزمائش شکست نہیں دے سکتی

شام ڈھلنے لگی

درخت کی چھاؤں لمبی ہو گئی

ہوا نرم پڑ گئی

اور تینوں سہیلیں

ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے اٹھیں

آخری بار

دادی کے آنگن کی طرف دیکھا

ماہ نور نے کہا

ہماری کہانی ختم ہوئی

لیکن ہمارا پیغام باقی رہے گا

جویریہ نے جواب دیا

اسلام عورت کو گم نہیں کرتا

اسے بلند کرتا ہے

اور عائشہ نے دھیرے سے کہا

جو فاطمہؓ اور زینبؓ کی راہ پر چلے—

وہ کبھی نہیں ہارتا

اس کے ساتھ

پرانے دور کی کہانی

خاموشی سے مکمل ہو گئی

ایمن

فیئر ویل کے اگلے ہی دن

ایمن نے مناہل اور عریشہ کو اپنے کمرے میں بٹھایا

تینوں خاموش تھیں، مگر دلوں میں سکون اور روشنی تھی

ایمن نے دھیرے سے کہا

ہم نے بدلنے کی ہمت کی

لیکن راستہ اس دن کھلا تھا

جب اس سید زادی استانی نے ہمیں پہلی بار

کتاب تھمائی تھی

آؤ،

آج اس کا شکریہ ادا کریں

جس نے ہمیں گمراہی سے واپس کھینچ کر

روشنی کی طرف لگایا

دونوں نے فوراً سر ہلا دیا

ہاں ایمن

ہمیں جانا چاہیے،

انہیں بتانا چاہیے کہ

ان کی ایک نصیحت نے تین زندگیاں بچالیں

وہ تینوں ڈپارٹمنٹ کے نزدیک

اس پرانی، خاموش سی اسٹاف روم کے دروازے تک پہنچیں

جہاں استانی بیٹھی تھیں

دروازہ دھیرے سے کھلا

سید زادی استانی نے سر اٹھایا

اور ان تینوں کو با حجاب، سنجیدہ، پر سکون دیکھ کر

ان کے چہروں پر ایک ممتا بھری مسکراہٹ پھیل گئی

آؤ بیٹیو

میں جانتی تھی

تم ایک دن اسی طرح واپس آؤ گی

عریشہ بے اختیار رونے لگی

مناہل نے سر جھکا لیا

ایمن نے آگے بڑھ کر استانی کے ہاتھ چوم لیے

استاد محترمہ

آپ نے ہمیں وہ کتاب دی تھی

'دادی کی باتیں'

جس کی چند سطروں نے

ہماری پوری زندگی بدل دی

اگر وہ کتاب نہ ہوتی،

اگر آپ کا اشارہ نہ ہوتا

ہم آج بھی گمراہی میں ہوتے

استانی نے ان کے سر چھو کر کہا

بیٹیو

بدلنے کی توفیق اللہ دیتا ہے،

استاد تو صرف دروازہ دکھاتا ہے

قدم تم نے خود اٹھائے ہیں

استانی نے گہری سانس لی

اور تینوں کو اپنے قریب بٹھا کر کہنے لگیں

بیٹیو

عورت کی سب سے بڑی کمزوری

اپنی تعریف سننے کا شوق ہے

اور سب سے بڑی طاقت

اپنی قیمت پہچان لینا

تینوں سن رہی تھیں

دل پوری طرح کھلا ہوا

تم تینوں نے وہ راستہ چن لیا

جسے دنیا آزادی کہتی ہے

اور قرآن بربادی کہتا ہے

اب تم ہدایت کی طرف واپس آگئی ہو

یہ اللہ کی خاص مہربانی ہے

پھر انہوں نے ایمن کا ہاتھ پکڑا

ایمن، تمہاری ذمہ داری سب سے زیادہ ہے

تم وہ چراغ بنو

جو دوسروں کا راستہ روشن کرے

یاد رکھنا، عورت جب سنبھرتی ہے

تو گھر سنبھرتا ہے،

گھر سنبھرتا ہے

تو نسلیں سنبھرتی ہیں

مناہل کی طرف دیکھ کر کہا

بیٹی، تم نے سب سے سخت آزمائش دیکھی ہے

جن راستوں پر تم گری ہو

انھی راستوں سے لڑکیوں کو بچانا

یہ تمہارا کفارہ بھی بنے گا

اور تمہاری عزت بھی لوٹا دے گا **

آخر میں عریشہ کی طرف دیکھا

اور تم

جنہوں نے ماں کی گمشدگی کا درد جھیلا

تم اب ان لڑکیوں کی ماں بنو

جن کے پاس رہنمائی نہیں

تمہارے تجربے

ہزار کتابوں سے زیادہ قیمتی ہیں

پھر تینوں سے ایک ساتھ کہا

تو اسے دوبارہ بنانے کے لیے توڑتا ہے

مگر اس بار مضبوط تر،

سچّی تر،

پردے میں لپٹی ہوئی

اور عزت میں ڈھلی ہوئی

تینوں لڑکیوں نے

ایک دوسرے کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما

ایمن نے دھیرے سے کہا

ہم وعدہ کرتی ہیں

کسی لڑکی کو وہ راستہ نہیں اپنانے دیں گی

جس نے ہمیں توڑ دیا تھا

مناہل نے کہا

ہم اپنی کہانی چھپا کر نہیں رکھیں گی

ہم اسے روشنی بنا کر سنائیں گی،

تاکہ کوئی اور اندھیرا نہ دیکھے

عریشہ نے آنکھیں پونچھ کر کہا

اور ہم کبھی دوبارہ

اپنی قیمت سستی نہیں کریں گی

استانی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

یہ آنسو فخر کے تھے

⭐ مصنف کا آخری نوٹ

(A Message from the Author)

اس ناول کی ہر سطر، ہر کردار اور ہر موڑ میں ایک ہی سچ چھپا ہے—

عورت جب اپنے اصل مقام سے دور ہو جائے تو دنیا اس کی قدر نہیں کرتی،

صرف اسے استعمال کرتی ہے

ایمن، مناہل اور عریشہ کی کہانی

بس تین لڑکیوں کی داستان نہیں،

بلکہ اس زمانے کی ہر اس بیٹی کا عکس ہے

جو چمکتی ہوئی اسکرینوں کے پیچھے

اپنی اصل پہچان کھو دیتی ہے

یہ ناول یہ نہیں کہتا کہ عورت کو اوپر نہ بڑھنا چاہیے،

نہ یہ کہتا ہے کہ اسے گھر کی چار دیواری میں قید رہنا چاہیے

یہ صرف ایک سوال رکھتا ہے

اگر عورت اپنی عزت، اپنی پہچان،

اپنی قیمت اور اپنی حدود کو کھو دے—

تو پھر ترقی کیسی؟

اور آزادی کیسی؟

مغرب نے عورت کو آزاد نہیں کیا،

بلکہ اسے ایک ایسی شے بنا دیا ہے

جس کی قیمت بازار لگاتا ہے،

اور وہ خود بھول جاتی ہے

کہ وہ انمول ہے

یہ ناول بتاتا ہے کہ

⭐ **حیا قید نہیں، حفاظت ہے**

⭐ **پردہ روک نہیں، ڈھال ہے**

⭐ **تعلیم طاقت ہے—اگر کردار ساتھ ہو**

⭐ **عورت کی اصل شان تب ہے جب وہ اللہ سے جڑی ہو**

ماہ نور کے کردار نے دکھایا

کہ پرانے زمانے کی عورت کیوں بلند تھی—

کیونکہ وہ قرآن سے جڑی تھی

ایمن اور اس کی دوستوں نے سکھایا

کہ آج کی عورت کیوں ٹوٹ رہی ہے—

کیونکہ وہ قرآن سے دور ہے

اور جب عورت خود کو پہچان لے—

تو وہ کسی لائک، کسی کمنٹ،

کسی لڑکے کے ایک اچھے لفظ کی محتاج نہیں رہتی

اس ناول کا آخری پیغام صرف اتنا ہے

عزت انسانوں کے ہاتھ میں نہیں،

اللہ کے ہاتھ میں ہے

جو عورت اللہ کو تھام لے—

دنیا خود اس کے قدموں میں آجاتی ہے

اور جو عورت دنیا کو تھام لے—

وہ آخر میں خود ٹوٹ جاتی ہے

اللہ ہر بیٹی کو وہ شعور دے

جو ایمن نے حاصل کیا،

وہ ہمت دے جو مناہل نے پائی،

اور وہ توبہ دے جو عریشہ کے حصے میں آئی

عورت عرش کی مخلوق ہے—

اسے کبھی اسٹیج کا ہجوم نہ بننے دینا

⭐ مصنف کی طرف سے معذرت اور دل کا پیغام

(سردار محمد علی خان)

میں اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہوں

کہ میں خود بھی کمزور ہوں،

خطاکار ہوں،

گناہگار ہوں

میری اپنی زندگی میں بھی بے شمار لغزشیں ہیں،

کمی کوتاہیاں ہیں—

اور میں کسی پر انگلی اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا

میں کسی عورت، کسی بیٹی، کسی بہن

یا کسی ماں پر ظلم یا تنقید کرنے نہیں نکلا تھا

میں نے یہ ناول صرف اس لیے لکھا

کیونکہ میں چاہتا تھا

کہ عورت اپنا بھولا ہوا مقام پہچان لے

اپنی قیمت، اپنی عزت، اپنا رتبہ یاد کر لے

مجھے ربّ نے لفظ کا ہنر دیا ہے

اور جب مالک کوئی نعمت دیتا ہے

تو اس سے سوال بھی کرتا ہے

کہ اسے کہاں خرچ کیا؟

میں نے اس کہانی کے ذریعے

صرف وہی کہا

جو میرے دل میں ایک درد بن کر تھا

اگر میری کسی بات، کسی لفظ،

کسی جملے نے

کسی بیٹی، کسی بہن، کسی عورت کے دل کو ٹھیس پہنچائی ہو——

تو میں پورے خلوص اور پوری عاجزی سے

ان سب سے معافی مانگتا ہوں

میرا مقصد کسی کو برا کہنا نہیں،

بلکہ اسے اس جھاڑ جھنکار سے نکالنا تھا

جس نے آج کی عورت کو

اس کی اصل روشنی سے دور کر دیا ہے

اگر اس پوری کتاب میں

صرف ایک لڑکی

صرف ایک بیٹی کے دل میں بھی

ہدایت، شعور، یا روشنی کا

کوئی ایک چراغ جل گیا—

تو میں سمجھوں گا

کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا

آخر میں، میں اللہ سے بھی معافی مانگتا ہوں—

کہ میرا ہر لفظ

اسی کی رضا کے لیے ہو،

اور اسی کے خوف میں لکھا گیا ہو

دعا ہے کہ ہر بیٹی، ہر بہن، ہر عورت

اللہ کی امان میں رہے،

اور اپنے مقام کو کبھی نہ بھولے

سردار محمد علی خان

مصنف

نوٹ از مصنف

میں نے ایک اور ناول بھی تحریر کیا ہے جس کا عنوان ہے **مجازی سے حقیقی کا سفر**

آپ سب سے مودبانہ گزارش ہے کہ اگر آپ نے وہ ناول ابھی تک نہیں پڑھا تو اسے بھی ضرور پڑھیں

نیچے دیے گئے لنک پر کلک کر کے آپ اسے آسانی سے پڑھ سکتے ہیں

]مجازی سے حقیقی کا سفر پڑھنے کے لیے یہاں کلک کریں[

https //archive org/details/sardars-noval-complete-33-36-2